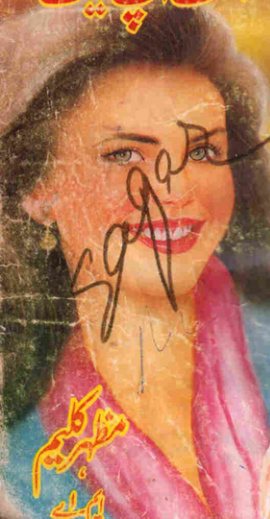


عراق سیرت

لائسٹ آپ سڈٹ



مظہر کلیم
لیکے

اور ان کی کامیابی پر ان کو خاطر خواہ داد ملے مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس طرف توجہ دیں گے۔

محترم حکیم رفعت اشفاق چہان صاحب خط لکھتے اور غلط پند کہنے کا پتہ نہ دیتے۔ آپ کی شکایت سر آنگھوں پر لیکن محترم عمران اور اس کے ساتھی اپنی ذہنی سر انجام دیتے ہیں اور مشن کی کامیابی سے زیادہ ان کے لئے مسرت کا باعث اور کیا ہو سکتا ہے۔ ویسے ہمارے ملک میں یہ عجیب رواج پڑ گیا ہے کہ جو ذہنی انجام دے وہ بھی اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ اس کا استقبال کیا جائے اس کے اعزاز میں تقریبات منعقد کی جائیں اور اسے انعام و اکرام سے نوازا جائے۔ جیسے اس نے ذہنی سر انجام دے کر قوم و ملک پر کوئی احسان کر دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کاخلص

منظہر حکیم الہ آباد

عمران صبح کی نماز اور اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بعد مسجد سے نکلا اور واپس اپنے فلیٹ کی طرف پہنچ گیا تاکہ لباس تبدیل کر کے وہ معمول کی ورزش کے لئے پارک میں جاسکے کہ اسے اپنی پشت سے ایک آواز سنائی دی۔

”کیا آپ کا نام ہی علی عمران ہے۔“ بولنے والا اپنی آواز سے کوئی ادھر دھرم لگتا تھا۔ عمران تیزی سے مڑا تو اس نے ایک آدمی کو اپنی طرف ہنستے ہوئے دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ پہچان گیا کہ یہ شخص آج ملازموں میں شامل تھا گو آج سے پہلے عمران نے اسے مسجد میں نہ دیکھا تھا۔

”جی میرا نام ہی علی عمران ہے فرمائیے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“ آنے والے نے بڑے شہسو

و خضوع کے ساتھ سلام کرتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے بھی اسی طرح

پورے شوق و خضوع کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔

مجھے تپ کا جو حلیہ بتایا گیا تھا اس سے میں نے آپ کو مسجد میں

ہی پہچان لیا تھا لیکن پھر بھی مجھے کنفرمیشن کے لئے امام صاحب سے

پوچھنا پڑا..... اس ادحیدر عمر آدمی نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے

ہوئے کہا۔

”امام صاحب کو آپ نے ناقص تکلیف دی آپ مجھ سے ہی پوچھ لیتے

جیسے اب میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا آپ کا نام آصف الدولہ تو

نہیں ہے..... عمران نے بڑے گر بخشناہ انداز میں مصافحہ کرتے

ہوئے کہا۔

”آصف الدولہ اسے نہیں میرا نام تو ارشاد حسین ہے..... اس

شخص نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بس اسی طرح میں بھی آپ کو بتا دیتا کہ میرا نام کیا ہے۔ سوئیے اگر

آپ کو میرا نام ہی لینا ہے تو بے شک آپ بھی یہ نام رکھ لیں مجھے کوئی

احترام نہیں ہوگا.....“ عمران نے جواب دیا تو ارشاد حسین ہے

انتہی رنٹس پڑا۔

”آپ واقعی دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں۔ کیا آپ مجھے تمہارا سا

وقت عطایت کریں گے.....“ ارشاد حسین نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کتنی چاہیے آپ کو.....“ عمران نے کہا۔

”زیادہ نہیں صرف دس منٹ.....“ ارشاد حسین نے جواب دیا۔

”ارے بس اتنا سا۔ آپ فکر نہ کریں میرے پاس بیٹھنے کے لئے یہی

وقت ہی ہے آپ بٹھا چاہیں لے سکتے ہیں لیکن اس کے لئے آپ کو

میرے ساتھ چھلے میرے فلیٹ چلنا پڑے گا اور پھر وہاں سے پارک

میں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پارک میں وہ کیوں.....“ ارشاد حسین نے حیران ہو کر کہا۔

”ناکہ میں وہاں کچھ ورزش کر کے اپنے آپ کو اس قابل بنانوں کہ

آپ کو دس پنٹ بیٹھنے کے بعد بھی زندہ رہ سکوں.....“ عمران نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”دس پنٹ کیا مطلب.....“ ارشاد حسین نے حیران ہوتے

ہوئے کہا لیکن اب وہ عمران کے ساتھ ساتھ فلیٹ کی طرف چل رہا

تھا۔

”خون پنٹوں کے حساب سے ہی ماپا جاتا ہے اور ایک گیلن میں

تقریب آٹھ پنٹس ہوتے ہیں اور آپ نے دس پنٹ طلب کیے ہیں اس

کا مطلب ہے کہ آپ کو میرے جسم سے ایک گیلن اور دو پنٹ خون

چاہئے اور ظاہر ہے کہ اتنا خون آپ کو بیٹھنے کے بعد مجھے زندہ رہنے کے

لئے چھلے کچھ ورزش تو کرنی پڑے گی تاکہ کچھ نہ کچھ خون بڑھ

جائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ارشاد حسین

کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”میں نے پنٹ نہیں منٹ کہا تھا۔ مجھے آپ کا خون نہیں چاہئے

وقت چلے۔ دوسرے آپ کی بات سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ باقاعدگی سے ورزش کرنے کے عادی ہیں اس لئے ٹھیک ہے مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے میں پارک میں چلا جاتا ہوں آپ ظاہر ہے فلیٹ سے وہیں آئیں گے میں بھی اس دوران کچھ پیل چل کر سیر کر لوں گا۔۔۔۔۔ ارشاد حسین نے ہنستے ہوئے کہا۔

”دوسرے یہ بتاتے چلیے کہ آپ کو میرا حلیہ کس نے بتایا تھا تاکہ میں اس شخصیت کی توقعات کے مطابق ہی حلیہ بنائے رکھوں۔“ عمران نے کہا تو ارشاد حسین بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کے باورچی سلیمان صاحب نے بتایا تھا۔ میرا ریکیٹ میں جھڑل سٹور ہے۔ ابھی حال ہی میں بنایا ہے اور سلیمان صاحب وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ ارشاد حسین نے جواب دیا۔

”کہیں وہ آپ سے میرے نام پر قرض تو نہیں لے آیا اگر ایسا ہے تو بتا دیں تاکہ میں کسی اور پارک کا رخ کر لوں۔“ عمران نے کہے ہوئے لگے میں کہا تو ارشاد حسین ایک بار پھر کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں سلیمان صاحب نے تو ریکیٹ میں کبھی کسی سے اوجھار نہیں لیا آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔۔ ارشاد حسین نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو عمران نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیا جیسے اس کے کانٹوں سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”پھر ٹھیک ہے آپ پارک تشریف لے چلیں میں لباس بدل کر ابھی آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور ارشاد حسین سر ہلاتا ہوا پارک

کی طرف دوڑ گیا جب کہ عمران تیز قدم اٹھاتا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”یہ تم نے اب قرض خواہوں کو میرے پیچھے لگا دیا ہے کیوں؟“ عمران نے فلیٹ میں پہنچتے ہی باورچی خانے میں پہنچ کر سلیمان کو ڈھٹکتے ہوئے کہا جو ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔

”کتنی تعداد تھی ان کی۔۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں پوچھا۔

”فی الحال تو ایک ہی پہنچا ہے مسجد میں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اللہ نیک ہدایت دے گا۔ انشاء اللہ سارے ہی مسجد میں پہنچ جائیں گے۔“ سلیمان نے جواب دیا تو عمران اس کی خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ ارشاد حسین صاحب کا کیا حدود دار بہن ہے جسے تم نے باقاعدہ میرا حلیہ بتایا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارشاد حسین وہ جھڑل سٹور والا وہ ایک روز روزوار دہرا تھا کہ اس کا کاروبار نہیں چل رہا کسی نے اس کی دکان پر جادو کر دیا ہے۔ میں نے اسے آپ کے متعلق بتا دیا اور کہا کہ آپ کسی کا فلیٹ میں آنا پسند نہیں کرتے اس لئے مسجد میں صبح کی نماز کے وقت مل سکتے ہیں۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو میں جادو ٹوٹنے کا تو جانتا ہوں کیوں؟“ عمران نے غصیلے

ہے فرمائیے..... عمران نے گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ارشاد حسین بھی اس کے سامنے ہی گھاس پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب میں نے جنرل سکور بنایا تو ایک ماہ تک تو میرا جنرل سکور خوب چلا لیکن اس کے بعد اس نے یکسر چلنا بند کر دیا اور اب تو یہ حالت ہے کہ میں سارا دن بیٹھا نکھیں مارتا رہتا ہوں۔ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ کسی حاسد و کاندھار نے میرے جنرل سکور پر جادو ٹوڑ کر دیا ہے۔ میں نے کئی عاملوں کی خدمات بھی حاصل کیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ سلیمان صاحب نے ایک روز آپ کے متعلق بتایا کہ آپ ہر قسم کے جادو ٹوڑنے کا توڑ کر لیتے ہیں اس لئے میں آج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ برائے کرم میری مدد کریں۔“ اداشا حسین نے بڑے مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کتنا بڑے ہوئے ہیں..... عمران نے اچھائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”جی میں گریجوواٹ ہوں.....“ ارشاد حسین نے جواب دیا۔

”پہلے کیا کام کرتے تھے.....“ عمران نے پوچھا۔

”جی پہلے میں میونسپل کارپوریشن میں ملازم تھا۔ اب ریٹائر ہو گیا ہوں تو پھر رقم ملی ہے اس سے یہ جنرل سکور کھول لیا ہے کیونکہ ابھی میرے بچے زر تعلیم ہیں اور میرے پاس آمدنی کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا.....“ ارشاد حسین نے جواب دیا۔

”آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ کی دکان پر جادو کرایا گیا ہے۔“

لہجے میں کہا۔

”نہیں جانتے تو اسے صاف صاف کہہ دیں۔ ویسے میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ آپ آسانی سے یہ بات نہیں مانیں گے اس لئے میں وہ آپ کا بھگاد چھوڑے.....“ سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے میں اسے کہہ دوں گا کہ اس کی دکان پر سلیمان نے جادو کر رکھا ہے پھر وہ تم سے خود ہی غٹ لے گا.....“ عمران نے ذریعہ تنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”بے شک کہہ دیں۔ اسے میں نے بتا دیا ہے کہ جن لوگوں کا نام سلیمان ہوتا ہے وہ جادو ہی نہیں کر سکتے اور اس نے اس بات پر یقین کر رکھا ہے.....“ سلیمان نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا وہ کچھ گیا تھا کہ ارشاد حسین نے حضرت سلیمانؑ کی وجہ سے اس نام پر یقین کر لیا ہو گا۔ ورزش کا چست لباس پہن کر تھوڑی دیر بعد عمران جب پارک میں پہنچا تو ارشاد حسین وہاں موجود تھا۔

”آپ ڈرامز پر پیدل چل لیں۔ میں اس دوران ورزش کروں پھر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی.....“ عمران نے کہا اور ارشاد حسین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ کی اچھائی وقت ورزش کے بعد جب عمران فارغ ہو گیا تو اس نے ارشاد حسین کو لہنے پاس بلالیا۔

”ہاں تو جناب ارشاد حسین صاحب اب آپ کا وقت شروع ہو چکا

ڈال دے گا..... عمران نے کہا۔

”وہ کیا صاحب..... ارشاد حسین نے چونک کر پوچھا۔

”اپنی آمدنی کا کچھ حصہ پانچ فیصد دس فیصد ضرور عطیہ کر کے اسے اپنے عزیز پ دشت داروں، مسافروں اور ایسے افراد جو محتاج ہوں اور امداد کے مستحق ہوں ان کی خاموشی سے اور بغیر احسان جھانے دے دیا کریں۔ پھر آپ دیکھیں کہ آپ کے رزق میں کتنی برکت ہوتی ہے.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے لیکن اگر آپ کوئی تعویذ وغیرہ بھی دے دیں تو مہربانی ہوگی.....“ ارشاد حسین نے کہا۔

”آپ تین ماہ تک میری اس بات پر عمل کریں۔ اگر آپ نے تین ماہ تک اس پر پوری طرح عمل کیا تو پھر آپ کو تعویذ بھی مل جائے گا میرا تعویذ اس وقت اثر کرتا ہے جب تین ماہ تک یہ کورس مکمل کر لیا جائے.....“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی بہتر انشاء اللہ میں آپ کی بات پر پورا پورا عمل کروں گا۔“ ارشاد حسین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اب یہ بتائیں کہ آپ نے دکان میں کتنی مالیت کا مال ڈالا تھا جب گپ نے دکان کا افتتاح کیا تھا.....“ عمران نے کہا۔

”جی دو لاکھ کا.....“ ارشاد حسین نے جواب دیا۔

”اور اب کتنی مالیت کا مال موجود ہے.....“ عمران نے کہا۔

”ایک لاکھ سے بھی کم کا ہوگا.....“ ارشاد حسین نے آہستہ سے

عمران نے کہا۔

”کئی لوگوں نے کہا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس مارکیٹ میں ایسے لوگ ہیں جو یہ کام کرتے ہیں اور کسی نئی دکان کو کہاں چلنے نہیں دیتے.....“ ارشاد حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن رزق تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتا ہے وہ کیسے کسی جاؤ نہ ہونے سے کم ہو سکتا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”جی وہ تو ٹھیک ہے لیکن میرے ساتھ تو بہر حال کچھ نہ کچھ ہوا ہے آپ پلیر میری مدد کریں ورنہ ہمارا پورا گھرانہ قاقوں سے مر جائے گا.....“ ارشاد حسین نے کہا۔

”ارشاد حسین صاحب اصل بات یہ ہے کہ آپ کے کاروبار سے برکت ختم ہو گئی ہے۔ رزق تو مقدر ہوتا ہے لیکن اس رزق میں برکت ہو تو آدمی فراخ دست ہو جاتا ہے جب برکت ختم ہو جائے تو پھر تنگ دستی گھیر لیتی ہے۔ آپ اگر واقعی کاروبار چلانا چاہتے ہیں تو برج دکان کھولتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر دکان کھولیں اور پھر وہاں بیٹھ کر کچھ قرآن مجید کی تلاوت کیا کریں اس کے علاوہ کاروبار چلانے کے جو طریقے ہوتے ہیں مطلب ہے گاہکوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا۔ ناجائز منافع خوری اور کم تولنے وغیرہ سے بچنا۔ وہ مال دکان میں رکھنا جس کی ڈیمانڈ ہو چاہے اس میں منافع کم ہو۔ ان ساری باتوں کا خیال رکھا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور کام کیا کریں تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے کاروبار میں یقیناً اللہ تعالیٰ بے پناہ برکت

جواب دیا۔

”حالانکہ آپ کہتے ہیں کہ پہلے آپ کا جنرل سٹور خوب چلا تھا۔ پھر وہ اصل رقم کہاں گئی۔“ منافع تو ظاہر ہے آپ نے خرچ کر دیا ہوگا۔“
عمران نے کہا۔

”وہ جی ایک بچی کی شادی کرنی تھی اس میں لگ گیا۔ مجبوری تھی جتلب۔۔۔۔۔ ارشاد حسین نے کہا۔“

”ٹھیک ہے مجبوری اپنی جگہ لیکن دکان کے اصول اپنی جگہ جب دکان میں سے مال نکل گیا اور اس کی جگہ اور نہ ڈالا گیا تو پھر گاہک وہاں آکر کیا خریدیں گے۔ اب آپ کو پتہ چل گیا کہ آپ کے گاہک کیوں آنے بند ہو گئے ہیں۔ ہر حال جو کچھ میں نے کہا ہے ویسے آپ کریں۔ آپ نے چونکہ بچی کی شادی پر یہ رقم لگائی ہے اور اس طرح آپ نے فرض ادا کیا اور آپ کی بچی بھی میری بچی ہے اس لئے یہ رقم آپ میری طرف سے تحفہ سمجھ لیں۔ سلیمان آپ کو دے جانے گا۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”مگر میں نے یہ تو نہیں کہا کہ آپ مجھے رقم دیں۔۔۔۔۔“ ارشاد حسین نے بھی اٹھتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ کی طرح مجھے بھی تو اپنا کاروبار چلانا ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاروبار کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔۔۔۔۔“ ارشاد حسین نے اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ابھی میں نے آپ کو بتایا ہے کہ برکت کے لئے اپنی آمدنی کا کچھ حصہ آپ دوسروں کو دیں گے اس طرح آپ کا کاروبار چل پڑے گا اور میں یہ رقم آپ کو نہ ہی ادا کے طور پر دے رہا ہوں اور نہ ادھار بلکہ یہ میری طرف سے تحفہ ہو گیا۔ خدا حافظ۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا جب کہ اسے معلوم تھا کہ ارشاد حسین حیرت سے منہ کھولے وہیں کھڑا ہو گا کیونکہ ایسا معاملہ اسے اور کہاں مل سکتا تھا جو ہدیہ لینے کی بجائے اٹھا اسے تحفے بھی دے۔ جبکہ عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ ارشاد حسین واقعی پریشان ہے اور اس کا اصل مسئلہ یہی تھا کہ اس نے کاروبار سے رقم نکال کر لڑکی کی شادی کر دی تھی اس لئے اس کا کاروبار رک گیا تھا۔ ایسے لوگوں کی امداد کرنا عمران اپنا فرض سمجھتا تھا اس لئے اس نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ ایک لاکھ روپے سلیمان کے ہاتھ بجموادے گا۔

”جلدی لے آؤ ناشتہ سلیمان۔ پہلے ہی بنی درو ہو گئی ہے۔“ عمران نے فلیٹ میں پہنچ کر لباس تبدیل کر کے سنگ روم میں پہنچنے ہی اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرائی دکھیلنا ہوا سنگ روم میں پہنچ گیا۔
”بڑی جلدی جان چھوڑ دی ارشاد حسین نے۔۔۔۔۔“ سلیمان نے شیشے کا سامان میز پر رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اے کچھ نہ بوجو جب میں نے اسے کہا کہ سلیمان کے پاس چھوٹے ہی غرضانے ہیں اور میں اسے کہہ دوں گا کہ وہ تمہیں کاروبار چلانے کے لئے صرف ایک لاکھ روپے اپنے غرضانے خاص سے دے جائے

گا تو وہ کتنا خوش ہوا سو تو میرے ساتھ ہی وصولی کے لئے آیا تھا لیکن میں نے اسے بڑی مشکل سے ٹالا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ ہمیں اسے اپنے ساتھ ناشتہ کرانا پڑ جاتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف ایک لاکھ روپیہ آپ نے بھی کچھ سی کی حد کر دی۔ بڑی بیگم صاحبہ ہوتیں تو نجائے کتنا دے دیتیں..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو میں کچھ دے دوں۔ تم تو فیاض بلکہ سو فیاض ہو تم اسے دس لاکھ روپے دے دینا.....“ عمران نے ناشتہ کا آغاز کرتے ہوئے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اب کوئی بات تو ہوئی۔ سپیشل روم کا خفیہ خانہ تو اب خالی ہو گا.....“ سلیمان نے کہا اور غرائی دھکیلتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”ارے ارے سنو۔ ارے.....“ عمران نے جو کھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

”فکر نہ کریں اسے ایک لاکھ ہی دوں گا.....“ سلیمان نے باہر سے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تہہ نہیں اب تک یہ رقم بھی کبھی رہی اس جیل کی نظروں والے سے.....“ عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ناشتہ ختم کر کے وہ اٹھا اس نے جا کر ہاتھ دھوئے کلی کی۔ اس دوران سلیمان ناشتہ کے برتن لے

گیا تھا اور عمران نے صوفے پر بیٹھنے ہی سہنے پڑے ہوئے اخبارات کے بڈل میں سے ایک اخبار نکالا اور سرخیاں دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی اس نے اخبار پر ایک تقریری ڈالی تھی کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اخبار پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

”توصیف بول رہا ہوں عمران صاحب اب لینڈ سے..... دوسری طرف سے توصیف کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ کیا شہلا سے لڑائی تو نہیں ہو گئی۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”بہی دیر دست لڑائی ہوئی ہے.....“ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پھر ہسپتال کے کس وارڈ سے فون کر رہے ہو.....“ عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے توصیف بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”دل کے سرجری وارڈ سے.....“ توصیف نے جواب دیا اور اس بار عمران بھی اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب میں نے ایک اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے بظاہر تو یہ اطلاع معمولی سی ہے لیکن میری چچی جس کہہ رہی ہے کہ اس کے پس منظر میں تعینات کوئی اہم بات موجود ہو گی.....“ توصیف نے کہا۔

”کیا بات ہے.....“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

طور پر منگوایا گیا ہے۔..... توصیف نے کہا۔

”ادھر تو واقعی جہادری جہادی جہادی جس نے خطرے کا سائن بنانا تھا۔ بہر حال تم اس سلسلے میں مزید انکوائری کرو اور اگر اس انکوائری میں کوئی واضح بات سامنے آئے تو مجھے بتانا۔..... حمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرتا ہوں۔ آپ کو فون کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ڈاکٹر شو نارٹھ ڈاکٹر سمرتی دونوں کے بیک گراؤنڈ کے بارے میں آپ اپنے طور پر معلومات حاصل کریں کیونکہ یہ کام آپ مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں۔ میری چچی جس کہہ رہی ہے کہ یہ لیبارٹری اور یہ خصوصی شعبہ کافرستان اور اپ لینڈ مل کر بنا رہے ہیں اور اسے پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔..... توصیف نے آخر کار وہ بات کہہ ڈالی جو اسے دراصل سمجھ رہی تھی۔

”ٹھیک ہے میں معلومات کروں گا تم بہر حال اپنے طور پر مزید انکوائری کرو۔ خدا حافظ۔..... حمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر اخبار پر نظریں جمادیں۔ وہ کچے بعد دیگرے اخبارات اٹھا کر دیکھتا رہا پھر ایک اخبار کے اندر والے صفحے پر اس کی نظریں ایک چھوٹی سی خبر پر جمی گئیں۔ خبر کے مطابق ایک ریڈیا کے ایک کافرستانی علاؤ ڈاکٹر سمرتی کو اقوام متحدہ کے ادارہ سائنس ریسرچ نے ایک نئی قسم کی شعاع دریافت کرنے پر خصوصی اعزاز عطا کیا ہے۔ اس شعاع کا نام ڈاکٹر سمرتی نے اپنی مرحوم ایکریمن بیوی عبادیلا کے نام پر رکھا۔

”اپ لینڈ حکومت کے تحت یہاں سرکاری سطح پر ایک خفیہ شعبہ قائم کیا گیا ہے جس کا نام ایڈوانس سائنس ریسرچ یا ایس آر آر رکھا گیا ہے۔ اس شعبے کے تحت ایک بہت بڑی لیبارٹری قائم کی گئی ہے جس میں انتہائی ایڈوانس سائنس ریسرچ کی جائے گی۔ یہاں تک تو بات عام سی ہے لیکن اس شعبے کا انچارج ایک ایکریمن سائنس دان ڈاکٹر شو نارٹھ کو بنایا گیا ہے اور ڈاکٹر شو نارٹھ کٹر بہودی ہے۔ اس کی اطلاع عام طور پر تو کسی کو نہیں ہے لیکن ایک محفل میں اچانک ایک آدمی نے اس بارے میں بات کی تو میں بھونک پڑا۔ میں نے اپنے طور پر تحقیقات کی تو میرے نوٹس میں آیا ہے کہ اس لیبارٹری کو بھی انتہائی خفیہ رکھا جا رہا ہے اس کا انچارج کافرستان کا ایک سائنس دان ڈاکٹر سمرتی ہوگا۔ ڈاکٹر سمرتی بہنے والا تو کافرستان کا ہی ہے لیکن سنبھلی گیا ہے کہ وہ طویل عرصے سے ایکریمن میں رہائش پذیر ہے اور لیبارٹری حیار ہو جانے کے بعد یہاں آئے گا اور اس لیبارٹری میں کوئی ایسا شہابی ہتھیار حیار کیا جا رہا ہے جو بارودی ہتھیاروں کو زیر کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔..... توصیف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر اس میں جہاد سے لے کر کیا بات اہم ہے۔ ایسے ہتھیار تو ہر ملک حیار کرتا رہتا ہے۔ ہمارے پاکیشیا میں بھی سائنس دان اس قسم کے ہتھیاروں کی حیادری میں لگے رہتے ہیں۔..... حمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اہم بات یہ ہے کہ اس لیبارٹری کا سارا عملہ کافرستان سے خفیہ

والے ملنے پر ایک خبردار سیلارین اور ڈاکٹر سمرق کے بارے میں شائع کی گئی ہے لیکن اس خبر کا ہندو رج نہیں کیا گیا۔ کیا آپ رہنمائی کریں گے کہ یہ خبر کس ماخذ سے لی گئی ہے..... عمران نے کہا۔
 "ایک منٹ ہولڈ کیجئے میں دیکھتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں"..... تھوڑی دیر بعد نیوز ایڈیٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیں"..... عمران نے کہا۔

"یہ خبر اقوام متحدہ کے سائنس ڈیپارٹمنٹ سے جاری ہوئے ماہانہ رسالہ اینڈوائس سائنس رپورٹ سے لی گئی ہے"..... جواب دیا۔

"اوکے تھینک یو"..... عمران نے کہا اور ریسورسز کے وہ اٹھا اور اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جیسے اس نے باقاعدہ لائبریری کی صورت دے رکھی تھی۔ اینڈوائس سائنس رپورٹ اس کے پاس چونکہ باقاعدگی سے آتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ یہ رسالہ لائبریری میں موجود ہوگا لیکن وہ اس بات پر حیران تھا کہ یہ خبر پہلے اس کی نظروں سے کیوں نہیں گزری۔ لیکن جب اس نے لائبریری میں جا کر چیک کیا تو یہ رسالہ بیکٹہ حالت میں میز کی دراز میں موجود تھا۔ عمران اسے کھول کر پڑھتا ہی بھول گیا تھا یا اسے اس کی فرصت نہ ملی تھی۔ اس نے رسالہ اٹھایا اور اسے کھول کر اس نے اس پر سرسری نظر دوڑائی شروع کر

مارسیلارین رکھا ہے مارسیلارین لبر شعاع سے طاقت میں ہزاروں گنا بڑھ کر ہے اور اس میں ایک اور خاصیت بھی ہے کہ یہ شعاع ایک نہ نظر آنے والے جال کی صورت میں کسی بھی جگہ کے گرد پھیلائی جاسکتی ہے اور اس جال کو عام بارودی مادہ تو ایک طرف ایٹم بم حتیٰ کہ ہائیڈروجن بم کا دھماکہ بھی نہیں توڑ سکتا اور اپنی تمام قوت اس جال کے اندر دیتا ہے اس لئے مارسیلارین کی ایجاد کو اقوام متحدہ کے تحت آئندہ نسلوں کے لئے امن کا پیغام برپایا گیا ہے کہ اس کی مدد سے کوہیا بحر میں موجود مٹی اور ہائیڈروجن بموں اور میزائلوں کو آسانی سے ناکارہ کیا جاسکے گا۔ عمران نے کئی بار یہ خبر پڑھی اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے اخبار میز پر رکھا اور فون کا ریسورس اٹھا کر اس نے تیزی سے خبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"ہیں سٹی پوسٹ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"نیوز ایڈیٹر صاحب سے بات کرائیں۔ میں ملری اٹیلی جنس سے بول رہا ہوں"..... عمران نے سر دھجے میں کہا۔

"ہیں سر ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو نیوز ایڈیٹر صاحب مجھے بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"صاحب الجید صاحب میرا تعلق چونکہ ملری اٹیلی جنس سے ہے اس لئے یہی ضرورت نہیں کہ اسکا۔ آپ کے آج کے اخبار کے اندر

عمران نے منہ بناتے ہوئے مزید القابات کی گردان بند کر دی۔
 "بس دو القاب کی مار تھے حضرت..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کڑی دل دبا کر چھوڑ دیا جب ٹون آگئی تو اس نے ایک بار پھر خبر داخل کرنے شروع کر دی۔

"بس..... دوسری طرف سے سردار کی آواز سنائی دی۔
 "کیا حضرت۔ عالی جناب۔ فضل و ازا۔ اوہ سوری۔ یہ تو شاید کس جڑی بوٹی کا نام ہے بہر حال سرا اسرار..... عمران نے گردان شروع کی تو دوسری طرف سے سردار بے اختیار تھکے گا کر ہنس پڑے۔
 "تم سے خدا کچھ۔ اب تم نے مجھے سرا اسرار بنا دیا۔ یہ کیا ہوتا ہے..... سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ شاید آپ کا لقب صرف میرے اس لئے آپ مجھ سے دو القابات خان خانان اور جان جاناں سے چلیں ہو کر فون بند کر گئے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "میرے پاس واقعی وقت نہیں ہے میں انتہائی ضروری تجربے کے لئے نوٹس تیار کرنے میں مصروف ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم نے بتائے نہیں آنا اس لئے میں نوٹس اٹھا کر ایک طرف رکھ رہا ہوں۔ ہاں اب بولو..... سردار نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی یہ قربانیاں ہم جیسے سائنس کے طالب علموں کے دلوں میں آپ کی قدر و منزلت بڑھا دیتی ہیں آپ جیسے عظیم سائنس دان کا ہمیں اس طرح ذیل کرنا واقعی آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔" عمران

دیں اور جب اس خبر پر اس کی نظریں پڑیں جو اخبار میں شائع ہوئی تھی تو وہ مڑا اور واپس سنگ روم میں آکر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر اس نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ جہاں سائنسی تفصیل بھی دی ہوئی تھی جو نیوز ایڈیٹر نے شاید جان بوجھ کر چھوڑ دی تھی کیونکہ یہ باتیں پھر نیچے کی کچھ میں نہ آسکتی تھیں۔ عمران نے اس مختصر سے مضمون کو کچھ پڑھا اور پھر رسالہ بند کر کے اس نے میز پر کھارو رسور اٹھا کر اس نے خبر داخل کرنے شروع کر دی۔

"بس..... رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔
 "یہ حقیر فقیر فقیر..... عمران کی مخصوص سیپ شروع ہو گئی۔
 طویل سا ہنس مزید تعریف کی ضرورت نہیں ہے میں تم حقیر فقیر کر اس۔ اچھی جانتا ہوں سب سے بات کر دیا کہنا چاہتے ہو..... دوسری طرف سے سردار نے ہنستے ہوئے درمیان سے ہی بات کاٹ دی۔
 "کمال ہے۔ کچھ امانت آگیا ہے کہ اب مجھ کو انکساری بھی لوگوں کو اچھی نہیں لگتی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ کو انکساری تو اچھی مفت ہے لیکن میرے پاس اچھی طویل مجھ کو انکساری سننے کا وقت نہیں ہے اس لئے بس ایک تو حوالہ ہی اس سلسلے میں کافی ہے..... سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس غریب القابات سننے کے لئے وقت ہے تو پھر سینے خان خانان۔ جان جاناں..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی لیکن دوسری طرف سے رسور رکھ دیا گیا تو

تمام حملہ کافرستان سے منگوایا گیا ہے اور یہ بات بھی سلسلے آئی ہے کہ اس لیبارٹری میں تیار ہونے والے ہتھیار کو کافرستان حاصل کرے گا اور اسے پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ڈاکٹر شو نارڈ کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں اور کیا اسے جدید ترین دریافت مارسیلا ریز کی لیبارٹری آپ لینڈ جیسے یس ماندہ ملک میں بنائی جاسکتی ہے یا نہیں۔ عمران نے اس بار اچھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر شو نارڈ۔ میرے ذہن میں تو یہ نام نہیں ہے اور نہ ہی میں فوری طور پر جہازے سوا لوں کے جواب دے سکتا ہوں لیکن اگر تم کہو تو اس سلسلے میں معلومات بہر حال حاصل کی جاسکتی ہیں۔“ سردار نے بھی اچھائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خود معلومات حاصل کیجئے میں کل پیر آپ سے رابطہ کروں گا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ خدا حافظ۔“ دوسری طرف سے سردار نے کہا اور عمران نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

نے کہا تو سردار ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”ماشاء اللہ واقعی اسے ہی مجرور انکساری کہتے ہیں۔ بہر حال اس تعریف کا شکر ایک کام کرو کہ یہ الفاظ کاغذ پر لکھ کر اور اس کے نیچے دستخط کر کے بھجوا دو تاکہ میں اس سند کو فریم کر کر اپنے آفس میں لگا دوں۔“ سردار نے جواب دیا اور عمران بھی ان کے اس بے ساختہ جملے پر بے اختیار ہنس دیا۔

”آپ کا وقت بے حد قیمتی ہوتا ہے اس لئے آدن بر سر مطلب ایڈوانس سائٹس رپورٹ کے تازہ شمارے میں مارسیلا ریز کے بارے میں ایک خبر شائع ہوتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ ایکریٹیا کے کافرستانی ملاوڈا کٹر سمرتی نے یہ ریز دریافت کی ہیں۔ اور ان کا نام اپنی مرحوم ایکریٹین بیوی مارسیلا کے نام پر مارسیلا ریز رکھا ہے اور یہ ریز عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں پڑھ چکا ہوں یہ مضمون اس لئے تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے تم کہنا کیا چاہتے ہو۔“ سردار نے ایک بار پھر اسے درمیان سے ٹوکتے ہوئے کہا۔

”مجھے تھوڑی دیر پہلے آپ لینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ حکومت آپ لینڈ نے ایک خفیہ شعبہ ایڈوانس سائٹس ریسرچ کا قیام کیا ہے جس کے تحت ایک خفیہ لیبارٹری بنائی گئی ہے۔ اس شعبے کا سربراہ ایک ایکریٹین سائٹس دان ڈاکٹر شو نارڈ کو بنایا گیا ہے اور اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر سمرتی نے ہونا ہے اور اس لیبارٹری میں کام کرنے والا

”ہیلو ہوم سیکرٹری جانسن بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک
بھاری سی آواز سنائی دی۔

”آسکر بول رہا ہوں۔“..... آسکر نے اسی طرح سپاٹ سے لہجے میں
کہا۔

”آپ کے ذمے ایک سپیشل مشن لگایا تھا اس کے بارے میں ابھی
تک کوئی رپورٹ ہوم آفس کو موصول نہیں ہوئی۔“..... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

”اس پر ابھی ابتدائی کام ہو رہا ہے جب یہ ممکن ہوگا تو اس کی
رپورٹ بھجوا دی جائے گی۔“..... آسکر نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا۔

”ابھی ابتدائی کام ہو رہا ہے اس طرح تو یہ مشن بجائے کتنے سالوں
میں جا کر مکمل ہوگا۔“..... ہوم سیکرٹری نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔
”تو آپ کا کیا خیال تھا کہ یہ سپیشل مشن کسی دکان سے جا کر
خریداری کرنے کا ہے۔ یہ انتہائی پیچیدہ اور کمین مشن ہے اور ڈارک
لائٹ اسے کامیاب بھی کرنا چاہتی ہے اس لئے بہر حال اس میں وقت
لگے گا۔“..... آسکر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں مسٹر آسکر حکومت اسے جلد از جلد مکمل کرانا چاہتی ہے۔“
ہوم سیکرٹری نے کہا۔

”تو پھر آپ یہ مشن ڈارک لائٹ سے لے کر کسی اور کے حوالے
کئے گا۔“..... آسکر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ریسپور

ایک ہڑے سے کمرے میں موجود آفس ٹیبل کے پیچھے رہو لونگ
کر سی پر ایک ادھیر عمر لیکن خاصا طویل القامت آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس
کی آنکھوں پر لہر کا بھاری چتر تھا۔ چہرے سے سرد مزاجی بلکہ قدرے
سفاکی نمایاں طور پر محسوس ہوتی۔ وہ سیر ہو کر ایک فائنل کو کھولے
اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک ساتھ رکھے ہوئے فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو اس نے سر اٹھایا۔ ایک گھر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ
بڑھا کر اس نے ریسپور اٹھا لیا۔

”یس آسکر بول رہا ہوں۔“..... اس ادھیر عمر آدمی نے بڑے رعب
دار لہجے میں کہا۔

”ہوم سیکرٹری صاحب کی طرف سے کال ہے جناب۔“..... دوسری
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”بہت کراؤ۔“..... آسکر نے اسی طرح رعب دار لہجے میں کہا۔

کریٹل پر بیٹھ دیا۔
 "ٹائٹنس یہ اس قدر پیچیدہ مشن کو بھی کوئی دفتری کام سمجھتے ہیں..... آسکر نے پڑاوتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر فائل پر نظریں جمادیں۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو آسکر نے ایک بار پھر سر اٹھا کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیس..... اس نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔
 "چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے..... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو آسکر چونک پڑا۔
 "بات کراؤ..... آسکر نے ہوسٹ سمجھتے ہوئے کہا۔
 "ہیلو..... چند لمحوں بعد ایک چمکتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔
 "ہیس سر میں آسکر بول رہا ہوں..... آسکر کا لہجہ اس بار خاصا مؤدبانہ تھا۔

"آپ نے ہوم سیکرٹری صاحب سے جو کچھ کہا ہے اس بناء پر ہنگامی طور پر میں نے ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے اور یہ میٹنگ بھی سرے آفس میں ہونی ہے آپ پلز فوراً تشریف لے آئیں تاکہ کھل کر اس معاملے پر ڈسکس کر لی جائے..... دوسری طرف سے اسی طرح چمکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
 "ہیس سر..... آسکر نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے فائل بند کر کے میز کی

دراز کھول کر فائل دراز میں رکھی اور اسے ٹالا لگا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی ایک کار میں بیٹھا چیف سیکرٹری کے آفس کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ کار اس کا ذاتی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ کار کے شیشے گڑختے جن کی وجہ سے وہ تو اندر سے باہر دیکھ سکتا تھا لیکن باہر سے اندر نہ دیکھا جاسکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک عمارت کے عقبی حصے میں پہنچے ہوئے دروازے میں داخل ہو کر ایک بڑے سے برآمدے میں جا کر رک گئی۔
 کار کے رکے ہی آسکر کار سے اترا اور ایک طرف بنی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لفٹ میں داخل ہو کر اس کا ایک بٹن پریس کیا تو لفٹ تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ رکی تو آسکر دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ یہ ایک راہداری تھی جو خالی تھی وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ آسکر تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے دروازے کے ساتھ موجود سوچ پینل پر یکے بعد دیگرے دو مختلف سوچ پریس کیے تو دروازہ خود بخود میکانیکی انداز میں کھل گیا اور آسکر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی بیٹھوی شکل کی میز موجود تھی جس کے گرد سات آٹھ کرسیاں بھی موجود تھیں۔ اس کمرے میں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ آسکر خاموشی سے ایک کرسی پر بٹھا کر بیٹھ گیا۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر موجود مصنوعی بچوں کے گھڑان میں رکھے ہوئے سرخ رنگ کے بچوں کا رنگ بدل گیا۔

اور ملک میں اٹھا دیا جائے اور اس دوران پاکیشیا میں یہ مشن مکمل کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قریباً پاکستان اپ لینڈ میں ایک لیبارٹری تیار کر رہا ہے جو کہ عام دفاعی میزائلوں پر ریسرچ کی لیبارٹری ہے۔ ہم نے یہ پلان بنایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے فری لانسر انجینئر علی عمران تک یہ بات پہنچائی جائے کہ اس لیبارٹری میں انتہائی ایڈوانس ہتھیار تیار ہو رہا ہے جو پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ لامحالہ جیسے ہی یہ اطلاع ان تک پہنچے گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم اپ لینڈ پہنچ جائے گی اور جیسے ہی وہ وہاں سے روانہ ہوں گے ڈارک لائٹ پاکیشیا میں اپنا مشن شروع کر دے گی اور پھر بغیر کسی رکاوٹ کے ہم اپنا مشن مکمل کر لیں گے۔ اس کے آسکر نے جواب دیا۔

”یہ تو واقعی بے حد طویل پلاننگ ہے۔ آپ اطلاع کس طرح پہنچائیں گے۔“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”اپ لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک فارن انجینئر کام کرتا ہے جس کا نام توصیف ہے۔ اس کو توصیف تک یہ خبر اس انداز میں پہنچائی جائے گی کہ اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ خبر خاص طور پر اسے پہنچائی گئی ہے وہ ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اطلاع دے گا اور اس کے بعد وہ فوراً ہمیں بجوا دے گی۔“ اس کے آسکر نے جواب دیا۔

”تو اس سلسلے میں اب تک کی کیا پیش رفت ہے۔“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک دیلا پٹلا آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر آسکر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تشریف رکھیں۔“ آنے والے نے سپاٹ لچے میں کہا اور وہ اس کے مقابل میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اس کے بیٹھے ہی گلدان میں موجود دیپے رنگ کے پھول کارنگ تبدیل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور اس بار ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا تو وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”بیٹھو۔“ آنے والے نے کہا۔ اس کی آواز چھٹی ہوئی سی محسوس ہوئی تھی اور پھر وہ میز کی ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی گلدان کے پھولوں کا رنگ دوبارہ پہلے جیسا ہو گیا۔

”مسز آسکر ہوم سیکرٹری صاحب کا کہنا ہے کہ یہ سپیشل مشن جلد از جلد مکمل ہونا چاہئے جب کہ بقول ان کے آپ نے یہ کہا ہے کہ اسے طویل عرصہ لگے گا۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔“ اس بوڑھے نے جو چیف سیکرٹری تھا چھٹے ہوئے لچے میں کہا۔

”لیں سر۔“ اس کے آسکر نے جواب دیا۔

”آپ نے کیا پلان بنایا ہے ذرا تفصیل سے بتائیں۔“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”جناب آپ کو علم ہے کہ یہ مشن ہم نے پاکیشیا میں مکمل کرنا ہے وہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے اس لئے ہم نے یہ پلان بنایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پاکیشیا سے نکال کر کسی

”میرا اسسٹنٹ مارک ڈیمرے وہاں کام کر رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی وہ کوئی مثبت رپورٹ دے گا۔“ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ ابھی ڈیمرے سے اس بارے میں تازہ ترین رپورٹ لے سکتے ہیں۔“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”میں سر ٹرانسمیٹر رپورٹ لی جا سکتی ہے۔“ آسکر نے جواب دیا تو چیف سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر میز کے کنارے پرنگا ہوا ایک بشن پریس کر دیا۔ دوسرے لمبے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہو کر چیف سیکرٹری کے قریب آکر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

”لائگ ریج ٹرانسمیٹر لے آؤ۔“ چیف سیکرٹری نے اسی طرح چمکنے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں سر۔“ نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لائگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر چیف سیکرٹری کے سامنے رکھا اور ان کے اشارے پر سر جھکا کے ہونے واپس چلا گیا۔

”یہ نیچے۔“ چیف سیکرٹری نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر آسکر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو آسکر نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر ان سے لیا اور لپٹے سامنے رکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اس پرفریموئیسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر اسے آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو چیف آف ڈارک لائٹ کالنگ اور۔“ آسکر نے بدلے ہوئے لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر مارک ڈیمرے بول رہا ہوں سر اور۔“ جتنی لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”مشن کی تازہ ترین رپورٹ کیا ہے اور۔“ آسکر نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سر ہم کامیابی کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ توصیف تک یہ بات پہنچانی جا چکی ہے اور توصیف نے اس بارے میں عمران سے فون پر بات بھی کی ہے ہم نے وہ بات حجت ٹیپ کر لی ہے جو کافی حوصلہ افزا ہے۔ اس عمران نے اسے مزید انکوائری کے لئے کہا ہے۔ اب ہم توصیف تک یہ بات پہنچا رہے ہیں کہ یہ لیبارٹری واقعی پاکیشیا کے خلاف کام کرے گی اس لئے مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم اس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کے لئے اپ لینڈ بھیج جائے گی چونکہ وہ لازماً توصیف سے رابطہ کریں گے اس لئے توصیف کی مکمل نگرانی کی جا رہی ہے جیسے ہی یہ ٹیم پاپ لینڈ پہنچی ہمیں اطلاع مل جائے گی اس کے بعد ہم اپنے مشن پر فوراً کام شروع کر دیں گے اور۔“ مارک ڈیمرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے اور اینڈ آل۔“ آسکر نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"یہ ہے جناب تازہ ترین پوزیشن..... آسکر نے کہا۔

"آپ فرمائیں آپ کیا کہتے ہیں..... چیف سیکرٹری نے ہوم سیکرٹری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ سلسلہ مجھے کافی طویل لگتا ہے اور ضروری نہیں کہ وہ سروس واقعی اپ لیٹڈ جائے جب کہ ہمارا انتہائی اہم پراجیکٹ رکا ہوا ہے اور اس میں زیادہ دیر نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے اس لئے ہمیں جلد الاجلہ سائیکس دان یا اس کارایر جرح پیر پلے..... ہوم سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ڈارک لائٹ سے یہ مشن واپس لے کر کسی اور کو دے دیا جائے۔ آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے مسز آسکر۔"

چیف سیکرٹری نے کہا۔
"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے جناب میرا تو کام حکم کی تعمیل ہے لیکن ڈارک لائٹ اپنے انداز میں کام کرنا چاہتی ہے..... آسکر نے کہا۔

"آپ کے ذہن میں دوسری کون سی تنظیم ہے جو اس مشن کو آپ کی مرضی کے مطابق تیزی سے مکمل کر سکے..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میری کنگ سے بات ہوئی ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ یہ مشن ایک ہفتے کے اندر گارنٹی کے ساتھ مکمل کر سکتے ہیں..... ہوم سیکرٹری نے کہا تو چیف سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کے

کنارے پر لگا ہوا بلن ایک بار پھر پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"لیس سر..... نوجوان نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔
"سیکرٹری سے کہو کہ کنگ کو کال کرے اور اسے فوراً یہاں میٹنگ میں پہنچنے کے لئے کہے..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"لیس سر..... نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔
"آپ کے پاس سپیشل مشن کی فائل تو ہوگی..... چیف سیکرٹری نے ہوم سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس سر..... ہوم سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک جہ شدہ فائل نکالی اور اسے چیف سیکرٹری کی طرف بڑھا دیا۔

"رکھیں اسے کنگ آنے کا تو اس سے بات ہوگی..... چیف سیکرٹری نے کہا تو ہوم سیکرٹری نے فائل اپنے سلسلے رکھ لی پھر تقریباً نصف گھنٹہ خاموشی میں گزر گیا نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک

ہیو قامت طیم غنیم آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری بیس ٹوٹ تھا لیکن وہ اپنے قد و قامت سے واقعی کوئی دیو نظر آ رہا تھا۔
"لیس سر آپ نے مجھے ایمر جنسی کال دی تھی..... اس طیم غنیم

جنسی نے قریب آکر کہا۔
"تشریف رکھیں کنگ..... چیف سیکرٹری نے کہا تو کنگ آسکر کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

چھ پر نہ رہتا ہو یا کسی لیبارٹری میں شفٹ ہو گیا ہو۔ اس کی تلاش کے لئے تو بہر حال وقت چاہئے اگر وہیں رہتا ہو تو پھر تو یہ کام چند گھنٹوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے تو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کہا ہے۔..... کنگ نے کہا۔

"یہ کہیں پہلے حکومت نے ڈارک لائنٹ کے حوالے کیا ہوا ہے لیکن ڈارک لائنٹ کے چیف مسز آسکر بہت طویل اور پیچیدہ پلاننگ کے تحت اس پر کام کر رہے ہیں جب کہ حکومت کا پراجیکٹ اس سائنس دان یا اس کے ریسرچ پیپر کے بغیر رکا ہوا ہے اور حکومت کو اس سلسلے میں روزانہ بھاری نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ مشن کم وقت میں مکمل ہو جائے لیکن مسز آسکر کا کہنا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اتھارٹی طاقتور سروس ہے وہ یہ مشن مکمل نہیں ہونے دے گی۔ آپ کا کیا خیال ہے۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب جہاں تک مجھے علم ہے پاکیشیا ایک پس ماندہ اور چھوٹا سا ملک ہے اس لئے اس کی سیکرٹ سروس نے کیا طاقتوں ہونا ہے اور اگر ہو بھی ہی تو ہمارے مشن کا اس سے کیا تعلق۔ سیکرٹ سروس اب سائنس دانوں کی حفاظت پر تو مامور نہیں ہوا کرتی۔..... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسز آسکر آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا پسند کریں گے۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میں انکری میا کی ہینکسیوں میں کام کر چکا ہوں جب کہ مسز کنگ

"آپ سے ہوم سیکرٹری صاحب نے پاکیشیا میں سپیشل مشن کے بارے میں بات کی ہے۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میں سر۔ سرسری طور پر بات ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہاں سے کسی سائنس دان کو اس کے ریسرچ پیپر سمیت اغوا کر کے یہاں لے آتا ہے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ یہ مشن کنگ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔..... کنگ نے جواب دیا۔

"آپ انہیں فائل دیں تاکہ یہ تفصیل سے اس مشن کے بارے میں جان سکیں۔..... چیف سیکرٹری نے ہوم سیکرٹری سے کہا تو ہوم سیکرٹری نے فائل اٹھا کر کنگ کی طرف چڑھادی۔ کنگ نے کرسی سے اٹھ کر ہوم سیکرٹری سے فائل لی اور پھر اسے کھول کر اس کے اندر موجود کاغذات پڑھنے شروع کر دیے۔ باقی سب لوگ خاموش بیٹھے رہے۔ جب کنگ نے فائل پڑھ کر بند کی۔

"آپ بتائیں کہ اگر آپ کو یہ مشن دے دیا جائے تو آپ اسے مکمل کرنے میں کتنا وقت لگائیں گے۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ۔..... کنگ نے بڑے اعتماد

بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک سائنس دان کو اغوا کرنے کے لئے کیا یہ زیادہ وقت نہیں ہے۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب اس میں صرف سائنس دان کا رہائشی پتہ اور اس کا حلیہ اہم اس قسم کی دوسری تفصیل درج ہے جب کہ ہو سکتا ہے کہ اب وہ اس

کو ابھی تجربہ حاصل نہیں ہے اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ لوگ کس قدر تیز اور فعال ہیں۔ میں اس مشن کو اس انداز میں مکمل کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے لیکن اگر حکومت اس مشن کو مجھ سے لے کر مسٹر کنگ کو دینا چاہتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔..... آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر وہ طاقتور اور فعال ہے بھی یہی تو ہم نے بھی تو چوڑیاں نہیں بہن رکھیں ہم ان سے مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔..... کنگ نے جواب دیا۔

”مسٹر کنگ میں مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن حکومت استالیہ کے مفاد میں صرف اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ یہ مشن اس انداز میں مکمل کریں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو سکے ورنہ اگر آپ اس سائنس دان یا اس کا دلیر چہرہ لے بھی آئے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے واپس لینے کے لئے یہاں بھی آ سکتی ہے اور یہاں آنے کے بعد اس نے وہ سارا پراجیکٹ ہی تباہ کر دیتا ہے جس کی خاطر یہ مشن مکمل کیا جا رہا ہے۔..... آسکر نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں مسٹر آسکر کنگ گروپ ہر کام سوچ سمجھ کر کرتا ہے اور اگر وہ لوگ یہاں آئے تو یہاں بھی کنگ گروپ ان سے مقابلہ کر سکتا ہے۔..... کنگ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”او کے مسٹر آسکر آپ اس مشن سے ہاتھ اٹھالیں اب یہ مشن کنگ گروپ مکمل کرے گا اور مسٹر کنگ مجھے ایک ہفتے کے اندر

سائنس دان یا اس کا دلیر چہرہ دو نوں یہاں چاہئیں۔..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

”میں سر۔..... کنگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او کے آپ یہ فائل لے لیں اور فوری طور پر کام شروع کر دیں مینٹنگ برخواست۔..... چیف سیکرٹری نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ہوم سیکرٹری جانسن، آسکر اور کنگ تینوں کھڑے ہو گئے۔ پھر چیف سیکرٹری کے پیچھے ہوم سیکرٹری دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے پیچھے کنگ اور سب سے آخر میں آسکر دروازے کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد آسکر سیاہ کاری میں بیٹھا واپس اپنے آفس کی طرف روانہ ہو گیا۔ آفس میں پہنچتے ہی اس نے الماری میں سے لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بین آن کر دیا۔

”ایلو چیف آف ڈارک لائٹ کالنگ اوور۔..... آسکر نے بدلے ہوئے لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”میں ڈیڑے انٹرننگ یو اوور۔..... تھوڑی دیر بعد اس کے اسسٹنٹ مارگ ڈیڑے کی آواز سنائی دی۔

”ڈیڑے سیشنل مشن ڈارک لائٹ سے واپس لے لیا گیا ہے اس لئے تم اپنے گروپ سمیت فوری طور پر واپس آ جاؤ اور۔..... آسکر نے کہا۔

"وہ کیوں باس اب تو ہم کامیابی کے قریب پہنچنے والے ہیں اور..... مارک ڈیرے کے لچے میں بے پناہ خیرت تھی۔"

"ان کا کہنا ہے کہ ہمارا پلان بے حد طویل ہے اور انہیں بے حد جلدی ہے اس لئے اب یہ مشن ہم سے لے کر کنگ گروپ کے حوالے کر دیا گیا ہے جس نے ایک ہفتے میں مکمل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے اور..... آسکر نے کہا۔"

"لیکن باس کنگ گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کیسے کرے گا۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں میں کنگ گروپ کے اس مشن کی معمولی سی جھٹک بھی پڑگئی تو کنگ گروپ کے لئے مشن مکمل کرنا ایک طرف اپنی جانتیں بچا کر واپس آنا ہی مشکل ہو جائے گا اور..... مارک ڈیرے نے کہا۔"

"کنگ گروپ کو ابھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں اس لئے جو وہ کرتے ہیں انہیں کرنے دو۔ تم اپنے کنگ گروپ سمیت فوراً واپس آجاؤ اور لینڈ آئل..... آسکر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔"

"کاش کسی طرح اس کنگ کا ٹکڑا عمران سے ہو جائے پھر لطف آئے گا۔ پھر اسے تپ چلے گا کہ کیسے مشن مکمل ہوتے ہیں..... آسکر نے ہنس جباتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اس نے کاندھے جھٹکے اور رسیور اٹھا کر اس نے فون کے نیچے لگے ہوئے شن کو پریس کیا اور تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔"

"اسٹون کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔"

"سائمن سے بات کرو میں آسکر بول رہا ہوں..... آسکر نے حکمتانہ لچے میں کہا۔"

"میں سر بولا کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"ہیلو سائمن بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔"

"آسکر بول رہا ہوں سائمن کیا تم میرے آفس آئیٹکے ہو ابھی۔" آسکر نے کہا۔

"ابھی۔ کیوں خیریت..... سائمن نے چونک کر پوچھا۔"

"اچھائی ضروری کام ہے آجاؤ جلدی..... آسکر نے کہا۔"

"او کے آ رہا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور آسکر نے فکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے قریب پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا اور دو نمبر پریس کر دیے۔"

"میں سر..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔"

"رائٹ اسٹون کلب کا سائمن آ رہا ہے اسے فوراً منبرے آفس پہنچا دینا..... آسکر نے کہا۔"

"میں باس..... دوسری طرف سے کہا گیا اور آسکر نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک طرف موجود ریک میں شراب کی بوتلیں اور جام موجود تھے دو بوتلیں اٹھا کر میز پر رکھیں اور ساتھ ہی ایک جام

تھا..... آسکر نے کہا۔

”تھاجب میں بھی ایکریہا میں رہتا تھا لیکن اب تو طویل عرصہ ہو گیا ہے اس سے کبھی ملاقات تو ایک طرف بات بھی نہیں ہوتی لیکن تم چلیے کیا ہو کھل کر بات کرو..... سامن نے بوتل میں سے ایک اور بڑا گھونٹ لیچے ہوئے کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح عمران کے کانوں تک یہ بات پہنچ جائے لیکن شرط یہ کہ کسی کو یہ علم نہ ہو سکے کہ یہ بات ہماری طرف سے اسے پہنچائی گئی ہے ورنہ ہم سرکاری عتاب میں آجائیں گے۔“ آسکر نے کہا۔

”دیکھو آسکر تم میرے بہترین دوست ہو اور کنگ کے ساتھ میرے ایسے تعلقات نہیں ہیں صرف سلام دعا ہے۔ اگر کہیں تم سے الے کر کنگ کو دیا گیا ہے اور کنگ کو وہاں پہنچنے ہی یہ احساس ہو گیا کہ اس کے مشن کے بارے میں کسی کو چھپے تو معلوم ہے تو لا محالہ ساری بات تم پر آجائے گی باقی رہا وہ عمران تو وہ خود ہی کنگ سے بحث لے گا۔ تم اس کی فکر مت کرو.....“ سامن نے کہا۔

”لیکن اگر اسے معلوم ہی نہ ہو سکتا ہے..... آسکر نے کہا۔

”اس کا ایک حل ہے کہ عمران تک کنگ کا نام نہ پہنچے صرف اسکا بچے بنا دیا جائے کہ یہ مشن اس کے ملک کے خلاف ہوئے والا ہے اور بھی اسے معلوم نہ ہو سکے کہ اسے کس نے بنایا ہے پھر بات ہو سکتی ہے۔ تم چھپے یہ بناؤ کہ کنگ کا وہاں مشن کیا ہے.....“ سامن نے

بھی اٹھالیا۔ پھر اس نے کرسی پر بیٹھ کر ایک بوتل کھولی اور آدھا جام بھر کر اس نے چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جو شکل و صورت اور انداز سے کوئی کاروباری آدمی دکھائی دے رہا تھا اندر داخل ہوا۔

”اوہ عیش ہو رہے ہیں.....“ اندر آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آؤ بیٹھو سامن جہارے لئے میں نے علیحدہ بوتل چھپے ہی رکھ دی ہے.....“ آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ شکریہ.....“ سامن نے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ کر اس نے بوتل اٹھائی اسے کھولا اور پھر دیکھے ہی اسے منہ سے لگا لیا۔ ایک لمبا گھونٹ لینے کے بعد اس نے بوتل واپس میز پر رکھ دی۔

”ہاں اب بناؤ کیا بات ہے۔ اس قدر امیر جنسی میں کال کیا ہے.....“ سامن نے کہا۔

”کنگ گروپ نے مجھ سے ایک مشن چھین لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کنگ گروپ اس مشن میں ناکام رہے.....“ آسکر نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا تو سامن بے اختیار چونک پڑا۔

”لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں.....“ سامن کے لیے

میں حیرت تھی۔

”پاکیشیا کا علی عمران جہار دوست ہے۔ تم نے خود مجھے بتایا

کہا۔
 "ایک سائیس دان کو اخوا کرنا ہے۔" آسکر نے جواب دیا۔
 "کیا نام ہے اس سائیس دان کا؟" سائمن نے پوچھا۔
 "ڈاکٹر نوٹس اس کا نام ہے اور پتہ گرین ٹاؤن کو بھی نمبر ایک سو
 ایک اے بلاک۔" آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "یہاں سے فون ڈائریکٹ ہو سکتا ہے۔" سائمن نے کہا۔
 "ہاں لیکن تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ چلے مجھے بتاؤ یہ انتہائی سنجیدہ
 مسئلہ ہے۔" آسکر نے کہا۔
 "میں سمجھتا ہوں تم فکر مت کرو۔ جہیں اکیڑیا کی ایک پیشہ ور
 قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کرز کے بارے میں تو یاد ہوگا۔" سائمن نے
 کہا۔
 "ہاں یاد ہے کیوں اس کلہاں کیا ذکر آگیا۔" آسکر نے حیران

ہو کر کہا۔
 "وہ تنظیم ختم ہو گئی تھی۔ میرا خیال تھا کہ اس تنظیم کے تمام
 ارکان ختم ہو چکے ہیں لیکن کچھ عرصہ پہلے میں اکیڑیا پہنچا تو وہاں ایک
 ہوٹل میں اتفاق سے اس تنظیم کا ایک رکن جو انا مجھ سے ٹکرا گیا میں
 بھی اس دور میں اسے جانتا تھا اور وہ بھی سہ چانچہ لٹنے طویل عرصے بعد
 مل کر ہم دونوں بے حد خوش ہوئے۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ اب
 مستقل طور پر پاکیشیا شفٹ ہو گیا ہے اور وہاں علی عمران کے ساتھ
 کام کرتا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ عمران میرا بھی دوست ہے تو وہ اور

بھی خوش ہوا اس نے مجھے پاکیشیا آنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی پتہ
 بتایا کہ دارالحکومت کی رابرٹ روڈ پر ایک عمارت ہے رانا ہاؤس۔ وہ
 وہیں رہتا ہے اس وقت تو اس نے مجھے اس کا فون نمبر بتایا تھا لیکن
 اب مجھے وہ یاد نہیں ہے البتہ انکو انری سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس
 جوان کو اس بارے میں اشارہ کیا جا سکتا ہے وہ خود ہی عمران کو بتا دے
 گا اور ہمارا کام ہو جائے گا۔" سائمن نے کہا۔

"ٹھیک ہے کرو بات۔" آسکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
 کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کے نچلے حصے میں لگا ہوا بین
 پرنس کرنے کے بعد اس نے فون میں موجود لاڈل ڈاکٹر کا بین دبایا اور پھر
 فون کا رخ سائمن کی طرف موڑ دیا۔ سائمن نے رسیور اٹھایا اور
 انکو انری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"انکو انری پلیز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک
 فونانی آواز سنائی دی۔

"ایشیا کا ملک ہے پاکیشیا اس کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا
 رابطہ نمبر اور اگر وہاں کی انکو انری کا نمبر مل سکے تو وہ بھی چلیے۔"
 سائمن نے کہا۔

"ہو لڈ آن کریں میں کییوٹر سے چیک کر کے بتاتی ہوں۔" دوسری
 طرف سے جواب دیا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے تینوں نمبر بتا
 دیئے۔ سائمن نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور انکو انری آپریٹر کے
 بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

۔ انکو اتری پلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”راہٹ روڈ پر رانا ہاؤس کا نمبر چلیے..... سائمن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ سائمن نے کریڈل دیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”رانا ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی

دی۔

”جوانا صاحب سے بات کرائیں میں اسٹاپیہ سے اس کا دوست سائمن بول رہا ہوں انہوں نے مجھے یہ نمبر دیا تھا..... سائمن نے کہا۔

”ہو لڈ آن کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو جوانا بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد جوانا کی مخصوص آواز

سنائی دی۔

”ہیلو میں سائمن بول رہا ہوں اسٹاپیہ سے۔ یاد ہے ایکریمیا کے ہوٹل دائرے میں ملاقات ہوئی تھی..... سائمن نے کہا۔

”ہاں ہاں اچھی طرح یاد ہے۔ کیسے آج فون کیا ہے..... جوانا

نے کہا۔

”آج ایک ہوٹل میں اتفاق سے میرے کانوں میں ایک بات پڑی

ہے چونکہ عمران بھی میرا دوست رہا ہے لیکن اس کا رابطہ نمبر میرے

پاس نہیں تھا اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے۔ سبھاں کا کوئی مجرم

گروپ پاکیشیا کے کسی سائیس دان ڈاکٹر یونس کو اخوا کرنے کے

سلسلے میں باتیں کر رہا تھا۔ گرین ٹاؤن کا بھی ذکر آیا۔ میں نے سوچا کہ پرانی دوستی کے ٹاپے اطلاع کر دوں..... سائمن نے کہا۔

”بے حد شکریہ لیکن یہ کون لوگ ہیں۔ کیا تم انہیں نہیں جانتے..... جوانا نے کہا۔

”نہیں صرف شکوں سے مجھے احساس ہوا ہے کہ یہ لوگ زبردین

دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تو جہیں میں نے بتایا تھا کہ اسٹاپیہ آنے

کے بعد میں نے زبردین دنیا سے ہر قسم کا تعلق ختم کر دیا ہے اس لئے

میں انہیں ذاتی طور پر نہیں جانتا..... سائمن نے کہا۔

”وہاں اسٹاپیہ میں چہارہ اسٹون کلب ہے ناں یہی نام بتایا تھا تم

نے..... جوانا نے کہا۔

”ہاں اسٹون کلب..... سائمن نے جواب دیا۔

”اوکے اس اطلاع کا بے حد شکریہ اور کچھ..... جوانا نے کہا۔

”نہیں بس صرف اتنی ہی اطلاع دینی تھی لیکن ایک بات کا خیال

رکھنا میرا نام کسی بھی سطح پر سامنے نہ آنے کیونکہ میں زبردین دنیا سے

اپنا تعلق ختم کر چکا ہوں۔ میں اب اس چکر میں نہیں پھنستا

چاہتا..... سائمن نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو چہارہ نام سامنے نہیں آنے گا..... جوانا نے جواب

دیا۔

”اوکے گلڈ بانی..... سائمن نے کہا اور رسیور دکھ دیا۔

”لو اب تو خوش ہو اب میں دیکھوں گا کہ کنگ وہاں جا کر کیا تیر

ماتا ہے۔ سامن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بوتل الٹا کر اس نے منہ سے لگائی اور خفاخت شراب پیتا چلا گیا اور بوتل اس وقت تک اس نے منہ سے نہ ہٹائی جب تک بوتل کے اندر موجود شراب کا آخری قطرہ بھی اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا۔

"او کے اب مجھے اجازت۔ سامن نے خالی بوتل میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا تو آسکر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"بے حد شکریہ۔ یہ تم نے واقعی انتہائی بہارت سے بات کی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ عمران تم سے اسٹون کلب کے فون پر خود بات کرے تو تم نے نہ ہی کنگ کا نام لینا ہے اور نہ میرا اس بات کا خیال رکھنا۔ آسکر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو میں احمق تو نہیں ہوں میں نے بھی یہاں رہنا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اگر کنگ یا حکومت تک یہ بات پہنچ گئی تو مجھے غداری کے الزام میں ہی گولی مار دی جائے گی۔ سامن نے کہا تو آسکر نے اشیات میں سر ملادیا۔ پھر سامن آسکر سے مصافحہ کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ آسکر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر غصہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

"اب دیکھیں گا کہ کنگ کس طرح یہ مشن مکمل کرتا ہے۔" آسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے اس میں سے فائل نکالی اور اسے کھول کر سامنے رکھ لیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زرو اسٹراٹا اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج اچھی سی چائے پلاؤ۔ سلیمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھوڑا کلاس چائے پی پی کر چائے کا ڈانٹ بھی بھولنا جا رہا ہوں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سلیمان تو مجھ سے بھی اچھی چائے بناتا ہے میں نے ایک دوبار اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پی ہے۔ بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہ چائے پی ہوگی جو وہ اپنے لئے بناتا ہے کبھی وہ چائے پی کر دیکھو جو وہ میرے لئے بناتا ہے پھر تمہیں اندازہ ہوگا کہ گرم پانی اور چائے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زرو بھی ہنستا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا عمران نے فون اپنی

طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے منبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سردار کی آواز سنائی دی۔

”خان خانان۔ جان جاناں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں..... عمران نے کہا۔

”ایک اور قافیہ بھی ہے جو تم بھول گئے ہو۔ سردار بے ایماناں وہ بھی کہہ دیتا تھا..... دوسری طرف سے سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سردار اور سردار میں صرف ایک واڈ کا ہی فرق ہے۔ اس لئے اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ بہر حال جڑ گ ہیں اس لئے سردار بھی ہیں..... عمران بھلا کہاں جو کہنے والا تھا اور سردار بے اختیار قہقہہ مار کر افس پڑے۔

”تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے بہر حال جہادی کال سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ میں ذہنی طور پر فریش ہو جاتا ہوں..... سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جب کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایور فریش رہیں لیکن آپ ملتے ہی نہیں..... عمران نے کہا۔

”کیا نہیں مانتا۔ میں سمجھا نہیں جہادی بات..... سردار کے لئے میں حیرت تھی۔

”ایور فریش رہنے کے لئے آپ کو میرے لئے ایک نئی آئی لانی

پڑے گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سردار نے بے اختیار ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

”شیطان آدمی اب میری عمر ہے ایسے کاموں کے لئے..... سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”چلئے اپنی عمر کی ہی لے آئیے پھر تو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ عمران نے کہا تو سردار ایک بار پھر افس پڑے۔

”اس کا مطلب ہے اب جہاد کے لئے تلاش کرنی پڑے گی۔ اب تم نے اشارے دینے شروع کر دیئے ہیں۔ میں جہاد کے ڈیڈی سے بات کرتا ہوں..... سردار نے کہا۔

”اماں بی کو آپ نہیں جانتے وہ جڑی جلالی خاتون ہیں۔ ڈیڈی کو چھپنے کی جگہ بھی نہیں ملتی..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا مطلب ہے کیا بات ہوئی..... سردار نے ایک بار پھر حیران ہو کر پوچھا۔

”ظاہر ہے جب ڈیڈی اماں بی پر سو کن لانے کا سوچیں گے تو پھر بھی ہوگا اس لئے پلیر آپ ڈیڈی سے ایسی کوئی بات نہ کریں۔ ویسے اگر

اماں بی کو معلوم ہو گیا کہ یہ مشورہ آپ نے ڈیڈی کو دیا ہے تو پھر لیبارٹری کے حفاظتی اقدامات بھی آپ کو اماں بی کے جلال سے نہ بچا سکیں گے..... عمران نے جواب دیا تو سردار کافی دیر تک ہنستے رہے۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو۔ بہر حال میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر سمرتی اور ڈاکٹر شو نار ڈاٹ لینڈ

میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر سمرتی اور ڈاکٹر شو نار ڈاٹ لینڈ

”او کے ٹھیک ہے آپ نے اچھا کیا کہ اس بات کو کنفرم کر دیا اب
جی مزید انکو اپنی خود ہی کر لوں گا خدا حافظ“..... عمران نے رسیور
رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کچن سے ہاتھ میں چائے کی دو پیٹیاں
اٹھائے اندر داخل ہوا اس نے ایک پیٹیاں عمران کے سامنے رکھی اور
دوسری لے کر وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

”کیا کوئی کہیں شروع ہو گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔
”شروع ہوتے ہوتے رہ گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور پھر توصیف کی کال سے لے کر سردار کی رپورٹ
تک ساری بات اس نے تفصیل سے بتادی۔

”یہ تو واقعی عجیب سی بات لگتی ہے کہ بیک وقت دو جگہوں پر دو
قوی کام کر رہے ہوں“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

”اس بات سے سچ چلتا ہے کہ معاملات خاصے پیچیدہ ہیں۔“ عمران
انے کہا اور چائے کی چمکیاں لیٹے لگا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں ابھرتی
تھیں۔ چائے پینے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور اس
پر توصیف کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو عمران کانٹنگ اوور“..... عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ
کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آن کیا اور بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”میس توصیف انڈنگ اوور“..... تھوڑی دیر بعد توصیف کی آواز
سنائی دی۔

میں نہیں ہیں بلکہ سویڈن میں اقوام متحدہ کے تحت اس مارسیلاریز پر
کام کر رہے ہیں“..... سردار نے کہا تو عمران ان کی بات سن کر بے
اختیار چونک پڑا۔

”کیا آپ کنفرم ہیں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
”ہاں میں نے خود فون پر ان سے بات کی ہے مجھے یاد نہیں تھا جب
فون پر بات چیت ہوئی تو مجھے یاد آگیا کہ یہ دونوں تو میرے ساتھ ہی
یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں اور ہم نے اس دور کی یادیں بھی دہرائی
ہیں اس لئے میں حتی طور پر بات کر رہا ہوں“..... سردار نے کہا۔

”تو بحراب لینڈ میں کام کرنے والے ڈاکٹر شوٹارڈ اور ڈاکٹر سرتی
کون ہیں اور کام بھی وہ مارسیلاریز پر ہی کر رہے ہیں“..... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر شوٹارڈ اور ڈاکٹر سرتی دونوں سے سری جو تفصیلی بات
ہوتی ہے اس میں مارسیلاریز کے بارے میں بھی گھنگھو ہوتی ہے۔ اور
میں اس گھنگھو سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اب لینڈ تو ایک طرف
پاکیشیا اور کافرستان میں بھی ایسی لیبارٹریاں اور مشینری موجود نہیں
ہے جہاں ایسی جدید ترین ریسرچ ہو سکے۔ اقوام متحدہ نے اس
فارمولے کو امن کی خاطر اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور اقوام متحدہ
کے تحت ہی اس پر کام ہو رہا ہے۔ البتہ ایکرمیا، روسیاہ اور شوگران
اور دوسری سپر پاورز کی لیبارٹریوں میں اس پر کام ہو سکتا ہے۔
کافرستان اور اب لینڈ میں ہرگز نہیں ہو سکتا“..... سردار نے کہا۔

”توصیف مزید کیا رپورٹ ہے اس ڈاکٹر شو نارڈ اور ڈاکٹر سرتی کے متعلق اور“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب میں ابھی اس لیبارٹری کے محل وقوع کا کھوج لگا رہا ہوں جیسے ہی اس کا کھوج لگا میں وہاں جا کر خود چیکنگ کروں گا پھر ہی کوئی بات سامنے آسکتی ہے لیکن یہ لیبارٹری اس قدر خفیہ طور پر بنائی جا رہی ہے کہ فوری طور پر اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا اور“..... توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ ڈاکٹر شو نارڈ تو شبیے کا سربراہ ہے وہ تو دارالحکومت میں ہی کسی آفس میں بیٹھا ہوگا اور“..... عمران نے کہا۔

”جی نہیں اس کا کوئی آفس نہیں بنایا گیا میں نے ساری معلومات حاصل کر لی ہیں اور“..... توصیف نے جواب دیا۔

”میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر شو نارڈ اور ڈاکٹر سرتی دونوں اقوام متحدہ کے تحت بنائی گئی لیبارٹری میں سویڈن میں کام کر رہے ہیں اور وہیں موجود ہیں اور“..... عمران نے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں عمران صاحب مجھے تو جو معلومات ملیں وہ میں نے آپ تک پہنچا دیں اس لئے تو میں نے چیف کو رپورٹ نہیں دی تھی کہ پہلے کنفرم ہو جاؤں۔ بہر حال اب میں اس مشن کو چھوڑتا تو نہیں اصل حقیقت معلوم کر کے ہی دم لوں گا اور“..... توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے جہادی رپورٹ چیف تک پہنچا دی ہے اور چیف نے اس کا سخت نوٹس لیا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں ٹیم اپ لیڈر سمجھنے کا فیصلہ کریں اس لئے تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے کسی نہ کسی پیچیدگی پہنچو اور“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں اپنے کام کی رفتار مزید تیز کر دیتا ہوں اور“..... توصیف نے جواب دیا اور عمران نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”تو آپ کا پروگرام وہاں جانے کا بن گیا ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب تک کوئی بات حتمی طور پر سامنے نہ آجائے اس وقت تک وہاں جانا بے کار ہے میں نے صرف توصیف کو جلد از جلد کام نکلانے کے لئے دھمکی دی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپونڈ اٹھا لیا۔

”ایکسٹنڈ“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جناب میں رانا ہاؤس سے جو زف بول رہا ہوں۔ پاس فلیٹ پر موجود نہیں ہیں جب کہ جو انانے ان سے کوئی اہتہائی ضروری بات کہہ رہی ہے اس لئے اگر عمران صاحب کی کال آپ کے پاس آئے تو برائے مہربانی پاس کو کہہ دیں کہ وہ یا تو رانا ہاؤس آجائیں یا جو انانے رابطہ کر لیں“..... دوسری طرف سے جو زف کی اہتہائی موبائل آواز سنائی

عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ بلیک زیرو کی بے چینی سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔

”ٹھیک ہے پھر میں تو صوف کو بطور حریف کہہ دیتا ہوں کہ میں ایک سپیشل ایجنٹ بھیج رہا ہوں کیونکہ سیکرٹ سروس جہاں معروف ہو گئی ہے۔ تم میک اپ کر لینا۔ تمہارا نام بھی طاہر ہی ٹھیک رہے گا۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اجابت میں سر ہلادیا۔ اس کے چہرے پر نکتہ ایسے مسرت بھرے تاثرات ابھر آئے جیسے کسی قیدی کو چھٹکار دہائی کی خبر سنادی جائے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور اس کا بٹن آن کر دیا چونکہ اس پر پہلے سے ہی تو صوف کی فریکوئنسی موجود تھی اس لئے اسے دوبارہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

”ہیلو ہیلو چیف کانٹاک یو اوور“ عمران نے اس بار ایکسٹنکٹو مخصوص لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔
”ہیں سر تو صوف بول رہا ہوں اوور“ تھوڑی دیر بعد تو صوف کا ہتھائی موبائے آواز سنائی دی۔

”مجھے عمران نے تفصیلی رپورٹ دے دی ہے یہ اہم مسئلہ ہے اور سیکرٹ سروس چونکہ جہاں ایک کیس میں معروف ہے اس لئے میں مجھے پاس سیکرٹ سروس کا ایک سپیشل ایجنٹ طاہر بھیج رہا ہوں تم سے خود ہی مل لے گا۔ کوڈ ایکس ٹو ہی ہوگا تم نے اس کے ساتھ مگر میں لیبارٹری اور ان دونوں ڈاکٹروں کے بارے میں تفصیلات

دی۔

”ٹھیک ہے اگر عمران کی کال آئی تو میں اسے کہہ دوں گا۔“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور رسیور دکھ دیا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ جو زف نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ آپ جہاں موجود ہیں یا نہیں۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”جو زف اتھائی ڈین آدی ہے اس نے جان بوجھ کر یہ بات نہیں کی کیونکہ وہ جانا پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا کہ مجھ سے دانش منزل کے فون پر بھی بات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اجابت میں سر ہلادیا۔

”عمران صاحب اگر آپ اجازت دیں تو میں اپ لینڈ جا کر اس بارے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کروں۔“ جلد لگے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا وہاں اکیلے جاؤ گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”ظاہر ہے اب میں ٹیم تو ساتھ نہیں لے جا سکتا۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”تم جو زف کو ساتھ لے جا سکتے ہو لیکن اس صورت میں تو صوف کو نکمیا بتایا جائے کیونکہ وہ جو زف کے بارے میں بہر حال جانتا ہے۔“ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

”جو زف کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے میں اکیلا ہی تو صوف کے ساتھ مل کر کام کر لوں گا۔“ بلیک زیرو نے کہا تو

حاصل کرنی ہیں اور سنو سپیشل لکچرٹ طاہر وہاں ہمیں لیڈ کرے گا اور..... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”یہ سر اور..... دوسری طرف سے توصیف نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اور ایڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”لو اب تم حیاری کر کے وہاں پہنچ جاؤ۔ توصیف کی رہائش گاہ کا تو ہمیں علم ہے باقی تم اسے خود ہی ڈیل کر لینا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ عمران صاحب آپ نے مجھے کام کرنے کی اجازت دے کر میرے جسم میں نیا خون دوڑا دیا ہے..... بلیک زرو نے مسرت ہرے لہجے میں کہا۔

”توصیف کی منگیت شہلا کے بارے میں تو تم جانتے ہی ہو۔ بس خیال رکھنا وہ بڑی نازک مزاج سی لڑکی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ فکر نہ کریں اس کی نازک مزاجی میں کوئی فرق نہ آئے گا..... بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس دیا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی کیونکہ رانا ہاؤس کا فون ہمیشہ جوزف ہی اٹھاتا تھا۔

”عمران بول رہا ہوں تم نے چیف کو فون کیا تھا کہ جو اتنا مجھ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے..... عمران نے کہا۔

”یہیں ہاں..... دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا۔ ”کیا بات ہے کوئی اپنے ڈیل ڈول کی خاتون تو نہیں مل گئی اسے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسے اسٹالیہ سے اس کے کسی دوست نے فون کیا تھا۔ شاید اسی سلسلے میں وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ میں اسے بلاتا ہوں۔“ جوزف نے جواب دیا اور پھر رسیور ایک طرف رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

”اسٹالیہ سے اس کے دوست کا فون..... عمران نے حیرت ہرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بلیک زرو کے ہرے پر بھی حیرت کے تاثرات بھرتے تھے کیونکہ لاؤڈر پروہ بھی بات سن رہا تھا۔

”ہیلو ماسٹر..... چند لمحوں بعد جو اتنا کی آواز سنائی دی۔ ”یہ بیٹھے بٹھائے اسٹالیہ میں جہارے دوست کہاں سے پیدا ہو گئے اور پھر انہیں رانا ہاؤس میں جہاری موجودگی اور رانا ہاؤس کا نمبر بھی معلوم ہو گیا..... عمران نے کہا۔

”ماسٹر کچھ عرصہ جھپٹے جب میں ایکہ میا گیا تو وہاں ایک پرانے دوست سائمن سے ایک ہوٹل میں اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ سائمن نے

”کیا کہ وہ ایکہ میا سے اسٹالیہ شفٹ ہو چکا ہے اور اس نے وہاں اسٹون کلب کے نام سے کلب کھول رکھا ہے۔ میں نے اسے اپنے متعلق بتایا

کہ میں پاکیشیا میں مستقل رہ رہا ہوں اور میں نے آپ کی ملازمت کر لی ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ آپ کو بھی جانتا ہے۔ اس نے آپ کے متعلق بھی ایسی باتیں کہیں کہ مجھے اس کی بات پر یقین آگیا۔ پھر اس نے مجھے اسٹالیہ آنے کی دعوت دی تو مجھے بھی اخلافا اے پاکیشیا آنے کی دعوت دینی پڑی اور رابطے کے لئے رانا باؤس کا پتہ اور فون نمبر میں نے اسے دے دیا۔ آج اچانک اس کا اسٹالیہ سے فون آیا ہے اس نے کہا ہے کہ چونکہ وہ آپ سے رابطہ نہیں کر سکتا اس لئے اس نے مجھے فون کیا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق اس نے ایک ہوٹل میں اتفاقاً زیر زمین دنیا کے چند افراد کی گفتگو سنی ہے جس میں پاکیشیا کے ایک سائیس دان ڈاکٹر یونس کا ذکر آیا یہ لوگ ڈاکٹر یونس کو اغوا کرنے کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے اور اس گفتگو کے سلسلے میں پاکیشیا کے دارالحکومت میں کسی کالونی گرین ٹاؤن کا بھی ذکر آیا ہے۔ اس نے سوچا کہ اس بارے میں اطلاع کر دے لیکن ساتھ ہی اس نے درخواست بھی کی ہے کہ اس کا نام سامنے نہ آنے کیونکہ بقول اس کے وہ اب زیر زمین دنیا سے رابطے ختم کر چکا ہے اور اگر اس گروپ کو علم ہو گیا تو اس کے لئے مشکل ہو جائے گی..... جو انانے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس سے فون نمبر لیا ہے اس کا.....“ عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں ماسٹر دیے اسٹالیہ کے دارالحکومت کارشیا میں اسٹون کلب کے ذریعے اس سے رابطہ کیا جاسکتا ہے.....“ جو انانے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”اوکے جھپٹے میں معلوم کر لوں کہ ڈاکٹر یونس کا کیا حدود واریہ ہے پھر اگر ضرورت پڑی تو اس سے بھی بات ہو جائے گی.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”اسٹالیہ میں زیر زمین دنیا کے افراد ڈاکٹر یونس کو اغوا کرنا چاہتے ہیں کیا بات ہوئی.....“ بلیک زرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اور ہمیں باقاعدہ اس کی اطلاع دی جا رہی ہے.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
 ”جیف آف سیکرٹ سروس سرسلطان سے بات کرواؤ.....“ عمران نے ایکسٹنشن کے مخصوص لمبے میں کہا۔

”میس سر.....“ دوسری طرف سے اچھا پی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 ”ہیلو سلطان بول رہا ہوں جناب.....“ چند لمحوں بعد سرسلطان کی جانب سے آواز سنائی دی ظاہر ہے پی اے نے انہیں بتا دیا ہوگا کہ کال خشکی طرف سے ہے۔

”سرسلطان مجھے ابھی ابھی اسٹالیہ سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کا زیر زمین دنیا کا کوئی گروپ پاکیشیا کے کسی ڈاکٹر یونس کو اغوا کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں یہاں کی کالونی گرین ٹاؤن کا بھی ذکر کیا گیا

ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس ڈاکٹر یونس کی نگرانی کی جا رہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وزارت سائنس میں بھی کوئی خبری ہو رہی ہو اس لئے آپ اپنے طور پر سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت سے بات کر کے ان سے ڈاکٹر یونس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کریں خاص طور پر گرین ٹاؤن کے حوالے سے بھی۔ عمران آپ سے یہ معلومات حاصل کر لے گا۔۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔“
”اب ان حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”کیسے حالات۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔“
”یہی ڈاکٹر یونس کے سلسلے میں جو نئی بات سامنے آئی ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”تم اپ لینڈ جاؤ۔ یہ جو کچھ بھی ہوا میں خود سنبھال لوں گا۔ تم جاتے ہوئے دانش منزل کا نظام آٹو میٹک کر جانا۔ میں فی الحال راجہ ہاؤس جا رہا ہوں۔ وہاں سے میں خود ہی سر سلطان سے رابطہ کر لوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زرو و اہلباب میں سر ملاتے ہوئے استراٹا اٹھا تو عمران مڑ کر تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر مخصوص انداز کی دستک کی آواز سننے ہی کر ہی برہنہ ہوئے کنگ نے چونک کر سر اٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ سری بار پھر مخصوص انداز میں دستک کی آواز سنائی دی۔
”میں کم ان۔۔۔۔۔ کنگ نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات پائے تھے۔

”کیا ہوا سٹارک چہارہ بٹا رہا ہے کہ تم مایوس لوئے ہو۔“
”نہ تو نہت جباتے ہوئے کہا۔

”میں باس ڈاکٹر یونس ایک ماہ ہوا ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک چکا ہے۔۔۔۔۔ سٹارک نے آگے بڑھ کر کنگ کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کنگ کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔
”ڈاکٹر یونس ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب پھر ہماری حکومت نے

اسے اخرا کرنے کی منصوبہ بندی کیوں کی ہے کیا اسے ابھی تک اس کی ہلاکت کی اطلاع نہیں مل سکی تھی۔ ایک ماہ تو کافی طویل عرصہ ہے۔ کنگ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں یہی بات ہوگی باس ویسے میں ایک ماہ پہلے کے اخبار کا فوٹو سٹیٹ بھی مقامی لائبریری سے لے آیا ہوں۔ اس میں اس کی ہلاکت کی خبر موجود ہے۔“ سٹارک نے کوٹ کی جیب سے ایک تہہ شدہ اخبار نکال کر کنگ کی طرف پڑھاتے ہوئے کہا۔

”کہیں یہ کوئی اور ڈاکٹر یونس نہ ہو۔ تم نے کہاں سے معلومات حاصل کی ہیں۔“ کنگ نے اس کے ہاتھ سے اخبار لیتے ہوئے کہا۔

”گرین ٹاؤن میں کوٹھی خیر ایک سو ایک اسے ہلاک میں اس کی رہائش گاہ ہے اور اپنی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں ہی اس نے ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے وہاں اس کا ایک ملازم موجود تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر یونس ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کے مطابق ڈاکٹر یونس جہاں کی کسی سپیشل لیبارٹری میں کام کرتا تھا پھر اس نے کسی خاص ریڈر پر ریسرچ کرنے کے لئے لیبارٹری سے طویل رخصت لے لی اور وہاں اپنی رہائش گاہ میں ہی لیبارٹری بنا کر ریسرچ شروع کر دی۔ پھر ریسرچ کامیاب ہونے پر ڈاکٹر یونس نے ایکریمیا کی ایک سائنس کانفرنس میں اپنی ریسرچ کا اعلان کیا جس پر اسے ایکریمیا کی طرف سے ایک بڑا انعام دیا گیا۔ پھر ایکریمیا سے وہ واپس آیا تو جہاں ایک ہفتے بعد اس کی کار ایک ٹرار سے ٹکرا گئی اور یہ

ایکسیٹ منٹ اس قدر خوفناک تھا کہ کار کو آگ لگ گئی اور ڈاکٹر یونس کار سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔ اس کا خصوصی بیگ بھی راکھ ہو گیا۔ جس میں اس کے اہم کاغذات تھے۔“ سٹارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران کنگ اخبار میں درج خبر اور اس کی تفصیل بھی پڑھا رہا۔

”ہمیں اس کی لیبارٹری کی تلاش کرنی ہوگی، ہو سکتا ہے کہ اس کا وہ ریسرچ نوٹ وہاں موجود ہو۔“ کنگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تلاش لے لی ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ کوئی قاتل اور نہ کوئی کاغذ نہ کوئی ڈائری کچھ بھی نہیں ہے۔“ سٹارک نے جواب دیا۔

”تم نے کیسے تلاش لے لی۔ کیا اس کے ملازم نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔“ کنگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”میں نے اسے بتایا کہ میں بھی سائنس دان ہوں اور ایکریمیا سے اس سے ملنے آیا ہوں ڈاکٹر یونس میرا دوست ہے۔ اب چونکہ ڈاکٹر یونس زندہ نہیں رہا اس لئے اس کی یادگار کے طور پر میں اس کی لیبارٹری دیکھنا چاہتا ہوں۔ ملازم مجھے تہہ خانے میں لے گیا وہاں میں نے اس ملازم کی گردن توڑ ڈالی اور پھر اطمینان سے پوری لیبارٹری کی تلاش لی لیکن وہاں سے کچھ نہیں ملا تو میں وہاں سے نکلا اور ایک مقامی لائبریری کا پتہ پوچھ کر وہاں سے میں نے اس تاریخ کا اخبار نکلوا دیا اور

اس کا فوٹو سٹیٹ کر کر کہاں ہوٹل آگیا ہوں"..... سٹارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کو ٹھی میں ایک ہی ملازم تھا"..... کنگ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ایک ہی ملازم تھا جو ان کا خاندانی ملازم تھا ڈاکٹر بونس کا ایک ہی بھائی ہے جو انگریزیا میں ہی رہتا ہے۔ وہ ملازم بتا رہا تھا کہ اس بھائی نے اسے یہاں رہنے کے لئے کہا تھا اور ساتھ ہی یہ کہا تھا کہ میں جہاں پر اپنی ڈیوٹی سے مل کر کو ٹھی کو فروخت کرنے کی بات چیت کروں اور جو سب سے زیادہ آفر ملے وہ انگریزیا میں اسے بتا دوں اس لئے وہ ملازم اس کو ٹھی میں رہ رہا تھا"..... سٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں اس کو ٹھی میں تمہیں جاتے اور وہاں سے نکلے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا۔ ایسا نہ ہو کہ پولیس تمہارے پیچھے یہاں تک پہنچ جائے"..... کنگ نے کہا۔

"میں نے اپنے طور پر تو خیال رکھا ہے ویسے اگر آپ کہیں تو احتیاطاً میں ماسک میک اپ کر لیتا ہوں"..... سٹارک نے جواب دیا۔

"ہاں تم ماسک میک اپ بھی کر لو اور لباس بھی تبدیل کر لو میں اس دوران چیف سیکرٹری صاحب کو کال کر کے ان سے بات کرتا ہوں پھر وہ جیسے کہیں گے ویسا ہی کر لیں گے"..... کنگ نے کہا تو سٹارک سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جب کہ کنگ نے ہاتھ بڑھا کر سسٹن میز پر رکھے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکایا اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ایڈجسٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میس چیف سیکرٹری آفس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کنگ بول رہا ہوں چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"..... کنگ نے کہا۔

"وہ تو اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں جناب آپ وہاں کال کر لیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے"..... کنگ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں چیف سے بات کرائیں"..... کنگ نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"..... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی چٹختی ہوئی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں جناب پاکیشیا سے"..... کنگ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یس کیا رپورٹ ہے۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

”جواب ڈاکٹر نوٹس ایک ماہ پہلے ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے اور اس کے ریسیورج پوزر بھی اس کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ کلنگ نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ کیسے ممکن ہے ایک ہفتہ پہلے تو ہماری اس سے بات ہوئی ہے۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”نہیں، جواب ایک ماہ اسے حتی طور پر ہلاک ہونے ہو چکا ہے۔ ایک ماہ پہلے کی اخبار میں اس کی ہلاکت کی تفصیلی خبر بھی موجود ہے اور سٹارک نے اس کی ذاتی لیبارٹری کی کلاشی بھی لے لی ہے۔“ کلنگ نے کہا۔

”پوری تفصیل سے بتاؤ سٹارک نے تمہیں کیا رپورٹ دی ہے۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو کلنگ نے پوری تفصیل دوہرا دی۔

”لیکن ایک ہفتہ پہلے ڈاکٹر نوٹس سے میری ذاتی بات چیت ہوئی ہے اپنا پتہ بھی اس نے خود مجھے دیا تھا ہم اس کی خدمات حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ اس کا معاوضہ استامانگ دہا تھا کہ جو ہم دے نہ سکتے تھے اس لئے بات آگے نہ بڑھ سکی تھی اس لئے بعد میں ہم نے اس کے اخوا کی پلاننگ بنائی۔ اچھا تم ایسا کر دو نصف گھنٹے بعد میرے آفس میں فون کرنا۔ میرا خیال ہے وہاں میری اور اس کی گھنگھو کی ٹیپ بھی موجود ہوگی اور اس کے ساتھ رپورٹ بھی کہ اس نے کس فون نمبر

سے بات کی ہے میں ابھی آفس جا کر چیک کرتا ہوں۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”یس سر۔۔۔۔۔ کلنگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سٹارک اندرونی کمرے سے نمودار ہوا۔ اس نے ماسک میک اپ کر کے چہرہ بھی تبدیل کر لیا تھا اور لباس بھی بدل دیا تھا۔

”چیف سیکرٹری صاحب سے میری بات ہوئی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہفتہ پہلے ڈاکٹر نوٹس سے ان کی فون پر بات ہوئی ہے۔“ کلنگ نے سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا تو سٹارک چوٹک پڑا۔

”ایک ہفتہ پہلے یہ کیسے ہو سکتا ہے اسے تو ہلاک ہونے ایک ماہ ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ سٹارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی بات پر تو وہ خود حیران ہو رہے تھے۔ بہر حال وہ دوبارہ آفس گئے ہیں تاکہ فون کال ٹیپ اور اس کی رپورٹ چیک کر سکیں۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں نصف گھنٹے بعد دوبارہ آفس میں کال کروں۔“ کلنگ نے کہا۔

”حیرت یہ ہے کہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔ سٹارک نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر نصف گھنٹے کے انتظار کے بعد کلنگ نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ اس نے لاؤڈ کالشن بھی آن کر دیا تاکہ چیف سیکرٹری سے ہونے والی بات چیت سٹارک بھی جو اس کا نمبر تو تھا ساتھ ہی سن سکے۔

”یس چیف سیکرٹری آفس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک

نصوانی آواز سنائی دی۔

”کنگ بول رہا ہوں چیف صاحب سے بات کراؤ۔“ کنگ نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔“ چند لمحوں بعد چیف کی چھٹی ہونی آواز سنائی دی۔

”کنگ بول رہا ہوں جناب۔“ کنگ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میں نے ٹیپ چیک کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی رپورٹ بھی اور اس رپورٹ سے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے کہ فون کال پاکیشیا سے نہیں کی جا رہی تھی بلکہ کافرستان کے دارالحکومت سے کی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر نوٹس نے ہمیں ڈاج دیا تھا کہ وہ اپنی کوشش سے بات کر رہا ہے اور چونکہ اس وقت ہمارے ذہن میں ایسی کوئی بات نہ تھی اس لئے ہم نے جیکنگ رپورٹ ہی نہ دیکھی تھی۔“ چیف سیکرٹری نے اسی طرح چھٹے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کافرستان سے لیکن جناب وہ ایک ماہ پہلے پاکیشیا میں ہلاک ہو چکا

تھا تو پھر کافرستان سے کیسے فون کال کر سکتا تھا۔“ کنگ نے کہا۔

”تم انتہائی احمق آدمی ہو کیا تم اس بات سے اندازہ نہیں لگا سکتے

کہ کیا ہوا ہوگا۔ ڈاکٹر نوٹس کی موت کی خبر فرضی طور پر پھیلائی گئی

ہو گی یا ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ اس کے میک اپ میں کسی اور کا

ایکسٹنٹ کر دیا گیا ہو اور ڈاکٹر نوٹس خاموشی سے کافرستان شفٹ ہو

گیا ہو۔ وہاں سے اس نے ہمیں کال کر کے بات حیرت کی لیکن جب ہم

سے بات نہ ہو سکی تو اس نے کسی اور سے بات کر لی ہو۔ تم اسے کافرستان میں جا کر تلاش کر دو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کافرستان دارالحکومت کے علاقہ کولم سے اس نے کال کی تھی۔“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”جناب کولم نجانے کتنا بڑا علاقہ ہو اور ڈاکٹر نوٹس نجانے کس طے اور کس نام سے رہ رہا ہو اس طرح وہاں اس کا پتہ نہیں چلایا جا سکتا۔ آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ ڈاکٹر نوٹس سے کس سلسلے میں آپ سے بات ہو رہی تھی۔ کس طرح رابطہ ہوا کس کے ذریعے ہوا تاکہ میں ان تمام ذرائع پر کام کر کے اسے تلاش کر سکوں۔“ کنگ نے کہا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ ہمارا

ملک ایک خاص قسم کے ہتھیار پر کام کر رہا ہے۔ یہ شکاری ہتھیار ہے

اس ہتھیار میں ایک جدید دریافت شدہ ریز جسے مارسیلاریز کہا جاتا ہے

کو استعمال کیا جاتا ہے مارسیلاریز اقوام متحدہ کے تحت ڈاکٹر شونار ڈاور

کافرستانی عوام ڈاکٹر سمرتی نے دریافت کی ہے لیکن یہ دونوں ڈاکٹر ان

ریز کو امن کے لئے استعمال کرنے پر سوڈن میں اقوام متحدہ کے تحت

ایک لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں لیکن اس مارسیلاریز کو ہتھیار کے طور

پر استعمال کرنے کا پلان ہماری حکومت کے سائنس دانوں نے تیار

کیا اور اس پر اجیکٹ پر جسے مارسیلاریز کہا جاتا ہے یہاں اسٹالین میں

کام شروع کر دیا گیا۔ لیکن ان ریز کے اس مخصوص انداز میں استعمال

چاہتا تھا اور جس قدر معاوضہ طلب کر رہا تھا وہ ہم نہ دے سکتے تھے اس لئے میں نے انکار کر دیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس ڈاکٹر یونس کو پاکیشیا سے جبراً اٹھا کر لیا جائے یا اس کا ریسرچ جیسر جس میں اس فارمولے کی تفصیل قحی حاصل کر لی جائے اور یہ کام اس طرح خفیہ طور پر کیا جائے کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے کیونکہ اگر سپر ایڈورڈ کو اس معاملے کی بھینک بھی پڑ گئی تو وہ یہ اختیار اور فارمولا لے لیں گے۔ چنانچہ یہ معاملہ ڈاکٹر لائٹ کو ریفر کر دیا گیا لیکن ڈاکٹر لائٹ لمبے پلان کے چکر میں پڑ گئی جب کہ ہمیں جلدی تھی اس لئے یہ اس سے لے کر تمہیں دیا گیا۔..... چیف سیکرٹری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے جناب کہ ڈاکٹر یونس حکومت کافرستان کے تھک لگ گیا ہے اور ہو سکتا کہ وہ پوری طرح اس کی خدمات حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ ڈاکٹر یونس کی ان سے بات ملے ہوگی ہو اور وہ اپنی صحت کافرستانی ڈرامہ رچا کر کافرستان شفٹ ہو گیا ہو لیکن وہاں اسے تھک چڑا ہو کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہو سکتا ہے تو اس نے خفیہ طور پر قحی سے بات کی لیکن چونکہ آپ نے انکار کر دیا اس لئے وہ خاموش ہو گیا ہو گا۔..... کنگ نے کہا۔

ابھیابی ہو گا۔ کافرستان شاید ڈاکٹر یونس کے فارمولے پر مبنی قحی اختیار کرنا چاہتا ہو گا لیکن ایسے اختیار تو عام بن رہے ہیں۔ جبکہ ہم اس فارمولے کو دوسرے انداز میں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

کرنے میں کوئی سائنسی رکاوٹ سامنے آگئی اور یہ رکاوٹ ان شحاموں کو پھیلانے کی بجائے سکڑنے کی قحی۔ ڈاکٹر سمرتی جس پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اس کے تحت وہ ان شحاموں کو پھیلا کر اس کے تحت اسٹیم ہوں کو ناکارہ بنا دے گا جب کہ ہمارے سائنس دان مارسیلاریز کو سکڑ کر انہیں اجتماعی خوفناک اختیار کی شکل دینا چاہتے تھے لیکن نہ ہی ڈاکٹر سمرتی اس پوائنٹ پر واضح تھے اور نہ ڈاکٹر شوٹارڈ۔ پیراچانک ہمیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے ڈاکٹر یونس نے مارسیلاریز سے ملتی جلتی ریڈیو کو سکڑنے کا کوئی خاص فارمولا اختیار کر لیا ہے ڈاکٹر یونس نے ایکریمیا میں ایک سائنس کانفرنس میں اس پر باقاعدہ مقالہ پیش کیا جسے سائنس دانوں نے بے حد سراہا۔ ہمارے سائنس دان بھی اس کانفرنس میں شامل تھے انہوں نے اس فارمولے پر غور کیا تو انہوں نے اندازہ لگایا کہ اس فارمولے کو مارسیلاریز پر بھی آزمایا جا سکتا ہے چنانچہ انہوں نے حکومت کو رپورٹ دی۔ حکومت نے انہیں اجازت دے دی کہ وہ ڈاکٹر یونس سے اس معاملے پر بات چیت کریں۔ ڈاکٹر یونس سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ وہ ابھی اس مسئلے میں فوری کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ وہ پاکیشیا واپس جا کر اس مسئلے میں خود ہی کال کرے گا۔ چنانچہ ہمارے سائنس دانوں نے اسے میراؤفس نمبر دے دیا۔ ایک ہفتہ پہلے اس نے مجھے کال کیا۔ وہ یہ فارمولا نہ صرف ہمیں دینے کے لئے اختیار تھا بلکہ وہ ہمیں بھی دے گا۔ اس پر کام کرنے پر بھی رضامند تھا لیکن اس کے علاوہ تھے ہیں وہ جو شرطیں متوانا

اب ہم نے اسے ہر صورت میں مکمل کرنا ہے۔ اب ہمیں فوراً کافرستان پہنچنا ہے تم ایسا کرو کہ اپنے گروپ کو براہ راست کافرستان پہنچنے کا کہہ دو۔ اب ہمیں وہاں گروپ کی ضرورت پڑ جائے گی۔ میں روانگی کے لئے ٹھٹھوں اور وہاں کافرستان میں رہائش کے سلسلے میں انتظامات کر لوں"..... کنگ نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ شادک نے اثبات میں سر ہلایا اور کنگ تیز تیز قدم اٹھاتا یہ وہی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں کیا آپ کا نام توصیف ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اس پہچان چکا تھا۔ اس کی پرسنل فائل وائش منزل میں موجود تھی جس میں اس کے مکمل کوائف کے ساتھ ساتھ اس کے فوجی موجود تھے۔ ویسے بلیک زیرو میک اپ میں تھا اور اس نے گچیا سے روانگی سے پہلے توصیف سے فون پر بات کر لی تھی اسے اپنا یہ بھی تفصیل سے بتا دیا تھا تاکہ توصیف اسے آسانی سے پہچان سکے

یہی وجہ تھی کہ توصیف نے بھی اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

”جی ہاں لیکن کوڑا.....“ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایکس.....“ بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نو.....“ توصیف نے جواب دیا اور بلیک زرو مسکرا دیا۔

”یہ بیگ مجھے دیکھئے اور آئیے باہر مری کی کار موجود ہے۔“ توصیف

نے اس کے ہاتھ سے بیگ لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن بلیک

زرو نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

”کسی تلف کی ضرورت نہیں ہے توصیف ہم دونوں کا تعلق ایک

ہی سروس سے ہے اور ہم دونوں ہی برابر رنگ کے ہیں اس لئے کوئی

تلف نہیں چلے گا.....“ بلیک زرو نے اس بار بے تلفانہ لہجے میں کہا۔

”لیکن مجھے حیف نے کہا تھا کہ آپ مجھے لیز کریں گے اس لحاظ سے

میں آپ کا ماتحت ہوں.....“ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حیف تو ظاہر ہے حیف ہے لیکن میں تمہیں ماتحت نہیں سمجھتا۔

ہم نے مل کر کام کرنا ہے بس مجھے اس معلوم ہے.....“ بلیک زرو نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے جیسے آپ کہیں.....“ توصیف نے جواب دیا۔

”پھر آپ.....“ بلیک زرو نے کہا۔

”آپ بہر حال عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اس لئے میں آپ کو آپ ہی

کہوں گا اور یہ مری مجبوری بھی ہے کیونکہ مجھے یہی تربیت دی گئی ہے

کہ اپنے سے بڑے کو ہر حالت میں آپ کہا جائے.....“ توصیف نے کہا

وہ اس دوران پارکنگ تک پہنچ چکے تھے۔

”چلو جیسے تمہاری مرضی.....“ بلیک زرو نے ہسکراتے ہوئے

جواب دیا۔ ”تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک نئے ماڈل کی اور اتھانی شریخ

سرخ رنگ کی سپورٹس کار کے قریب پہنچ گئے۔“ توصیف نے لاک

کھولے اور بلیک زرو سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اس نے بیگ اپنے پیروں

میں رکھ لیا جب کہ توصیف نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

”کیا اس بیگ میں کوئی بہت قیمتی چیز ہے ظاہر صاحب۔“

توصیف نے کار سنارت کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہاں اس میں ایک ایسی چیز ہے جسے تم خاص طور پر اتھانی قیمتی

سمجھ سکتے ہو.....“ بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اتحادہ کیا ہے کچھ بتائیں تو یہی آپ نے تو یہ بات کر کے

ضرورت سنیں پھیلا دیا ہے.....“ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم فی الحال اپنے سسٹمز کو سیکڑو جب شہلا سے ملاقات ہوگی

پھر بیشک اسے جتنا جی چاہے بڑھا لیتا.....“ بلیک زرو نے کہا تو

توصیف چونک پڑا۔

”آپ شہلا کے بارے میں جانتے ہیں.....“ توصیف نے حیران

ہوتے ہوئے کہا۔

”تم سے زیادہ جانتا ہوں.....“ بلیک زرو نے جواب دیا تو

توصیف کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل کر کانوں تک جا

پہنچیں۔

توصیف بے اختیار چونک پڑا۔

”شہلا صبر کر رہی ہوگی کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟.....“ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کچھ کی نہیں احساسات اور کیفیات کی بات ہوتی ہے۔“ بلیک زرو نے جواب دیا۔

”آپ تو بڑی فحشاء باتیں کرتے ہیں؟.....“ توصیف نے کہا۔
 ”اس میں فلسفہ کہاں سے آگیا۔ احساسات اور کیفیات ظاہر ہے عقل اور کچھ سے مختلف ہوتی ہیں۔“ بلیک زرو بھی لطف لے رہا تھا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ میں بد صورت ہوں اس لئے شہلا بھی صبر کر رہی ہے؟.....“ آخر کار توصیف نے کہا۔
 ”کہا جاتا ہے کہ مرد کی صورت نہیں دیکھی جاتی؟.....“ بلیک زرو نے جواب دیا۔

”بھیر؟“ توصیف واقعی لکھ گیا تھا۔

”مرد کا کردار دیکھا جاتا ہے؟.....“ بلیک زرو نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو توصیف نے بے اختیار طویل سانس لیا۔
 ”تو آپ کا مطلب ہوا کہ شہلا یہ بات جانتی ہے کہ میرا کردار درست نہیں ہے اس کے باوجود وہ صبر کر رہی ہے۔ یہی مطلب ہوا ناں؟.....“ توصیف نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔
 ”کردار سے تم کیا مطلب لیتے ہو؟.....“ بلیک زرو نے مسکراتے

”ارے واقعی کمال ہے میری تو آپ سے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے؟.....“ توصیف نے کہا۔

”شہلا سے بھی پہلی ملاقات ہوگی؟.....“ بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو بھیر؟.....“ توصیف کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

”عمران صاحب نے مجھے شہلا کے بارے میں خاص طور پر بریف نہیں بلکہ ڈیٹیل کیا ہے؟.....“ بلیک زرو نے جواب دیا تو توصیف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اچھا۔ کیا بتایا ہے انہوں نے؟.....“ توصیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”انہوں نے بتایا ہے کہ شہلا بے حد نازک مزاج خاتون ہے بد صورت ہونے کی وجہ سے نفسیاتی کمپلکس کا شکار ہے اس لئے میں محتاط رہوں کہ کوئی ایسی بات یا اشارہ نہ کروں جس سے اسے بد صورتی کا احساس ہو سکے؟.....“ بلیک زرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو توصیف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”واقعی ظاہر صاحب عمران صاحب نے سچ کہا ہے شہلا انتہائی بد صورت لڑکی ہے بس کچھ نہ پوچھیں زبردستی میرے گلے پڑ گئی۔“ توصیف نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں صبر کرنے والوں کو اس کا اجر ملتا ہے آخر شہلا بھی تو صبر کر رہی ہوگی؟.....“ بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو

انداز کی گنگو کرتے ہیں یہ انداز بھی عمران کا ہی ہے۔ وہی دلچسپ خوبصورت اور پر مزاج بات کرنا اور بات کو گھما پھرا کر اس کے نئے معنی نکال لینے۔ لفظوں کے ماخذ اور معنی کا علم۔ ان سب باتوں سے مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ کہیں آپ عمران تو نہیں ہیں۔ تو صوف نے کہا تو بلیک زرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

پہلی تو یہ بات ہے کہ عمران کو کیا ضرورت تھی اس طرح میک اپ کر کے تھارے پاس آنے کی اور دوسری بات یہ کہ تم بے شک ابھی فون کر کے عمران سے بات کر لو جہاری تسلی ہو جائے گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ انداز میں نے عمران سے ہی سیکھا ہے میں عمران کا ہی شاگرد ہوں اور شاگرد کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ استاد جیسا بن سکے۔ بلیک زرو نے کہا۔

عمران صاحب کا شاگرد تو ٹانگیر ہے آپ کا تو بے پہلے کبھی ذکر ہوا ہے اور بے کبھی پہلے آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ تو صوف نے کہا۔ ٹانگیر سے پہلے میں اس کا شاگرد تھا پھر سیکرٹ سروس کا ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا گیا جسے سپیشل سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس سیکشن کا تعلق زیادہ تر سائنسی لیبارٹریوں وغیرہ سے رہتا ہے دوسرے لفظوں میں پاکیشیا میں سائنسی لیبارٹریوں کی حفاظت وغیرہ۔ اور عمران صاحب نے چیف سے کہہ کر مجھے اس سپیشل سیکشن میں لگوادیا۔ اب پھر اداوارہ کار سیکرٹ سروس سے قطعی علیحدہ ہے اس لئے تم لوگوں سے کبھی ملاقات نہ ہو سکی اس بار شاید سیکرٹ سروس معروف تھی

ہوئے گا۔

یعنی آدمی کا چال چلن۔ ٹپکی اور بدی کے سلسلے میں اس کا عمل۔ تو صوف نے کردار کی اپنے طور پر تشریح کرتے ہوئے کہا۔ یہ تو تم نے کردار کے عام معنی بتا دیئے۔ کردار کے اصل معنی کیا ہیں۔ بلیک زرو نے جواب دیا تو صوف بے اختیار چونک پڑا۔ اچھا میں نے تو یہی معنی سمجھے اور پڑھے ہیں اصل معنی کیا ہوتے ہیں۔ تو صوف کے گلے میں حریت تھی۔

کردار کے اصل معنی طرز۔ طریق۔ قاعدہ۔ شغل۔ کام۔ عادت۔ وغیرہ۔ اور تم جس طرح مذاق کرنے کے عادی ہو اور جس طرح شہلا کو جنگ کرتے ہو اس کے باوجود وہ جہاری محبت کا دم بھرتی ہے تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ وہ بچاری صبر کرتی ہے۔ بلیک زرو نے جواب دیا تو صوف بے اختیار ہنس پڑا۔

ایک بات کہوں۔ اچانک تو صوف نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار چونک پڑا۔

ہاں کہو۔ بلیک زرو نے حریت بھرے گلے میں کہا۔ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ عمران صاحب ہیں اور آپ نے میک اپ کر رکھا ہے۔ تو صوف نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔ تم نے یہ بات کیسے سوچی۔ بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ آپ کا قد و قامت بالکل عمران جیسا ہے۔ عمران میک اپ کا ماہر ہے پھر وہ لہجہ اور آواز بدلنے کا بھی ماہر ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ جس

سپرد فنی کار موجود تھی۔ توصیف نے کار اس کے ساتھ پورچ میں جا کر روکی اور پھر وہ دونوں بچے اتر آئے۔

”یہاں صرف ایک ملازم رہتا ہے۔“ توصیف نے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ملادیا۔ چند لمحوں بعد وہ ملازم بھاٹک بند کر کے واپس پورچ میں پہنچ گیا وہ ایک مقامی نوجوان تھا۔

”شر علی یہ صاحب پاکیشیا آئے ہیں اب یہ یہیں رہیں گے اور میرے افسر ہیں۔“ توصیف نے شر علی سے مخاطب ہو کر کہا تو شر علی نے مودبانہ لہجے میں سلام کیا۔

”آئیے طاہر صاحب اب میں آپ کو چیلے یہ رہائش گاہ دکھا دوں اس کے بعد کام کے سلسلے میں بات ہو جائے گی۔“ توصیف نے کہا۔

”دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے شر علی یہاں موجود ہے جس چیز کی ضرورت ہوگی یہ لے آئے گا۔“ بلیک زرو نے کہا تو توصیف نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے جو آفس کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔

”یہ میرا آفس ہے۔“ توصیف نے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر وہ دونوں بیٹھ گئے۔

”اب آپ چیلے بتائیں کہ آپ کیا بیٹا پسند کریں گے۔“ توصیف نے کہا۔

”ہاں کافی اگر مل جائے تو بہتر رہے گی۔“ بلیک زرو نے کہا تو توصیف نے شر علی کو آواز دی اور شر علی کے آنے پر اس نے اسے

اور پھر مسئلہ بھی لیبارٹری کا تھا اس لئے چیف نے مجھے یہاں چھارے پاس بھجوا دیا ہے پھر عمران صاحب آکسفورڈ میں میرے کلاس فیلو بھی رہے ہیں ہم نے طویل عرصہ وہاں اکٹھے گزارا ہے اور میں حب سے ہی عمران سے بے حد متاثر ہوں اس لئے شاید چھپیں میری باتوں پر شبہ ہوا ہے ویسے اگر چھپیں میرا یہ انداز پسند نہیں ہے تو میں سنجیدہ رہوں گا۔“ بلیک زرو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں طاہر صاحب ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو خود ہنسنے ہنسانے کا قائل ہوں اور مجھے آپ کی طبیعت بالکل اس طرح پسند آئی ہے جس طرح عمران صاحب کی۔ اس لئے پلیر آپ ہر گز سنجیدہ نہ ہوں ورنہ میں واقعی بور ہو جاؤں گا۔“ توصیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک کونٹری کے بھاٹک کے سامنے موڑ کر روک دی۔

”یہ کونٹری میرا آفس ہے اور ساتھ ہی ایک حصہ میں نے رہائش گاہ کے طور پر حیار کرایا ہوا ہے عمران صاحب نے کہا تھا کہ آپ کو ہمیں لے آیا جائے حالانکہ میں نے ان سے کہا تھا کہ میں آپ کو اپنی رہائش گاہ پر رکھوں گا۔ لیکن انہوں نے سختی سے منع کر دیا تھا۔“ توصیف نے کہا۔

”اوہ پھر ٹھیک ہے میں سمجھا یہ چھاری ذاتی رہائش گاہ ہے۔“ بلیک زرو نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا اس لئے توصیف نے مخصوص انداز میں تین بار بارن بجایا تو چند لمحوں بعد چار بھاٹک خود بخود کھل گیا اور توصیف کار اندر لے گیا۔ پورچ میں نیلے رنگ کی نئے مائل کی

ہاٹ کافی اور ساتھ ہی سٹیکس لانے کا کہہ دیا اور شیر علی سر ملاتا ہوا
واپس مڑ گیا۔

”ہاں اب ایسا کرو کہ اپ لینڈ کا تفصیلی نقشہ لے آؤ تاکہ ہم کام
کرنے کے لئے اپنی لائن آف ایکشن طے کر لیں۔“ بلیک زیرو نے
کہا

”کافی تو پی لیں۔“ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کافی بھی پی لیں گے تم نقشہ لے آؤ۔“ بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا تو توصیف سر ملاتا ہوا اٹھا اور دیوار میں
نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے فون کار سیور اٹھا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
”پی اے نو سیکرٹری وزارت خارجہ۔“ دوسری طرف سے سر
سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
”پی اے تمہری کون ہے۔“ عمران نے کہا۔
”پی اے تمہری کیا مطلب۔ آپ کون صاحب ہیں۔“ دوسری
طرف سے پی اے کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
”تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ پی اے نو اور ظاہر ہے اگر تم پی اے
نو ہو تو پھر پی اے تمہری بھی کوئی ہوگا۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب آپ ہیں معاف کیجئے جھپٹے میں آپ کی آواز نہ
سمجھ سکا تھا۔ آپ نے واقعی دلچسپ بحث لگال ہے لیکن اب میں کیسے کہہ
سکتا ہوں کہ پی اے تمہری سیکرٹری وزارت خارجہ۔“ دوسری

علی عمران بول رہا ہوں جناب آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آپ کا پی
اے ٹو سے فور تک پہنچ چکا ہے چلو اسے نہیں تو آپ کو مبارکباد دے
مگر آپ سے مٹھائی کھانی جا سکتی تھی۔ ویسے تو آپ سے اس ٹائپ کی
مٹھائی اب مانگی ہی نہیں جا سکتی۔..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔
"یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی۔ پی اے ٹو سے فور ہو گیا
مبارکباد مٹھائی۔ یہ سب کیا ہے۔..... سر سلطان نے اٹھے ہوئے لہجے
پہن کہا تو عمران نے وضاحت کر دی۔ اس کی وضاحت سننے ہی سر
سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھ سے تو واقعی اب اس ٹائپ کی مٹھائی کی توقع نہیں ہو سکتی
لیکن تمہارے چانسز تو موجود ہیں۔ پھر کیا خیال ہے بھابی سے بات کی
جائے۔..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر بھابی سے آپ کا مطلب میری اماں بی بی ہیں تو پھر وہاں بھی
آپ جیسی ہی صورت حال ہے اب اس ٹائپ کی مٹھائی وہاں سے بھی
آجیسی بل سکے گی آپ کو۔..... عمران نے جواب دیا تو سر سلطان بے
اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ اپنے والدین تک کو نہیں بخشے۔ بہر حال
تم فکر نہ کرو میں بھابی سے بات کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے
مٹھائی بھی پیشگی کھلا دیں گی۔..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ انہیں کیا کہیں گے۔..... عمران نے شرارت بھرے لہجے
پہن کہا۔

طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔
"کیوں نہیں کہہ سکتے۔ جہاں تک میری اطلاع ہے تم ٹو سے تھری
ہو بھی نکلے ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"وہ کیسے عمران صاحب۔..... پی اے نے حریت بھرے لہجے میں
کہا۔

"جیسے شادی کے بعد اکثر ہوتا ہے کہ ابھی ایک سال گزرتا نہیں
اور ٹو سے معاملہ تھری پر پہنچ جاتا ہے اور ٹو سے تھری ہونے پر باقاعدہ
خوشیاں بھی منائی جاتی ہیں۔..... عمران نے جواب دیا تو پی اے بے
اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں لیکن اس حساب سے تو میں پی
اے فور ہو چکا ہوں۔ میرے دو بچے ہیں۔..... پی اے نے ہنستے ہوئے
کہا۔

"اچھا پھر تو مبارک ہو۔ ویسے ٹیم کب تک تیار ہو جائے گی۔
عمران نے کہا تو پی اے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ارے جناب تو یہ کیجئے بس لسنے ہی کافی ہیں میں آپ کی بات
کراؤں صاحب سے۔..... پی اے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی
طاری ہو گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا وہ سمجھ گیا تھا کہ پی اے اس
موضوع سے بچنا چاہتا ہے۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز
سنائی دی۔

”یہی کہ اب عمران کی شادی ہو جانی چاہئے تاکہ اس کے سچے پیدا ہوں تو ہم مٹھائی کھا سکیں اور کیا کہتا ہے“..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ اماں بی سے آپ کو یہی جواب ملے گا کہ عمران تو خود بچہ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا ابھی تم اپنے آپ کو بچہ سمجھتے ہو“..... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بالکل میں سمجھنے پر ہاتھ مار کر دعویٰ کر سکتا ہوں کہ الحمد للہ میں بچا ہوا ہوں“..... عمران نے دوسرے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
تو سر سلطان ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”وہ تو تم ہو اس لئے تو کہتا ہوں کہ اب جہاری شادی ہو جانی چاہئے البتہ ہو کہ کسی وقت جہار یا یہ دعویٰ غلط ہو جائے۔“
سر سلطان نے ترکی پر ترکی جواب دیا تو اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

”لیکن ابھی تو میری ساس کی دادی کی پردادی بھی پیدا نہیں ہوئی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو پیدا نہیں ہوئی اس کی فکر چھوڑو جو پیدا ہو چکی ہے اس کی بات کرو“..... سر سلطان نے بھی شاید لطف لینے کے موڈ میں تھے اور عمران ہنس پڑا۔

”آپ مٹھائی کھلانے کی بجائے اب مجھے اماں بی سے جوتیاں

کھلانے پر قتل گئے ہیں ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو سر سلطان بھی ہنس پڑے۔

”اچھا چھوڑو ان باتوں کو وہ ڈاکٹر یونس کے بارے میں میرے پاس رپورٹ پہنچ چکی ہے ڈاکٹر یونس ایک ماہ ہوئے ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو چکے ہیں اور یہ حادثہ اس قدر شدید تھا کہ ان کی کار چل کر راکھ ہو گئی اور کار کے ساتھ ہی ان کی لاش بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس راکھ میں سے ایک بیگ ملا جو اس وقت صبح سلامت نظر آ رہا تھا لیکن جب اسے ہاتھ لگایا گیا تو وہ بھی راکھ میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے اندر کاغذوں کی راکھ بھی شامل تھی۔ ویسے ڈاکٹر یونس ایک خاص مرمو لے پر کام کر رہے تھے۔ یہ فارمولہ لاپروہ شجاع کو سکھانے کے لئے میں تھا بتایا گیا ہے کہ اس طرح کوئی خوفناک ہتھیار بھی تیار کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال جو تفصیل مجھے ملی ہے اس کے مطابق ڈاکٹر یونس نے اس فارمولے پر کام کرنے کے لئے لیبارٹری سے طویل محنت لی۔ ان کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن کو بھی منبر ایک سو ایک سے ہلاک میں تھی انہوں نے حکومت کے خرچہ پر وہاں ایک ذاتی لیبارٹری تیار کرائی اور پھر اس پر طویل عرصے تک کام کرتے رہے۔
ان کی وفات سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے انکریما میں کوئی بین الاقوامی سائنس کانفرنس منعقد ہوئی اور ڈاکٹر یونس نے وہاں اس فارمولے پر تقریریں کر دیں اور یہ بتایا کہ اس کے بعد وہ واپس آگئے۔ ٹھیک ہفتے بعد ٹریفک حادثے میں ان کا انتقال ہو گیا اور بتایا جاتا

نے ایک بار پھر رسورڈ اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 "میس انگوٹری پلیرز..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
 آپریٹر کی آواز سنائی دی۔"

"اسٹالپہ کار رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کارشیا کا رابطہ نمبر بتا
 دیں....." عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیئے
 گئے عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دہرایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر جب اس
 نے ٹون سنی تو اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میس انگوٹری پلیرز..... رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔"
 "اسٹون کلب کا نمبر دیں....." عمران نے کہا تو دوسری طرف سے
 نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دہرایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر
 دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اسٹون کلب..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔"
 "میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں سامعین سے بات
 کر رہی ہیں....." عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "پاکیشیا سے وہ کون سی جگہ ہے جتلب....." آپریٹر لڑکی نے
 ہتھکڑی حیرت بھرے لہجے میں کہا اس نے شاید زندگی میں پہلی بار
 پاکیشیا کا نام سنا تھا۔

"براہعظم ایشیا کا ایک ملک ہے....." عمران نے مسکراتے ہوئے
 جواب دیا۔

"اوہ اچھا اتنی دور سے ہولڈ کریں میں بات کراتی ہوں۔" دوسری

ہے کہ ان کا ریسرچ سپر ایسی بیگ میں تھا اور وہ بھی ساتھ ہی چل گیا
 کیونکہ ان کی ذاتی رہائش گاہ اور لیبارٹری کی مکمل کلاشی لی گئی وہاں سے
 کوئی ریسرچ سپر نہ مل سکا..... سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے
 کہا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے کہ اس حادثے میں واقعی ڈاکٹر یونس ہی
 ہلاک ہوئے تھے....." عمران نے اس بار اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "میں نے یہ بات معلوم کی ہے ان کی لاش کو ان کی انگوٹھی کے
 ٹکینے سے پہچانا گیا ہے وہ جلنے سے بچ گیا تھا....." سر سلطان نے جواب
 دیا۔

"ان کے دانتوں کا تو تجزیہ ہو سکتا تھا دامت تو راکہ نہیں
 ہو سکتے....." عمران نے کہا۔

"دانتوں کا تجزیہ تو جب پہلے ان کا تجزیہ موجود ہو بہر حال
 مجھے جو بتایا گیا ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے لیکن یہ تمہارے چہرے
 کو بیٹھے بچانے ڈاکٹر یونس کیسے یاد لگئے....." سر سلطان نے کہا۔
 "چیف تو ظاہر ہے آپ کی طرح آفسر ہے اور افسر ماتحتوں کو کام
 لگانے کے لئے ایسے مسائل پیدا کرتے ہی رہتے ہیں....." عمران نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوکے آپ کی رپورٹ چیف تک پہنچادی جائے گی اور ان کا
 طرف سے شکریہ آپ میری طرف سے پیشگی وصول کر لیں۔" خدا حافظ
 عمران نے کہا اور رسورڈ رکھ دیا۔ وہ بعد لگے خاموش بیٹھا رہا پھر اس

طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو سائمن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سائمن کی آواز سنائی دی اس کا بھرپور ساٹھا تھا۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں سائمن تم نے جو اتنا کہہ دیا ہے جو پیغام بھجوایا تھا وہ مجھے مل گیا ہے لیکن ڈاکٹر بونس تو ایک ماہ پہلے ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے اب کسی پارٹی کو اس کے اعزاء کرنے کا کیا مطلب ہوا..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب میں نے تو ہوٹل میں صرف باتیں سنی ہیں اب مجھے تفصیل کا تو علم نہیں ہے۔ میں نے پاکیشیا کا نام سن کر جو اتنا کہہ دیا تھا..... سائمن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس بات پر حیرت سے ہنسا ہوا تھا۔

”تم نے جو اتنا کہہ دیا ہے کہ ہمارا نام درمیان میں نہ آئے اور میرا وعدہ کہ ہمارا نام کسی صورت میں بھی سلسلے نہ آئے گا اور تم جانتے ہو کہ میں وعدہ ہر حالت میں پورا کرنا ہوں اس لئے مجھنے اور خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس کے علاوہ اگر تم چاہو تو تمہیں ان معلومات کے سلسلے میں باقاعدہ معاوضہ بھی ادا کیا جاسکتا ہے تمہاری اس بات نے کہ ہمارا نام سلسلے نہ آئے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تم ان لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہو جو یہ باتیں کر رہے تھے۔ وہ کون لوگ تھے..... عمران نے کہا۔

”سوری عمران صاحب میں نے تو ان کی شکلیں اور انداز دیکھ کر پہچان لیا تھا کہ ان کا تعلق در زمین دنیا سے ہے ویسے میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور اس بارے میں مجھے واقعی کچھ معلوم نہیں ہے گڈ بائی..... سائمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دیا یا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے ایک بار پھر خبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں..... رابطہ ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔ علی عمران بول رہا ہوں مس جولیا نافذ وائر..... عمران نے جہاتی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کون علی عمران ہے۔ میں کسی علی عمران کو نہیں جانتی سوری رائنگ فہر..... دوسری طرف سے اہتہائی خصلے لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران بے اختیار مسکرایا اس نے ایک بار پھر کریڈل دیا یا اور ایک بار پھر خبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”پرستار رنگ بہار۔ دلدادہ ذکر دلدار۔ جو پہلے فون کر کے ہو چکا ہے دل نگار بے رخی دلدار سے گر چکی ہے اس کی دستار اور ختم ہو چکا ہے اس کا پندار اور اگر ایسا اب ہو تو پھر ہو جائے گا وہ بیمار اور جب وہ بیمار ہوگا تو پھر وہ بیمار ہو جائے گا باقی جھڑکنا اور..... عمران کی زبان چل رہی ہو گئی۔

طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی توڑی درہند جو انا پورج میں
ہی آگیا۔

"میں ماسٹر..... جو انا نے قریب آکر کہا۔

"میں نے سائمن کو کال کیا تھا۔ سائمن اس پارٹی کے بارے میں
کچھ چھپا رہا ہے جس سے اسے ڈاکٹروں کے بارے میں معلومات ملی
تھیں اور یہاں معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹروں ایک ماہ پہلے ایک ٹریفک
حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ سب ڈرامہ تھا اور
ڈاکٹروں زندہ ہے بہر حال میں اس بارے میں تحقیقات کر رہا ہوں
لیکن سائمن سے اس پارٹی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا
ضروری ہیں جس نے اسے یہ پیغام خاص طور پر مجھ تک پہنچانے کے
لئے کہا تھا تاکہ ان کا اصل مقصد سامنے آ سکے۔ تم اسالیب جاؤ اور یہ
معلومات جس قدر جلد ممکن ہو سکیں وہاں سے لے آؤ..... عمران نے
کہا۔

"میں ماسٹر میں اس کی روح سے بھی اصل بات اگلوں گا ویسے
ایک درخواست ہے کہ اگر آپ جوزف کو بھی اجازت دے دیں تو ہم
دونوں ملے جائیں اس طرح تفرق بھی ہو جائے گی اور کام بھی۔ جو انا
نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے اس قدر قربت ہو گئی ہے تم دونوں میں کہ جتو روڑی
جدا ہی بھی برداشت نہیں ہو سکتی..... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا تو جو انا بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس بس اتنی شاعری کافی ہے کیونکہ جہارے الفاظ کم از کم میری
سمجھ میں تو نہیں آسکتے لیکن تم نے پہلے فون اجیتوں کی طرح کیوں کیا
تھا..... دوسری طرف سے جو لیا کی ہنسی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب جہارے ہنسنے سے آیا ہے دل بے قرار کو قرار۔ اب پلیز نہ
ہونا مجھ سے آئندہ بیزار..... عمران نے ایک بار پھر قافیہ بندی شروع
کر دی تو جو انا ہنس پڑی۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ کہ کیسے فون کیا تھا..... جو انا
نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"تاکہ قائم ہو سکے سلسلہ گفتار..... عمران نے جواب دیا تو جو انا
پھر کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

"تو یہ ہے جہیں بچانے کہاں سے یہ الفاظ یاد آجاتے ہیں تم ایسا
کر وہاں فلیٹ پر آجاؤ پھر اطمینان سے جہارے الفاظ سنٹی رہو
گی..... جو انا نے ہنسنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور کر پڈل پر رکھا اور پھر کرسی سے
اٹھ کھڑا ہوا۔

"جوزف جو انا کہاں ہے..... عمران نے باہر برآمدے میں آتا
ہی جوزف سے پوچھا۔

"لپٹے کمرے میں ہے۔ بلاؤں اسے..... جوزف نے کہا۔

"ہاں..... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز قدم
اٹھاتا ہوا رباراوی میں آگے بڑھ گیا جب کہ عمران قدم بڑھاتا پورج کی

”اوکے جوزف تم نے جو انا کے ساتھ جانا ہے وہاں کا نظام آلو
بینک کر جانا“..... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ
پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں ہاس“..... جوزف نے جواب دیا اور بھانک کی طرف بڑھ
گیا تھوڑی دیر بعد عمران کی کار رانا پانس سے نکل کر مختلف سڑکوں پر
دوڑتی ہوئی گرین ٹاؤن کی طرف دسویں چلی جا رہی تھی پہلے اس نے سوچا
کہ جو دیا ہے کہہ کر ڈاکٹر پونس کی رہائش گاہ کے بارے میں معلومات
حاصل کرا لے لیکن اب اس نے خود ہی وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا
گرین ٹاؤن پہنچ کر جب اس نے بلاک اے کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک
ٹرینس کی تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا گیٹ پر نہ صرف تالا موجود تھا بلکہ
اس تالے پر پولیس سیل بھی موجود تھی۔

”پولیس نے کوٹھی سیل کر رکھی ہے کیوں؟“..... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار موڑی اور
واپس اسی رستے پر اسے دوڑانے لگا جہاں سے آیا تھا کیونکہ کالونی میں
داخل ہونے سے پہلے اس نے پولیس اسٹیشن کا بورڈ دیکھا تھا وہ اب
وہاں جا کر اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد اس نے کار پولیس اسٹیشن کے سامنے چاروکی اور پھر نیچے اتر کر وہ
قدم بڑھاتا پولیس اسٹیشن میں داخل ہو گیا گیٹ کے ساتھ ہی ایک کمرہ
تھا جس میں ایک پولیس آفیسر ضخیم رجسٹر میں کچھ لکھنے میں مصروف
تھا۔

”وہیے آپ کی بات درست ہے اب تو میں جوزف کے ساتھ کا
عادی ہو گیا ہوں“..... جو انا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے بلاؤ جوزف کو لیکن یہ خیال رکھنا کہ مجھے معلومات
فوری چاہئیں۔ تفریح تم بے شک وہاں جتنا عرصہ چاہے کرتے
رہنا“..... عمران نے کہا۔

”میں ہاس“..... جو انا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا
اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔

”میں ہاس“..... تھوڑی دیر بعد جوزف نے آکر کہا جو انا بھی اس
کے ساتھ آیا تھا۔

”جوزف تم جو انا کے ساتھ اسٹالیا چلے جاؤ اس نے وہاں سے کچھ
معلومات حاصل کرنی ہیں یہ معلومات حاصل کر کے مجھے فون پر
رپورٹ دے دینا اس کے بعد تم چاہو تو اسٹالیا میں تفریح کرتے رہنا
چاہو تو ایکریکیا یا افریٹ چلے جانا“..... عمران نے کہا۔

”آپ کے بغیر تفریح ہو ہی نہیں سکتی ہاس اس لئے آپ تفریح کی تو
بات چھوڑیں باقی کام کے لئے میں جو انا کے ساتھ جانے کے لئے تیار
ہوں“..... جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لو بھی یہ میرے بغیر نہیں جاسکتا اور تم اس کے بغیر نہیں جاسکتے
اب یہ ٹھون کیسے مکمل ہوگی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ اسے بھیجیں تو یہی باقی کام میرا ہوگا“..... جو انا نے ہنستے
ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑے ششور و خضوع کے ساتھ سلام کرتے ہوئے کہا۔ پولیس آفیسر جو کاندھوں پر لگے ہوئے سٹارز سے اسٹنٹ سب انسپکٹر لگتا تھا نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر حیرت سے سامنے کھڑے عمران کی طرف دیکھنے کے بعد اس نے اس طرح دروازے کی طرف دیکھا جیسے اس کا خیال ہو کہ اس قدر خضوع و ششور سے سلام کرنے والا عمران کے علاوہ کوئی اور ہو گا لیکن اتفاق سے اس وقت کمرے میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہ تھا تو اسے ایس آئی نے حیران ہو کر عمران کو دیکھنا شروع کر دیا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران ایک بار پھر سلام کر دیا تو اسے ایس آئی چونک پڑا۔

”وعلیکم السلام فریٹے“..... اس بار اسے ایس آئی نے کہا۔

”کیا آپ مجھے بیٹھنے کے لئے نہیں کہیں گے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بیٹھیں میں نے آپ کو بیٹھنے سے منع تو نہیں کیا تھا“..... اسے ایس آئی نے قدرے سرد لہجے میں جواب دیا اور ایک بار پھر سامنے رکھے ہوئے رجسٹر پر جھک گیا۔ عمران بڑے اطمینان سے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ کا خط واقعی بے حد خوبصورت ہے میرے خیال میں اسے پڑھنے کے لئے آپ کو ہی تکلیف دی جاتی ہوگی“..... عمران نے کہا تو

اسے ایس آئی ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر فحشے کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”جی فرمائیے۔ آپ کو کس سے ملنا ہے“..... اسے ایس آئی نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا اس کا انداز بتاتا تھا کہ اپنی طرف سے وہ انتہائی نرم لہجے میں بات کر رہا ہے شاید عمران کے لباس اور اس کی شخصیت کا اثر تھا۔

”میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کا خط بے حد خوبصورت ہے آپ کو تو خوشحالی کا پرائڈ آف پر فائز منس ملنا چاہیے“..... عمران نے کہا۔

”دیکھیے جناب آپ جو کوئی بھی ہیں اس وقت میں بے حد مصروف ہوں میں نے یہ سارا رجسٹر لکھنا ہے اور اسے ڈی ایس پی صاحب کے سامنے پیش کرنا ہے اس لئے ہلچل ڈسٹرب نہ کریں اور انسپکٹر صاحب سے جا کر مل لیں میرے پاس فی الحال بات کرنے کا بھی وقت نہیں ہے“..... اسے ایس آئی نے انتہائی ناخوشوار لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رجسٹر پر جھک گیا۔

”وہیے خوشحالی کے ساتھ ساتھ آپ کو حسن اخلاق کا بھی تمغہ ملنا چاہیے۔ ڈی ایس پی صاحب نے شاید آپ کو کوئی سزا دی ہے کہ ایک ہی وقت میں بیٹھ کر سارا رجسٹر لکھیں۔ مجھے یاد ہے کہ سکول میں جب کوئی بچہ فقرہ غلط لکھ کر دیتا تھا تو استاد صاحب اسے ایک سو بار صحیح فقرہ لکھنے کی سزا دیا کرتے تھے اور آپ یقین کریں کہ پھر ساری عمر وہ فقرہ درست طور پر یاد رہا تھا“..... عمران بھلا کب ہار ماننے والا تھا۔

”آپ کا تعارف کیا ہے۔۔۔۔۔ اے ایس آئی نے ہونٹ مچھینچے ہوئے کہا اس کی آنکھوں کا رنگ قدرے سرخ ہو گیا تھا۔

”حقیر فقیر رخصتیر۔ بندہ ناچیز۔ نچھندان بندہ نادان علی عمران ولد سر عبدالرحمن ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو۔۔۔۔۔ عمران نے اے ایس آئی صاحب کی آنکھوں میں شعلے ابھرتے دیکھ کر سنٹرل انٹیلی جنس کا حوالہ دینا ضروری سمجھا۔

”اوہ اوہ آپ آج بچ جناب۔ جناب۔ آپ پلیز جناب آپ فرمائیں جناب۔“ اے ایس آئی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تشریف رکھیں ابھی تو میرا تعارف ادھورا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جناب مجھے معاف کر دیں۔ میں نے کوئی گستاخی کی ہو تو جناب۔ حکم فرمائیں جناب میں کیا خدمت کر سکتا ہوں جناب۔۔۔۔۔ اے ایس آئی اسی طرح بوکھلایا ہوا تھا۔

”جہاں سے کچھ فاصلے پر گرین ٹاؤن ٹی کوٹھی نمبر ایک سو ایک اے بلاک پر تالا لگا ہوا ہے اور اس پر پولیس سیل لگی ہوئی ہے میں نے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ سیل کس سلسلے میں لگائی گئی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ بدل دیا کیونکہ اے ایس آئی صاحب کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر عمران نے مزید اس سلسلے میں کوئی بات کی تو وہ ابھی بے ہوش ہو کر گر جائے گا

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا کرے میں انسپکٹر داخل ہوا۔

”کیا ہو رہا ہے مقبول تم کھڑے کیوں ہو یہ کون صاحب ہیں۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جج جناب ڈائریکٹر جنرل صاحب سنٹرل انٹیلی جنس بیورو۔ اے ایس آئی نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈائریکٹر جنرل۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے بھی بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے عمران کو ایذا پہنچنے کی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے میں ڈائریکٹر جنرل نہیں ہوں۔ میرے ڈیڈی ڈائریکٹر جنرل ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر انسپکٹر کی طرف مڑتے ہوئے کہا اسے اب سمجھ آئی تھی کہ اے ایس آئی بے چارہ اس قدر بری طرح کیوں بوکھلا گیا تھا۔

”پھر بھی جناب آپ ان کے صاحبزادے ہیں تو جناب ہمارے لئے آپ قابل احترام ہیں آپ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں میرے آفس میں تشریف لے لیے جناب میں انسپکٹر ہوں اس تھانے کا جناب۔ انسپکٹر نے اتنی بار جناب کہا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے انسپکٹر کو لفظ جناب کے علاوہ اور کچھ بولنا ہی نہیں آتا۔

”چلیئے جناب آپ کا آفس بھی دیکھ لیتے ہیں جناب۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو انسپکٹر تیزی سے ایک طرف ہٹا اور اس نے عمران کو آگے چلنے کا اشارہ کیا تو عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا حوالہ دیتا تو ان دونوں

”احمد صدیقی صاحب ہیں۔ آپ حکم فرمائیں میں آپ کی ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔“ انسپکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”میں اس کو بھی کو اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں کیا آپ یہ سیل کھول سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں جناب اس کی اجازت تو ڈی ایس پی صاحب ہی دے سکتے ہیں یہ میرے اختیار میں نہیں ہے ورنہ میں ضرور کھول دیتا۔“ انسپکٹر نے جواب دیا۔

”کیا نمبر ہے ڈی ایس پی صاحب کا۔“ عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو انسپکٹر نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔
 ”میرا نام علی عمران ہے اور میں تمہارے گرین ٹاؤن سے بول رہا ہوں میں ڈاکٹر یونس مرحوم کی کوٹھی ہے پولیس نے سیل کر رکھا ہے دیکھنا چاہتا ہوں میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سپیشل فورس وہ کون سی فورس ہے جناب۔“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”آپ یہاں تشریف لائیں گے یا مجھے آپ کے آفس میں آکر آپ کو اٹھارٹی کارڈ دکھانا پڑے گا یا پھر آپ کے آئی۔بی صاحب سے بات کی جائے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کے رویے دیکھنے والے ہوتے لیکن وہ اچانک ہی جیزار ہو گیا تھا اس لئے اس نے یہ حوالہ دے دیا تھا۔

”چیلے آپ فرمائیے جناب کہ آپ کیا بیٹنا پسند کریں گے۔“ انسپکٹر نے اپنے آفس میں بیٹھنے ہی کہا۔

”انسپکٹر صاحب آپ ڈیوٹی پر ہیں اور ڈیوٹی کے دوران یہ بیٹنے پلانے والی بات غلط ہوتی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک اے ہلاک کے تالے پر پولیس سیل لگی ہوئی ہے اس کی کیا وجہ ہے۔“ عمران نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

”وہ وہ جناب اس کوٹھی کے تہہ خانے سے ایک لاش ملی ہے۔ ڈاکٹر یونس مرحوم کے ملازم کی لاش اور چونکہ کوئی مالک نہیں تھا اس لئے مجبوراً پولیس کو کوٹھی سیل کرنی پڑی ہے۔“ انسپکٹر نے جواب دیا۔

”کیسے ملی لاش کس نے اطلاع دی تھی۔“ عمران نے کہا۔
 ”ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار نے اطلاع دی تھی کہ کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا ہے اور اندر کوئی موجود نہیں ہے ملازم غائب ہے۔ اس پر میں حملے کے ساتھ وہاں گیا۔ وہاں کی کلاشی کے دوران تہہ خانے میں ملازم کی لاش موجود تھی اسے گردن توڑ کر ہلاک کیا گیا تھا۔“ انسپکٹر نے جواب دیا۔

”آپ کے علاقے کے ڈی ایس پی صاحب کون ہیں۔“ عمران نے جھنجھکے خاموش رہ کر پوچھا۔

”اوہ جناب ایسی کوئی بات نہیں۔ انسپکٹر صاحب کو رسیور دیں میں انہیں آڈر دے دیتا ہوں وہ آپ کے ساتھ جا کر آپ کہہ کو غصی دکھانیں گے۔“..... دوسری طرف سے اہتائی نرم لہجے میں کہا گیا۔ شاید آئی۔ جی کی دھمکی کام دے گئی تھی اور عمران نے رسیور انسپکٹر کی طرف بڑھا دیا۔

”میں سر انسپکٹر رحمت علی بول رہا ہوں جناب۔“..... انسپکٹر نے اہتائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میں سر حکم کی تعمیل ہوگی سر۔ دیکھیے بھی سر عمران صاحب سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے صاحبزادے بھی ہیں سر۔“..... انسپکٹر نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔

”میں سر۔“..... اس نے ایک بار پھر بات سن کر کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے جناب میں آپ کو کو غصی دکھاؤں۔“..... انسپکٹر نے اہتائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جیسے آپ سمجھیں اس ملازم کے بارے میں میڈیکل رپورٹ دکھائیے۔“..... عمران نے کہا تو انسپکٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”اس میں اس کیس کے سلسلے میں تمام کاغذات موجود ہیں جناب۔“..... انسپکٹر نے فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو

عمران نے فائل اس کے ہاتھ سے لی اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کاغذات کے مطابق اس ملازم کا نام عبدالصمد تھا اور وہ یہاں طویل عرصے سے ملازم تھا۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کی گردن کو اہتائی ماہر انداز میں توڑ کر اسے ہلاک کیا گیا تھا۔ عمران نے پوری فائل دیکھی اور پھر فائل بند کر کے اس نے میز پر رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”اب کو غصی دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر ضرورت پڑی تو آپ کو تکلیف دوں گا۔ خدا حافظ۔“..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھا تا وہ شخص سے نکلا اور تھانے کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار جو یا کے فلیٹ کے سامنے روکی اور کار سے اتر کر وہ فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے۔“..... اندر سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

”میرے علاوہ اور کون جہاڑے دردل پر دستک دے سکتا ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھل گیا۔

”یہ تم نے آنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی۔“..... جو یا نے کٹھن والے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے اندر تو جانے دو۔ پھر بیٹھنے کے لئے کہو۔ پھر کچھ چائے پیتے۔ اس کے بعد حال دل زار ہو چھو۔“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو جو یا مسکراتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی اور عمران اندر چل ہو گیا۔

تجرا آواز سنائی دی۔

”اس سے پوچھنا ہے کہ اس نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے یا نہیں۔“
 اب دیکھو جو یا صفدر کس قدر سست واقع ہوا ہے۔ ایک جمونا سا کام
 جس کے ذمے لگایا ہے آج تک اس سے وہی نہیں ہو سکا۔ حالانکہ اسے
 معلوم ہے کہ دل چپ رہے ہیں۔ آپس ٹکل رہی ہیں۔ سسکیاں بلند
 رہی ہیں بغیر وفراق کی گھڑیاں زلف سیاہ کی طرح طویل سے طویل
 جتنی چلی جا رہی ہیں لیکن اسے پرواہ ہی نہیں۔ ”عمران کی زبان
 ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”کیا تمہیں کسی حکیم نے نسخے میں لکھ کر دیا ہے کہ خطبہ نکاح
 پڑھ ہی یاد کرے۔“ جو لیا نے جھلکے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اس کی یادداشت بہت اچھی ہے اس لئے میرا خیال تھا کہ وہ جلد از
 برا سے یاد کر لے گا۔ اب دیکھو آ رہا ہے شاید اس نے یاد بھی کر لیا ہو۔“
 امید پر دنیا قائم ہے۔ ”عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ یاد بھی کر لے تو تمہیں اس سے کیا فرق پڑے گا نفس۔ تم
 اب دوسروں کے جذبات سے کھیلنا جانتے ہو۔ تمہیں صرف باتیں
 نفی ہی آتی ہیں۔“ جو لیا کی آواز سنائی دی اور اس کا لہجہ سن کر
 وہ کاپاٹھ بے اختیار اپنے سر پر ہنسی مچا گیا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا چیف آج کل کہاں گیا ہوا ہے۔“
 جس نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”اس نے کہاں جانا ہے ہیڈ کوارٹر میں ہو گا۔“ جو لیا کی آواز

”چائے بند میں ملے گی جیسے بتاؤ کہ اتنی دیر سے کیوں آئے ہو۔“
 ایک لمحہ انتظار کرنا پڑا ہے۔ ”..... جو لیا نے ہونٹ جھباتے ہوئے
 کہا۔
 ”کیا بتاؤں جو لیا بس کچھ نہ پوچھو۔ قصہ ہزار داستان سے بھی طویل
 ہے کہانی اپنی۔ نجائے کتنی صدیاں گزریں۔ آسمان پر ایک ستارہ
 تھا اس کی چمک اس کی آب و تاب ایسی تھی کہ.....“ عمران نے
 باقاعدہ ماہر داستان گو کی طرح قصے کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”بس۔ بس سن لیا ہے میں نے قصہ تمہیں تو احساس تک نہیں کہ
 دوسرے کے دل پر کیا گزرتی ہے تم اتنا ہی بے رحم۔ سفاک اور تم
 دل واقع ہوئے ہو۔ بہر حال بیٹھو میں چائے بنا لاتی ہوں۔“ جو لیا نے
 بھنائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے طے کچن کی طرف
 گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل
 کرنے شروع کر دیئے۔

”صفدر بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز
 سنائی دی۔

”بونا بند کرو اور جو لیا کے فلیٹ پر آ جاؤ۔ جو لیا میرے لئے چائے
 پڑی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایک آدھا گھنٹہ چائے تمہارے لئے
 کیتلی میں سے ٹکل ہی آئے گی۔“ عمران نے کہا اور دوسری طرف
 سے کوئی بات سننے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔
 ”یہ صفدر کو بلانے کی کوئی خاص وجہ ہے۔“ کچن سے جو لیا

دی۔

”عمران صاحب آج آپ کو کیسے مس جو لیا کے فلیٹ پر آنے کی فرصت مل گئی اور آپ نے مجھے بھی یاد کر لیا۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں جو لیا کو بتانے آیا تھا کہ اگر حریف شادی کرانے کے لئے کہیں جاسکتا ہے تو پھر صفدر نے بھی یقیناً اب تک خطبہ نکاح یاد کر لیا ہوگا اور تم بھی ہاں کر سکتی ہو لیکن اب کیا کہوں۔ دانشور واقعی درست کہتے ہیں کہ وہ سیاست دان ہی نہیں جو ناں کے اور وہ خاتون ہی نہیں جو ہاں کہے۔ چنانچہ اس طرف سے مایوسی ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ ہمیں بلا کر تم سے معلوم کر لوں کہ اگر تم نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے تو چلو اسے کسی اور جگہ استعمال کر لیا جائے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا تم یہی فضول بکواس کرنے یہاں آئے ہو تانسنس۔“ جو لیا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر یہ فضول بکواس ہے تو پھر کام کی بکواس کا انتہا ہے۔ تم بتا دو۔“ عمران نے چانے کی چمکی لپیٹے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ حریف کی شادی کی بات کر رہے تھے۔ یہ کیسی بات ہے۔“ صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

”یہ مذاق نہیں ہے حریف دانش منزل میں موجود نہیں ہے وہاں

سنائی دی۔

”ہیڈ کوارٹر فون کرو تو یہی جواب ملا ہے کہ پیغام نہیں کروائیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کسی سرکاری کام میں مصروف ہوگا۔ پہلے بھی تو ایسا ہوتا رہا ہے۔“ جو لیا نے جواب دیا۔

”میرا خیال اور ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اپنا خیال اپنے پاس رکھو کچھ۔ تم نے ظاہر ہے کوئی نہ کوئی بکواس ہی کرنی ہے۔“ جو لیا نے جواب دیا۔

”وہ شادی کروانے گیا ہوا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تمہیں یہ خیال کیسے آگیا۔“ جو لیا نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس طرح ہنسنے لگا تھا کہ اس جذبہ بانی موڈ بدل گیا ہے اور یہی عمران چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ آنے والا صفدر ہوگا۔ اس نے کنڈی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی صفدر موجود تھا چونکہ اس کا فلیٹ یہاں سے نزدیک ہی تھا اس لئے وہ اتنی جلدی یہاں پہنچ گیا تھا۔ سلاخ کے بعد وہ عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے جو لیا کم سے باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا جس میں چائے کی تین پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک ایک پیالی عمران اور صفدر کے سامنے رکھی اور ایک اپنے سامنے رکھ کر اس نے ٹرے ایک طرف رکھ

اُگیاوری بیڑ..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "ڈاکٹر بونس کا ملازم ہلاک ہو گیا ہے اور ہم نے اس کے قاتلوں کا
 پتہ چلانا ہے لیکن کون ہے یہ ڈاکٹر بونس کیا کوئی کیس شروع ہو گیا
 ہے....." صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ دیر بعد پوچھنے کا خیال آیا تھا۔ میں نے دانش منزل فون کیا
 تو وہاں سے جواب ملا کہ پیغام نوٹ کر ادیں۔ اب میں کیا پیغام نوٹ
 کرانا۔ شادی کے فوراً بعد کسے پیغام سننے کی فرصت ملتی ہے۔" عمران
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران سب کچھ صحیح طریقے سے بتا دو ورنہ یہ شرے اٹھا کر
 اُچارے سر پر مار دوں گی مجھے جیف مجھے براہ راست فون نہ کر سکتا تھا
 اسے کیا ضرورت تھی جہارے ذریعے مجھے ہدایات دینے کی....." جولیا
 نے جھلپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنی بھی کیا جلدی ہر کام ترجیب سے ہونا چاہیے۔
 شرے سر میں مارنے کا وقت صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے کے بعد کا
 ہے تم اسے جیلے کرنا چاہتی ہو اور اگر تم نے ابھار دیا تو پھر اس
 بچارے کو میرے مزار پر کھڑے ہو کر خطبہ نکاح پڑھنا پڑے گا۔ جہاں
 تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس نے میرے ذریعے کیوں جہیں
 ہدایات دیں تو شاید وہ اپنی ہونے والی بیوی کی نرم و نازک آواز سننے
 سے جیلے جہاری کرخت اور سرور آواز نہ سننا چاہتا ہوگا....." عمران نے
 منہ بناتے ہوئے کہا۔ تو جولیا بے اختیار بے بسی کے انداز میں ہنس

فون کریں تو کہا جاتا ہے پیغام نوٹ کر ادیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ
 لازماً سہرا باندھ کر بارات لے کر گیا ہوگا....." عمران نے منہ بناتے
 ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ جہاری طرح فارغ نہیں ہے اسے اور سینکڑوں ضروری
 سرکاری کام ہوتے ہیں....." جولیا نے خراٹے ہوئے کہا۔

"ضروری سرکاری کام۔ ارے ادہ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔ وری
 بیڑ۔ نجمانے میری یہ یادداشت کو کیا ہو گیا ہے۔ سلیمان کی تنخواہوں کا
 حساب بھولتے بھولتے اب ضروری کام بھی بھولنے لگ گئے ہیں۔"
 عمران نے اچانک پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کون سا کام....." صفدر اور جولیا نے جو تک کر پوچھا۔
 "جیف نے مجھے فون کیا کہ میں جولیا سے کہہ کر اس کی اور صفدر کی
 ڈیوٹی لگا دوں کہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک اسے ہلاک
 میں قتل ہونے والے ڈاکٹر بونس مرحوم کے ملازم کے بارے میں
 معلومات حاصل کریں کہ اسے کس نے ہلاک کیا ہے۔ میں اس وقت
 رانا ہاؤس میں تھا جب جیف نے فون کیا۔ میں نے جولیا کو فون کیا
 لیکن جولیا نے میری بات ہی سننے سے انکار کر دیا۔ دوسری بار فون کیا تو
 حکم دے دیا کہ میں فوراً اس کے فلیٹ پہنچ جاؤں ادھر جو زف اور جونا
 دونوں اسٹاپے جانے کی تیاری میں مصروف تھے اور جو زف مجھے ہدایات
 دے رہا تھا کہ میں نے کس طرح رانا ہاؤس میں آنا ہے اور کس طرف
 رہنا ہے اس لئے مجھے دیر بھی ہو گئی اور میرے ذہن سے یہ سب کچھ ا

ہوئے جواب دیا تو صفدر اور جولیا دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

• اب کچھ کچھ آپ کی لمبی ہوئی باتوں کا سر اٹھانا چاہا ہے ڈاکٹر یونس کا کیا حد و دار بعد ہے..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

• ڈاکٹر یونس نے لبر شعاعوں کو سکینے کا کوئی فارمولہ ایجاد کیا ہے اور انکیریمیا میں سانس کا نفرنس میں اسے بے حد سراہا گیا اور وہاں سے واپسی کے ایک ہفتے بعد اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ بعد فارمولا جل کر راکھ ہو گیا اور اب معلوم ہوا کہ اس کی کوٹھی میں موجود ملازم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس وقت کوٹھی پر پولیس سیل لگی ہوئی ہے..... عمران نے جواب دیا۔

• اوہ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر یونس کی موت ڈرامہ ہے اور اس کا ملازم اس بات سے واقف تھا اس لئے اسے بھی ہلاک کر دیا گیا ہے..... صفدر نے کہا۔

• بس میں نے چائے پی لی اور اب چونکہ تم نے نگہداری کی باتیں شروع کر دی ہیں اس لئے اب مجھے اجازت باقی تم جانو اور جہادری دانش اور جہادری حقیق کی دانش منزل..... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

• ارے ارے میٹھو کہاں جا رہے ہو..... جولیا نے چونک کر کہا۔
• اب مجھے شہر بھر میں گھوم کر وہ گھر تلاش کرنا پڑے گا جہاں جہادری حقیق بارگاہ لے کر گیا ہو ہے تاکہ میں بھی دیکھوں کہ پردہ نشین حقیق نے پردہ نشین دوہن تلاش کی ہے یا بے پردہ خدا حافظ..... عمران

پڑی۔

• تم سے خدا کچھ۔ تم سے سنجیدہ رہنے کی توقع بھی حماقت ہے..... جولیا نے زچہ ہونے کے سے انداز میں کہا۔

• عمران صاحب جوزف اور جوانا اسٹالہ کیوں جا رہے ہیں۔ اچانک صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

• وہاں ایک کلب ہے اسٹون کلب۔ اس کے مالک کا نام سامن ہے۔ اور سامن صاحب جوانا کے بھی دوست رہے ہیں اور میرے بھی انہیں اچانک کئی سالوں بعد پاکیشیا سے ایسی ہمدردی پیدا ہو گئی کہ اس نے جوانا کو رانا ہاؤس میں فون کر کے کہا کہ عمران تک پیغام پہنچا دیا جائے کہ وہاں کی زیر زمین دنیا کے کچھ افراد پاکیشیا کے ڈاکٹر یونس کو اغوا کرنے کا پلان بنا رہے ہیں اور ڈاکٹر یونس کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن کے اے بلاک کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں ہے۔ جب یہ پیغام مجھے ملا تو میں نے ڈاکٹر یونس کے بارے میں معلومات کرائیں تب یہ چلا کہ ڈاکٹر یونس تو ایک ماہ پہلے ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس پر میں نے سامن کو فون کیا تاکہ ان زیر زمین دنیا کے افراد کے بارے میں کچھ ہو تو یہ چل سکے۔ جو ڈاکٹر یونس کے ہلاک ہو جانے میرا مطلب ہے زیر زمین چلے جانے کے بعد اس کے اغوا کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ لیکن اس نے آئیں باتیں شائیں کر کے ٹال دیا جس پر میں نے آئیں اور باتیں کو تو اسٹالہ بھیج دیا اور خود شائیں کر کے سیدھا جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا..... عمران نے مسکراتے

نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ فلیٹ سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑی جلی جاتی تھی۔

سیاہ رنگ کی کار کافرستان کے دارالحکومت میں واقع فانیو سٹار ہوٹل کی پارکنگ میں جا کر رکی اور کار میں سوارکنگ اور سٹارک دونوں عقی سیٹ سے نیچے اتر آئے۔ سٹارک کے ہاتھ میں ایک کافی بڑا ہماریف کیس تھا۔

تم انتظار کرو گے یہاں..... کنگ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہونے کو جو ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

نہیں سر..... نوجوان نے موڈ ہائے لہجے میں جواب دیا اور کنگ سر ہلاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ان دونوں کے جسموں پر تھری بیس سوٹ تھے اور کنگ گینڈے جیسی پھیلی ہوئی جسامت اور لمبے قد کی وجہ سے دیکھنے میں ہی شہ دور نظر آتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی وہ مین گیٹ میں داخل ہو کر ہوٹل کے ہال میں داخل ہوئے ہوٹل میں موجود بیشتر مرد اور عورتوں کی نظریں کنگ پر جم سی گئیں

تھیں کہ وہ اس کے دھکے ہوئے گالوں سے بھی کافی باہر نکل جاتی محسوس ہوتی تھیں وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے کنگ اور سٹارک کو دیکھ رہا تھا۔

”مسٹر رائے جسونت..... کنگ نے نرم لہجے میں کہا۔

”ہاں مگر آپ کون صاحب ہیں۔ میں تو آپ سے واقف نہیں ہوں..... رائے جسونت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ بولتے وقت اس کی مونچھیں اس انداز میں ہلتی تھیں کہ جیسے کوئی بچہ دونوں مونچھیں اٹھا کر ہوا میں مار رہا ہو۔

”ہمیں وزارت سائنس کے اسسٹنٹ سیکرٹری کپور نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میرا نام کنگ ہے اور یہ میرا ساتھی ہے سٹارک۔“ کنگ نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔

”اوه اچھا آئیے اندر آجیئے“..... رائے جسونت نے ایک طرف پٹتے ہوئے کہا اور کنگ اور سٹارک اندر داخل ہوئے۔ رائے جسونت نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ انہیں اس سوٹ کے علیحدہ کمرے میں لے گیا جیسے سنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے“..... رائے جسونت نے فون کا وسیلہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”وہسکی“..... کنگ نے جواب دیا تو رائے جسونت نے روم افسروں والوں کو وہسکی بھیجنے کا آرڈر دے دیا۔

”ہاں اب فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... رائے

جب کہ سٹارک بھی خامسے ورزشی جسم کا مالک تھا لیکن کنگ کے مقابل وہ بچہ ہی نظر آ رہا تھا۔ کنگ ہال میں داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر موجود تین الزامادارن لڑکیوں کی نظریں بھی کنگ پر ہی جمی ہوئی تھیں اور ان کی نظروں میں پسندیدگی اور تحسین کے تاثرات دور سے ہی نمایاں نظر آ رہے تھے۔

”روم نمبر سات آٹھویں منزل میں ہمارے دوست رائے جسونت ٹھہرے ہوئے ہیں کیا وہ اس وقت اپنے کمرے میں ہیں“..... کنگ نے بڑے نرم لہجے میں ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس سر وہ ابھی ٹھوڑی دیر پہلے ہی چابی لے کر گئے ہیں میں انہیں آپ کی آمد کی اطلاع کر دوں سر“..... لڑکی نے کہا۔

”نہیں ہم انہیں سر براؤنڈنا چاہتے ہیں۔ تحینک یو“..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مرکز وہ ایک سائیڈ میں موجود دفعت کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ آٹھویں منزل کی راہداری سے گزر کر کمرہ نمبر سات کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ یہ کمرہ راہداری کے آخری حصہ میں تھا۔ راہداری میں اس وقت اکا دکا لوگ آ جا رہے تھے۔ ان میں زیادہ تعداد کنگ اور سٹارک کی طرح غیر ملکیوں کی ہی تھی۔ کمرہ نمبر سات کا دروازہ بند تھا۔ کنگ نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر آہستہ سے دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک لمبے قد لیکن دھلے پٹے جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر پورا لباس تھا اس کا چہرہ تو سکڑا ہوا تھا لیکن اس کی سیاہ مونچھیں اس قدر لمبی اور اکڑی ہوئی

جنون نے رسبور رکھ کر کنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔ سٹارک چونکہ شروع سے ہی خاموش تھا۔ اس لئے رائے جنون بھی اس سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

سٹارک بریف کیس کھولو..... کنگ نے سٹارک سے کہا تو سٹارک نے سائیڈ پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھا ہی تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر اس نے ہاتھ ہٹائے اور رائے جنون اٹھ کر باہر چلا گیا۔

باس یہ آدمی مجھے سیوفا نظر نہیں آتا..... رائے جنون کے باہر جاتے ہی سٹارک نے آہستہ سے کنگ سے کہا۔

سیوفا کرتا ہی پڑے گا..... کنگ نے جواب دیا اور سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ایک دیڑھ اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں ایک بوتل وٹسکی اور تین گلاس اور ساتھ ہی برف کی ٹرے رکھی ہوئی تھی اس نے بوتل اور دوسرا سامان میز پر رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد رائے جنون واپس آیا اس نے کرسی پر بیٹھ کر تین جام تیار کئے اور بوتل اور ٹرے اٹھا کر دوسری چٹائی پر رکھی اور پھر ایک ایک جام اس نے کنگ اور سٹارک کے سامنے رکھا اور ایک لپٹے سامنے رکھ لیا۔

آپ کے بریف کیس میں کیا ہے جو آپ مجھے دکھانا چاہتے ہیں..... رائے جنون نے بڑے بے نیازانہ انداز میں جام اٹھا کر اس سے شراب کا گھونٹ لیٹھ ہوئے کہا۔

یہ جام ختم کر لیں پھر بتاتے ہیں..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور شراب کا جام اٹھا کر اس نے منہ سے لگایا اور اس وقت اسے واپس رکھا جب جام میں موجود شراب کا آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا۔ سٹارک نے البتہ تین پلار بڑے بڑے گھونٹ لے کر جام ختم کیا جب کہ رائے جنون بڑے نفاست بھرے انداز میں چپکیاں لے لے کر شراب پینے میں مصروف تھا۔

اب کھولو بریف کیس..... کنگ نے سٹارک سے کہا اور سٹارک نے بریف کیس کھولا تو بڑا سا بریف کیس غیر ملکی کرنسی سے بھرا ہوا تھا۔ رائے جنون کی آنکھوں میں اتنی بھاری رقم دیکھ کر چمک سی آگئی۔

بس اب بند کر دو..... کنگ نے کسی شہیدہ بازی طرح کہا جو شاگرد کو ہدایات دیتا ہے اور سٹارک نے بریف کیس بند کیا اور اسے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔

رائے جنون صاحب یہ بریف کیس آپ کی ملکیت ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ مجھے چند معلومات مہیا کر دیں..... کنگ نے کہا۔

کیسی معلومات..... رائے جنون نے چونک کر پوچھا۔

پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر بولس کے بارے میں معلومات۔

کنگ نے جواب دیا تو رائے جنون بے اختیار اچھل پڑا اس کے جہرے پر اچھائی حیرت کے تاثرات ابھرائے لیکن چند ہی لمحوں بعد اس نے لپٹے آپ کو کنٹرول کر لیا۔

”کون ڈاکٹر نوٹس۔ میرا کسی سائنس دان سے اور وہ بھی پاکیشیائی سائنس دان سے کیا تعلق..... رائے جو نت نے ہونٹ چھینچتے ہوئے کہا۔

”دیکھیں مسٹر رائے جو نت جب کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا ہے کہ وزارت سائنس کے اسسٹنٹ سیکرٹری کپور نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے آپ کو ساری بات سمجھ جانی چاہئے کہ آپ کا ڈاکٹر نوٹس سے کیا تعلق ہے اور کیا نہیں ہمیں صرف معلومات چاہئیں اور ہم بریف کیں ہمیں جو ذکر خاموشی سے چلے جائیں گے اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ ہماری آپ سے ملاقات بھی ہوئی ہے یا نہیں..... کنگ نے کہا۔

”لیکن جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو پھر کیا بتا سکتا ہوں۔“
رائے جو نت نے کہا۔

”یہ بات ہمیں معلوم ہو چکی ہے کہ حکومت کافرستان کی طرف سے ڈاکٹر نوٹس کے ساتھ تمام بات چیت آپ کے ذریعے مکمل ہوئی ہے اور آپ نے ہی اسے ہانر کیا ہے اور آپ نے ہی اسے رقم ادا کی ہے اور آپ نے ہی پاکیشیا میں اس کی موت کا سارا ڈرامہ کھیلا ہے۔ آپ پاکیشیا میں کافرستان کے اہتائی خصوصی ایجنٹ ہیں ویسے بظاہر آپ پاکیشیا میں کافرستانی سفارت خانے میں ثقافتی اتاشی ہیں..... کنگ نے کہا۔

”یہ ساری باتیں آپ کو کپور نے بتائی ہیں..... رائے جو نت

نے حیرت پھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں کپور نے تو صرف ہمیں یہ بتایا ہے کہ آپ اس ہوٹل کے کمرے میں رائے جو نت کے نام سے ٹھہرے ہوئے ہیں اور بس۔ باقی ساری باتیں ہم نے مختلف ذرائع سے معلوم کی ہیں جن کی تفصیل بتانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے..... کنگ نے جواب دیا۔

”آپ کو جس نے بھی یہ کچھ بتایا ہے قطعی غلط بتایا ہے۔ میں تو ایک عام سا کاروباری آدمی ہوں۔ یہ درست ہے کہ بزنس کے سلسلے میں میرا پاکیشیا اور دوسرے ملکوں میں آنا جانا رہتا ہے لیکن نہ ہی میں ایجنٹ ہوں اور نہ کسی ڈاکٹر نوٹس کو جانتا ہوں..... رائے جو نت نے کہا اس کے لہجے میں اس وقت سختی کا عنصر نمایاں تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ یہ رقم حاصل نہیں کرنا چاہتے یہ دیکھ لیں کہ ہم ہر حال کسی نہ کسی ذریعے سے معلومات حاصل کر لیں گے..... کنگ نے بھی سر لہجے میں کہا۔

”میں کیا کر سکتا ہوں مسٹر کنگ۔ جب میں کچھ جانتا ہی نہیں در نہ مجھ جیسا کاروباری آدمی اس قدر تکثیر رقم کیسے ہاتھ سے جانے دے سکتا ہے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے اپنا تپہ دے جائیں میں اپنے طور پر کوشش کرتا ہوں میرے کچھ دوست وزارت سائنس میں موجود ہیں۔ اگر مجھے کچھ معلوم ہو گیا تو آپ کو اطلاع کر دوں گا۔“
رائے جو نت نے کہا اور کنگ سمجھ گیا کہ رائے جو نت واقعی ڈھین

لور ہوشیار ایجنٹ ہے۔ وہ اس طرح ان کے بارے میں معلومات

کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھنے ہی
راستے جسوت بھی کھڑا ہو گیا اور سٹارک بھی۔ سٹارک نے بریف
کس بھی اٹھایا تھا۔

”میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکا یقین
کیجئے مجھے خود اتنی بھاری رقم کے ہاتھ سے اس طرح جانے پر دلی افسوس
ہو رہا ہے۔“ رائے جسوت نے کہا۔

”بس اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ بعض افراد خود ہی ہاتھ آئی دولت
سے منہ موڑ لیتے ہیں۔“ کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور
دروازے کی طرف بڑھا۔ رائے جسوت اسے راستہ دینے کے لئے
ایک طرف ہٹا ہی تھا کہ کنگ کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور
ہوائے جسوت چخ باد کر کے قدم دور جا گرا۔ اس کے منہ پر کنگ کا
چھائی دور دار قہقہہ پڑا تھا۔ نیچے گر کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے
لگی کوشش کی لیکن اسی لمحے سٹارک کی لات حرکت میں آئی اور اٹھتا
ہوا رائے جسوت ایک بار پھر چخ باد کر نیچے گر اور ساکت ہو گیا۔ وہ
بچے ہوش ہو چکا تھا۔

”رسی ڈسٹنڈ کر لے آؤ۔“ کنگ نے کہا اور سٹارک بریف
گس وہیں رکھ کر تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر چلا گیا جب کہ کنگ
بٹے جھک کر قالین پر پڑے ہوئے رائے جسوت کو بازو سے پکڑ کر
ایک جھٹکے سے اٹھایا اور ایک صوفے پر بچھینک دیا اور پھر جھک کر اس
کے لباس کی نگاشی یعنی شروخ کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے اس کی

حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ حکومت کو اطلاع دے سکے۔

”نہیں یہاں سے جانے کے بعد ہمارا اور آپ کا رابطہ ہمیشہ کے لئے
ختم ہو جائے گا۔ آپ نے اگر کچھ بتانا ہے تو ابھی بتا دیں اگر نہیں بتا
سکتے تو پھر ہمارا آپ سے کوئی رابطہ نہ ہو سکے گا۔“ کنگ نے جواب
دیا۔

”آپ کا تعلق کس ملک سے ہے۔“ رائے جسوت نے کہا۔

”ایکری میا سے۔“ کنگ نے جواب دیا۔

”ایکری میا تو سپر پاور ہے جناب اسے کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ وہ
اتنی بھاری رقم دے کر معلومات خریدتی پھرے۔“ رائے جسوت
نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”ہمارا حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم ایک پرائیویٹ گروپ
سے متعلق ہیں اور ہمارا گروپ معلومات فروخت کرتا ہے اسے کسی
پارٹی نے ڈاکٹریونس کے بارے میں معلومات کے لئے بک کیا ہوگا
اس نے ہمیں یہاں بھجوا دیا کیونکہ پاکستانی یہ معلومات ہمارے
آدمیوں کو مل چکی ہیں کہ ڈاکٹریونس کی موت کا پاکستانی میں صرف
ڈرامہ کھیلا گیا ہے اور ڈاکٹریونس کا فرسٹاں میں ہے۔“ کنگ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوگا بہر حال مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر
سکا۔“ رائے جسوت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”او کے شراب کے اس جام کا بے حد شکریہ اب ہمیں اجازت۔“

لئے کہیں گیا ہوا ہے۔..... کنگ نے سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا اور سٹارک سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ کنگ نے دروازہ بند کر دیا اور پھر مڑ کر اس نے ایک کرسی اٹھائی اور اسے اس کرسی کے سامنے رکھ کر جس پر بے ہوش رائے جسوت بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ اطمینان سے بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے اس نے رائے جسوت کے چہرے پر کیے بعد دیگرے زور دار تھپوں کی جیسے بارش سی کر دی۔ جو تھے یا پانچویں تھپو پر رائے جسوت جھٹکا ہوا ہوش میں آگیا تو کنگ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی دھار کا لمبا سا خنجر نکال لیا جس کی دھار دونوں اطراف میں تھی اور اس کی چمک بتا رہی تھی کہ خنجر اٹھانی تیز ہے۔

تم نے دولت کو ٹھکر کر غلطی کی ہے رائے جسوت جہار اخیال تھا کہ ہمارے جانے کے بعد تم ہماری نگرانی کر آؤ گے اور پھر ہمیں ختم کر کر رقم حاصل کر لو گے لیکن تم احمق آدمی ہو۔ ہم بات کھل جانے کے بعد بھلا کیسے واپس جاسکتے تھے اس لئے اب تمہیں ہر صورت میں یہ معلومات لگنی ہوں گی۔..... کنگ نے خراستے ہوئے کہا وہ ساتھ ساتھ خنجر کی دھار اٹھائی بھی پھر تاجا رہا تھا۔

مجھے واقعی کچھ معلوم نہیں ہے تم یقین کرو۔..... رائے جسوت نے کہا تو کنگ کا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے کمرہ رائے جسوت کی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ کنگ نے بڑے باہر انداز میں خنجر کی نوک سے رائے جسوت کی دائیں آنکھ کا ڈھیلا

جیوں سے ایک جدید ساخت کا لانگ ریج ٹرانسمیٹر اور ایک مضیق پمپ نکال کر علیحدہ میز پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سٹارک کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سی کا ہینڈل موجود تھا۔

باس اس سوٹ میں ایک کمرہ ساؤنڈ پروف بھی ہے۔ سٹارک نے کہا تو کنگ چونک پڑا۔

ساؤنڈ پروف کمرہ کیا مطلب یہاں اس کی کیا ضرورت ہے۔ کنگ نے حیران ہو کر کہا۔

بیڈ روم اور ڈرائینگ روم کے درمیان ہے۔ شاید گیسٹ روم کے طور پر استعمال ہوتا ہوگا۔ سٹارک نے کہا۔

ٹھیک ہے تو پھر اسے اٹھا کر وہاں لے چلو۔ کنگ نے کہا اور سٹارک نے آگے بڑھ کر صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے رائے جسوت کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا جب کہ کنگ نے بریف کیس اٹھایا اور پھر وہ واقعی ایک کشادہ ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچ گئے۔ سٹارک نے رائے جسوت کو ایک کرسی پر بیٹھا دیا۔ کنگ نے بریف کیس ایک طرف رکھا اور پھر اس نے سٹارک سے مل کر رسی کی مدد سے رائے جسوت کو کرسی پر باندھ دیا۔

اب تم باہر جا کر اطمینان سے بیٹھو میں دروازہ بند کر کے اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ اگر کوئی ملنے آئے یا فون کرے تو کہہ دینا کہ تم رائے جسوت کے دوست ہو اور وہ تمہیں یہاں چھوڑ کر دو تین روز کے

بار پھر چرخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس کی اکوتی بچ جانے والی آنکھ کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھی۔

”زیادہ چھنے کی ضرورت نہیں ہے رائے جسوت۔ تم نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہو گا کہ ہم اس وقت جہارے سوٹ کے سائنڈ پروف کمرے میں ہیں اس لئے جہاری یہ چھنیں باہر نہیں جاسکتیں اور نہ ہی مجھ پر ان کا کوئی اثر ہو سکتا ہے۔“ کنگ نے اہتائی سر دلچے میں کہا۔

”تم۔ تم نے مجھے کانا کر دیا۔ تم نے یہ کیا ظلم کیا ہے میری آنکھ نکال دی۔“ رائے جسوت کی حالت خاصی مشت ہو رہی تھی۔

”اب اگر تم نے نہیں میں جو امید یا تو پھر ہمیشہ کے لئے اندھے بھی ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد جہارے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹا جائے گا اور پھر جہارے کٹے پھٹے جسم کو ہم شہر کے کسی فٹ پاتھ پر پھینک دیں گے مگر تم دیکھنا کہ حکومت کا فرستان جہارے لئے کیا کرتی ہے۔“

اب بھی موقع ہے اپنے آپ کو اندھا ہونے سے بھی بچاؤ اور ساری عمر کے لئے اپنا بچہ ہونے سے بھی۔ اب بھی یہ بریف کیس جہارہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم درست معلومات مہیا کر دو۔“ کنگ نے دوبارہ خنجر پاتھ میں لپیٹے ہوئے اہتائی سر اور سفاک دلچے میں کہا۔

”کیا۔ کیا واقعی تم مجھے قتل نہیں کرو گے۔“ رائے جسوت نے کہا۔

”ہم دونوں میک اپ میں ہیں، سبھاں سے جانے کے بعد ہم میک اپ تبدیل کر لیں گے اس کے ساتھ ہی ہم واپس ایکریما چلے جائیں

کاٹ دیا تھا اور بندھا ہوا رائے جسوت جھٹکا ہوا اس طرح دائیں بائیں سر مارنے لگا جیسے اس کی گردن میں کوئی مشین فٹ ہو گئی ہو اور پھر اس کی گردن ایک طرف دھلک گئی۔ وہ تکلیف کی بے پناہ شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کی زخمی آنکھ سے خون نکل کر نیچے بہہ رہا تھا اور چہرہ آنکھ زخمی ہونے اور خون بہنے اور اس کے سر مارنے کی وجہ سے خون کے چھیننے اس کے پورے چہرے پر پھیل جانے کی وجہ سے رائے جسوت کا چہرہ اہتائی خوفناک دکھائی دے رہا تھا۔ کنگ نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں خنجر کی نوک پر لگا ہوا خون رائے جسوت کے لباس سے صاف کیا اور خنجر کو سائنڈ پروف پر پڑی ہوئی چابی پر رکھ کر وہ اٹھا اور کمرے کے ایک کونے میں رکھے ہوئے ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریفریجریٹر کھولا تو اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ ریفریجریٹر میں پانی کی کئی بوتلیں موجود تھیں اس نے ساری بوتلیں اٹھائیں اور انہیں لاکر سائنڈ پروف پر موجود میز پر رکھا۔ ریفریجریٹر کا دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بوتل کھولی اور ٹھنڈا پانی اس نے بے ہوش رائے جسوت کے سر پر اس طرح ڈالتا شروع کر دیا کہ پانی اس کی زخمی آنکھ پر بہتا ہوا نیچے بہتا چلا گیا۔ اس طرح چند ہی لمحوں بعد اس کا خون ٹنگا بند ہو گیا۔ پھر کنگ نے رائے جسوت کے ایک پاتھ سے جڑے پھینچے اور پانی اس کے حلق میں اندھا لٹا شروع کر دیا۔ جب چند گھنٹوں اس کے حلق میں اتر گئے تو کنگ نے باقی ماندہ پانی اس کے چہرے پر ڈال دیا اور رائے جسوت ایک

فاصلے پر ایک قدیم مندر ہے جسے کیلان مندر کہا جاتا ہے اس مندر کے قریب یہ لیبارٹری زرد زمین بنائی گئی ہے۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہاں کس قسم کے حفاظتی اقدامات ہیں۔۔۔۔۔ کنگ نے پوچھا۔“
”اس پورے علاقے کے گرد اپ لینڈ فوج کا پہرہ ہے اور خصوصی کارڈ ہولڈر کو ہی آگے جانے دیا جاتا ہے ورنہ کسی کو نہیں جانے دیا جاتا۔ اسی طرح بلند چوکیوں پر باقاعدہ فوجی چیک پوسٹس بنائی گئی ہیں۔ میں شروع میں ڈاکٹر یونس کے ساتھ وہاں گیا تھا پھر نہیں گیا۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے جواب دیا۔

”ہاں کوئی فون کا سلسلہ تو ہوگا۔۔۔۔۔ کنگ نے پوچھا۔“
”مجھے نہیں معلوم ہو سکتا ہے نہ ہو۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے جواب دیا۔

”ڈاکٹر یونس سے رابطہ کس طرح ہو سکتا ہے کوئی مپ۔۔۔۔۔ کنگ نے پوچھا۔“
”مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے کہا تو کنگ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے اس سے زیادہ تم بتا بھی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ کنگ نے کہا اور دوسرے اس نے تھک کر تپائی سے خیر اٹھایا اور جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح خیر دستے تک رائے جسونت کے سینے میں اترتا چلا گیا۔
دوئے جسونت نے جھپٹنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کے منہ سے جھجکی

جسے اس لئے ہمیں تم سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے کہ ہم جہیں لازماً ہلاک کر کے ہی یہاں سے جائیں۔۔۔۔۔ کنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ تم اس حد تک اتر آؤ گے۔ بہر حال اب مجبوری ہے میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے حلف دو کہ تم مجھے رقم بھی دو گے اور مجھے ہلاک بھی نہ کرو گے میں تمہیں سب کچھ بچا کر بتا دوں گا۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے کہا تو کنگ نے فوراً ہی اسے حلف دے دیا۔

”تو سنو ڈاکٹر یونس اپ لینڈ میں ہے۔ حکومت کا فرسٹاں وہاں ایک خفیہ لیبارٹری بنا رہی ہے اور ڈاکٹر یونس اس لیبارٹری کا انچارج ہے۔ ان دنوں وہاں مشینری کی تنصیب کا کام ہو رہا ہے اور یہ کام بھی ڈاکٹر یونس کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے کہا۔
”تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ ڈاکٹر یونس اپ لینڈ میں کہاں ٹھہرا ہوا ہے مجھے لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔۔۔۔ کنگ نے کہا۔“
”ڈاکٹر یونس مستقل طور پر لیبارٹری میں ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔ رائے جسونت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ لیبارٹری کہاں ہے۔۔۔۔۔ کنگ نے پوچھا۔“
”اپ لینڈ کے دارالحکومت سے شمال کی طرف تقریباً چار سو کلومیٹر دور ایک پہاڑی سلسلہ ہے جسے کلنگ پہاڑی سلسلہ کہا جاتا ہے۔ اس کلنگ پہاڑی سلسلے کے اندر ایک گاؤں ہے پر حیم پور۔ اس گاؤں سے مغرب کی طرف ایک پہاڑی سڑک جاتی ہے۔ تقریباً بیس کلومیٹر کے

بھانے ہلکی سی سسکاری نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ کنگ نے خنجر ٹھیک اس کے دل میں اندر دیا تھا۔ رائے جو منہ کے ہلاک ہوتے ہی اس نے خنجر واپس کھینچا اسے اچھی طرح رائے جو منہ کے لباس سے صاف کیا اور پھر اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جو انا اور جوزف اسٹون کلب کے مین ہال میں داخل ہوئے تو وہاں اس قدر شور اور ہنگامہ تھا کہ کان چڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ ہال نشیات، اجہائی سستی شراب کی تیز بخور اجہائی ناگوار سے بھرا ہوا تھا۔ ہال میں عورتوں کی تعداد بھی کافی تھی لیکن یہ عورتیں مردوں کے بھی زیادہ بے باک نظر آرہی تھیں۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک بھاری جسم کا آدمی کھڑا تھا جس کے جسم پر گہرے سرخ رنگ کی پاف آستین بنیان تھی جس پر ایک عورت کی نیم عریاں تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس آدمی کے دونوں کانوں میں بڑے بڑے ہالے لٹک رہے تھے اس کا چہرہ زخموں کے نشانات سے بھرا ہوا تھا وہ اجہائی برقی رفتار سے سروں میں مصروف تھا اور ساتھ ساتھ اس کے منہ سے مغلظات کی بوچھاڑیں نکل رہی تھیں۔

”یہ ہے تمہارے دوست کا کلب“..... جوزف نے اجہائی نفرت

جھٹکا ہوا ہوا میں اڑتا کی فٹ دور ایک دھماکے سے جاگرا جواتا نے ہاتھ مار کر اسے ایک طرف اچھال دیا تھا اور دوسری پنج اس کاؤنٹر میں کے منہ سے برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی کاؤنٹر کے اوپر سے اٹھتا ہوا اس اٹھتے ہوئے ویز کے اوپر ایک دھماکے سے جاگرا۔

"میں تم سے شرافت سے بات کر رہا ہوں اور تم مجھ پر غرار ہے ہو مجھ کی اولاد..... جواتا نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا تو ہال میں موجود انتہائی شور و خفا ملکیت خاموشی میں بدل گیا اور وہاں موجود سب لوگ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں اس صدی کا عجوبہ دیکھنے کو مل رہا ہو۔ کاؤنٹر میں نیچے گرتے ہی قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم تم خیر مجھے مجھ کی اولاد کہا۔ مجھے نا کوری کو۔ میں جہار اخون پی جاؤں گا..... کاؤنٹر میں نے اٹھ کر حلق کے بل چٹختے ہوئے کہا تو جواتا بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھوں کا کام ہی خون پینا ہے مسٹر نا کوری..... جواتا نے انتہائی طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو نا کوری نے ملکیت جواتا پر جھلانگ لگادی۔ اس کا انداز بے حد ماہر اند تھا۔ وہ ہوا میں ہی قلابازی کھا گیا۔ اس نے شاید جواتا کی گردن میں دونوں پیر ڈال کر اسے گھما کر نیچے گراٹنے کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا لیکن جیسے ہی اس کی دونوں ٹانگیں ہوا میں بڑھتے ہوئے نیروں کی طرح جواتا کی طرف بڑھیں تو جواتا کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور دوسرے لہجے نا کوری کا

بھرے لہجے میں کہا۔

"لعنت تجھو دوستی پر۔ اس نے تو مجھے بتایا تھا کہ اس نے جرائم سے توبہ کر لی ہے لیکن اس کلب کا حال بتا رہا ہے کہ وہ تو انتہائی گھٹیا درجے کے جرائم میں مبتلا ہے..... جواتا نے بھی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر باتیں کرتے ہوئے وہ کاؤنٹر تک پہنچ گئے لیکن اس پہلوان ناکاؤنٹر میں نے ان کی طرف توجہ نہ کی وہ مسلسل منقذات پکڑنے اور غنڈے مناویروں کو شراب کی بوتلیں اور ایسی ہی دوسری چیزیں دینے میں مصروف رہا۔

"اے مسٹر..... جواتا نے تیز لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا ہے۔ کون ہو تم۔ جاؤ اور ہال میں بیٹھو جہاں میرے سر کیوں چڑھے آرہے ہو..... اس پہلوان ناکاؤنٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سامن کہاں ہے..... جواتا نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل اجہا میں ہی کسی جھگڑے میں نہ پڑنا چاہتا تھا اور ویسے بھی عمران کے ساتھ اتنی مدت گزرنے کے بعد اب اس میں وہ پہلے جیسی گرم دماغی بھی نہ رہی تھی۔ وہ اب اپنے آپ پر کنٹرول کر لینے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔

"میری جیب میں ہو گا۔ جاؤ جا کر ہال میں بیٹھو..... اس کاؤنٹر میں نے پہلے سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیا تو جواتا کا بازو حرکت میں آیا اور پھر ایک غنڈہ مناویروں کاؤنٹر میں سے شراب وصول کر رہا تھا

اور پھر تیزی سے عقب میں مڑ کر غائب ہو گیا۔

”آؤ جوزف“..... جو انا نے کہا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر گیلری میں پہنچے وہاں ایک دروازہ تھا جس کے باہر سائمن کا نام لکھا ہوا تھا۔ سائمن دروازے پر ہی کھڑا تھا۔

”آؤ آؤ یہ ٹاکوری احمق تھا اسے معلوم ہی نہ تھا کہ وہ کس سے ٹکرا گیا ہے اس میں اس کا قصور بھی نہیں تھا۔ وہ یہاں اسٹالپہ میں اپنے مقابلے کا کسی کو بھگتا ہی نہ تھا“..... سائمن نے ایک طرف ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے خواہ مخواہ اسے ہلاک کرنے کا حکم دے دیا کیا ضرورت تھی اس کی“..... جو انا نے اندر داخل ہوتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”یہاں ایسا ہی چلتا ہے۔ بیٹھو۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہے تمہاری بی قبیل کا لکٹا ہے“..... سائمن نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہاں یہ جوزف ہے پرنس آف افریقہ اور جوزف یہ سائمن ہے“..... جو انا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کلب مجھے قطعی پسند نہیں آیا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جو انا کے دوست کا کلب اس قدر گھنیا بھی ہو سکتا ہے“..... جوزف نے منہ ہلاتے ہوئے کہا تو سائمن کے چہرے پر ہلکتے شعلے سے ناچ اٹھے لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک لمبا سانس لے کر اپنے آپ کو تار مل کر لیا۔

بھاری جسم فضا میں گھما اور پھر ہوا میں اڑتا ہوا امین ہال کے درمیان ایک میز پر خوشنکاح دھماکے سے جا گرا۔ ٹاکوری کے حلق سے ایک کر بتاک سی چیخ نکلی اور وہ میز سے ٹکر آ کر قلابازی کھا کر نیچے فرش پر گرا اور پھر چند لمحوں پہنچنے کے بعد اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ چونکہ اس کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا اس میز کی طرف بڑھا تھا اس لئے نہ صرف اس میز بلکہ اس کے قریب والی میز کے گرد بیٹھے ہوئے افراد بھی تیزی سے اٹھ کر ایک طرف کو ہٹ گئے تھے۔

”اب کون بٹسنے لگا کہ سائمن کہاں بیٹھتا ہے“..... جو انا نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے اوپر گیلری میں ایک آدمی نظر آیا۔ وہ حیرت سے ہال کی حالت زار کو دیکھ رہا تھا پھر اس کی نظریں جیسے ہی کاؤنٹر کے قریب کھڑے جو انا پر پڑیں وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”جو انا تم اور یہاں۔ یہ ٹاکوری کا حشر تم نے کیا ہے“..... اس آدمی نے چیخے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جو انا سمیت سب کی نظریں اس طرف کو اٹھ گئیں۔

”یہ تم کب سے پردہ نشین ہو گئے ہو سائمن میں نے تو اس ٹاکوری سے یہی پوچھا تھا کہ سائمن کہاں ہے جس پر اس نے بکواس شروع کر دی“..... جو انا نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

”آؤ اوپر آ جاؤ۔ ادھر دائیں ہاتھ پر سیڑھیاں ہیں۔ ٹوٹی، مار گرا اس ٹاکوری کو گولی مار کر اس کی لاش کلب سے باہر پھینک دو اور تم دونوں کاؤنٹر منیجھال لو“..... سائمن نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا۔

"جب تک ہم جہارے کلب میں نہیں آئے تھے تب تک ہمارا خیال تھا کہ تم واقعی انہیں نہیں جانتے ہو گے لیکن اب جہارے کلب میں آنے کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ اسالیب کے تمام تحفظات اس غلطی سے تو جہارے کلب میں بھرے ہوئے ہیں اس لئے جہادری یہ بات سراسر غلط ہے کہ تم انہیں نہیں جانتے بلکہ اب میرا خیال اور ہے اور وہ یہ کہ زیر زمین دنیا اور غنڈوں والی بات ہی سرے سے غلط ہے۔ تم نے کسی خاص مقصد کے تحت یہ پیغام مجھے تک پہنچایا ہے اس لئے شرافت سے وہ مقصد بتا دو بلکہ صحت کچھ کھول کر بتا دو ورنہ دوسری صورت میں جہارے کلب میں داخل ہوتے وقت بھی میں نے یہاں کا باؤل دیکھ کر جہادری دوستی پر لعنت بھیج دی تھی اور تم جانتے ہو کہ جب دوستی نہ رہی تو پھر کیا نتیجہ نکلے گا"..... جو اتانے بڑے ٹھنڈے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جو اتانے تم سے کوئی ٹھگڑا نہیں کرنا چاہتا اور نہ میں اپنے فہم کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ تم سے کوئی ٹھگڑا کروں کیونکہ میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں اگر میں تمہیں نہ جانتا ہوتا تو شاید میری ٹھکی ہوئی دراز میں موجود دیوہ اور اٹھا کر تم پر فائر کرنے کی کوشش کر لیتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ جب تک میرا ہاتھ اونچا ہوگا جہادری جلالی ہوئی گولی میرے دل کے اندر راستہ بناتی ہوگی۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں لیکن میری صرف ایک شرط ہوگی"..... سامن نے آگے بڑھ کر طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کیا بیٹا پسند کرو گے"..... سامن نے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے جو اتانے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کچھ نہیں جو کچھ یہاں ملتا ہے وہ ہم نے بیٹا ختم کر دیا ہے"۔ جو اتانے نے کہا۔

"کیسے آتا ہوا کیلہاں کسی سے کوئی کام تھا"..... سامن نے کہا۔

"ہاں تم سے کام تھا۔ تم نے جو پیغام میرے ذریعے ماسٹر تک پہنچایا تھا وہ پیغام پہنچ گیا اور پھر ماسٹر نے تم سے فون پر بات کی تو تم نے معاملات کو ٹال دیا اس لئے مجبوراً مجھے اور جوزف کو اسٹا طویل سفر کر کے یہاں آنا پڑا ہے اور اب تک تم اس لئے زندہ بیٹھے ہوئے ہو کہ میں نے تمہیں کسی زمانے میں دوست کہہ دیا تھا ورنہ ماسٹر کو ٹالنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے"..... جو اتانے کا لہجہ سخت تلخ ہو گیا۔

"ماسٹر سے جہادری مطلب عمران ہے"..... سامن نے ہوشیار چبائے ہوئے کہا۔

"ہاں اور کون ہو سکتا ہے"..... جو اتانے جواب دیا۔

"میں نے جہارے ماسٹر کو نہیں ٹالا۔ جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا۔ مجھ سے دراصل بنیادی طور پر غلطی ہو گئی ہے کہ میں نے خواہ مخواہ ہمدردی اور دوستی کے چکر میں پرانے بھڑے میں ٹانگ اڑائی ہے۔ کچھ غنڈے بیٹھے باتیں کر رہے تھے وہ میں نے تم تک پہنچا دیں۔ وہ کون تھے۔ ان کا تعلق کس سے تھا اب مجھے اس بارے میں کیا معلوم"..... سامن نے جواب دیا۔

کسی شرط..... جو اتانے ہو مٹ جاتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں جس آدمی کا نام بتاؤں تم نے اس پر یہ ظاہر نہیں ہونے دینا کہ تم مجھ سے مل چکے ہو ورنہ وہ مجھے ایک لمحے میں گولی مرادے گا.....“ سائمن نے کہا۔

”ٹھیک ہے وعدہ رہا کہ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا لیکن میری بھی شرط ہے کہ سب کچھ صاف صاف اور سچ بتا دو.....“ جو اتانے کہا۔

”سب کچھ سچ بتاؤں گا.....“ سنو اصل کھیل یہ ہے کہ حکومت اسٹالیہ کے تحت ایک سرکاری پمپنسی ہے جس کا نام ڈارک لائٹ ہے۔ ڈارک لائٹ کا انچارج آسکر ہے۔ آسکر میرا گہرا دوست ہے۔ ڈارک لائٹ کو حکومت کی طرف سے پاکیشیا میں ڈاکٹر نوٹس کے اجوا کا مشن دیا گیا۔ ڈارک لائٹ نے اس سلسلے میں کوئی لمبا اور پیچیدہ پلان بنایا کیونکہ آسکر تمہارے ماسٹر عمران کے بارے میں جانتا ہے اور اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی علم ہے لیکن حکومت کو جلدی تھی اس لئے اس نے ڈارک لائٹ سے یہ مشن لے کر ایک اور سرکاری گروپ کو دے دیا جس کا نام کنگ گروپ ہے اس گروپ کے سربراہ کا نام بھی کنگ ہے۔ آسکر کو یہ بات ناگوار گزری یہ نہیں چاہتا تھا کہ کنگ کامیاب ہو لیکن وہ یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ حکومت تک یہ بات پہنچ جائے کہ کنگ کے خلاف آسکر نے کام کیا ہے چنانچہ اس نے مجھے بلا کر بات چیت کی اور میں نے اسے آفر کر دی کہ میں

تمہیں فون کر کے ڈاکٹر نوٹس کے اجوا کے بارے میں اطلاع دے دیتا ہوں۔ اس اطلاع کے بعد ظاہر ہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر نوٹس کی حفاظت کرے گی اور اس طرح کنگ ناکام ہو جائے گا۔ بس اتنی سی بات تھی..... سائمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جو اتانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ سائمن کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے اور جو کچھ اس نے بتایا تھا وہ عام حالات کے مطابق بھی فطری تھا اس لئے بھی جو اتانے کو یقین آ گیا تھا کہ سائمن نے درست بات کی ہے۔

”کنگ گروپ نے اب تک کیا کیا ہے.....“ جو اتانے پوچھا۔
”مجھے نہیں معلوم صرف اسٹا معلوم ہے کہ کنگ اپنے اسسٹنٹ سٹارک کے ساتھ پاکیشیا جا چکا ہے.....“ سائمن نے جواب دیا۔
”کنگ اور سٹارک کے چلے کیا ہیں قہر و قامت وغیرہ.....“ سائمن نے کہا۔

”کنگ کا قہر و قامت تو تقریباً تم جیسا ہے۔ اٹھارہ بیس کا فرق ہو رہا ہے وہ اٹھارہ ہو گا تم بیس ہو۔ جب کہ سٹارک عام سا آدمی ہے لہذا ورزشی اور خموس جسم کا مالک ہے اور لڑائی جھڑائی کے فن میں مہما ماہر ہے جب کہ کنگ کو مارشل آرٹ کا پورے اسٹالیہ میں ماہر سمجھا جاتا ہے وہ اچھائی مساک اور بے رحم آدمی ہے.....“ سائمن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کنگ اور سٹارک دونوں کے بارے میں تفصیل سے بتا دیے۔

لحرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ سید لحوں بعد رسیور اٹھائے
جانے کی آواز سنائی دی

"میں..... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔"

"سامن بول رہا ہوں جونی....." سامن نے کہا۔

"اوہ سامن تم خیریت کیسے فون کیا....." دوسری طرف سے
حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"جہاز لے ایک خاص چیز ہاتھ آئی ہے اس چیز کو تم یاد رکھو
گے....." سامن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے واہ واقعی دیری گڈ پھر کہاں آؤں....." جونی نے اہتائی
اشتہائی بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں آج کل تو تم فارغ ہو گے کیونکہ جہاز جیٹ کنگ اپنے
اسسٹنٹ سٹارک کے ساتھ تو پاکیشیا گیا ہوا ہے....." سامن نے کہا۔
"جہیں کیسے معلوم ہوا ہے....." جونی نے اہتائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"میرے بھی پاکیشیا میں بزنس تعلقات ہیں اس لئے میرے آدمی
ہاں سے پاکیشیا جاتے رہتے ہیں آج مجھے میرے آدمی نے اپنے بزنس
کے سلسلے میں رپورٹ دیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں بتایا کہ اس
نے کنگ اور سٹارک کو ایک ہوٹل میں دیکھا ہے میں نے اسے کہہ دیا
کہ وہ سرکاری لوگ ہیں ظاہر ہے کسی سرکاری کام کے لئے ہی گئے ہوں
میں لیکن اس نے بتایا کہ وہمہاں بچس گیا ہے اس لئے اگر کنگ کے

"ستو سامن تم نے واقعی سب کچھ درست بتا دیا ہے اس لئے ہم
اس آسکر سے ملے بغیری واپس چلے جائیں گے کیونکہ آسکر سے ملنے کا
بہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس طرح جہاز انام سلسلے بھی نہیں آئے گا
البتہ ایک کام تمہیں کرنا ہوگا کہ تم کسی بھی طرح ابھی اور اسی وقت
یہ معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کنگ اور سٹارک پاکیشیا میں کہاں ٹھہرے
ہیں اور اب تک انہوں نے کیا کیا ہے ورنہ دوسری صورت میں لامحالہ
مجھے آسکر سے جا کر نکلنا پڑے گا....." جوانانے کا۔

"تم وعدہ کرتے ہو کہ آسکر سے ملے بغیر واپس چلے جاؤ گے۔"
سامن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں....." جوانانے کہا۔

"تو پھر آسکر سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کنگ کے ہیڈ کوارٹر کا
انچارج جونی میرا اہتائی گھر دوست ہے اور جونی کو کنگ کے بارے
میں سب کچھ معلوم ہوتا ہے اس سے میں پوچھ سکتا ہوں....." سامن
نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے سنبھریں کرنے لگا۔
"لیکن تم اسے کہو گے کیا....." جوانانے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی اسے تو نہیں معلوم کہ میرا اس سلسلے میں کیا تعلق
پیدا ہو گیا ہے....." سامن نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم اسے کہہ سکتے ہو کہ تمہیں اطلاع ملی ہے کہ کنگ پاکیشیا کے
دارالحکومت میں دیکھا گیا ہے اس طرح بات آگے بڑھا لینا۔" جوانانے
کہا اور ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن بھی دبایا اس کے ساتھ ہی دوسری

مطلب کی چیز وہاں موجود ہوگی..... سامن نے کہا۔
 "ویری گڈ بے حد شکریہ تم واقعی اچھے دوست ہو..... جونی نے
 اہتائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "اد کے گڈ بائی..... سامن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 "اور کچھ..... سامن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "یہ جونی اس وقت کہاں ہے..... جو انا نے کہا۔
 "تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ اس طرح تو محاطات غراب ہو
 جائیں گے..... سامن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "نہی کہ کنگ اور سٹارک اپ لینڈ میں کہاں ٹھہرے ہیں..... جو انا
 نے کہا۔
 "وہ بے حد تیز آدمی ہے اور اہتائی تیز رفتاری سے حرکت کرتا ہے
 پھر میک اپ میں بھی رہتا ہے اور اس نے یقیناً یہ بات جونی کو بھی
 نہیں بتائی ہوگی..... سامن نے کہا۔
 "تم اس سے کفرم کرادو پھر ہم ابھی اور اسی وقت اسٹاپیہ سے
 واپس چلے جائیں گے..... جو انا نے کہا تو سامن نے ایک بار پھر
 رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرکس کرنے شروع کر دیے۔ جو تک لاؤڈر کا
 بین پھلے سے ہی دبا ہوا تھا اس لئے دوسری طرف کھنٹی بجنے کی آواز سنائی
 دے رہی تھی۔

"سامن بول رہا ہوں جونی..... سامن نے کہا۔
 "کیا ہوا کوئی خاص بات..... جونی نے چونک کر کہا۔

یہاں کے سرکاری حکام سے تعلقات ہیں تو کنگ سفارش کر سکتا ہے
 میں نے اسے کہا کہ میں مظلوم کروں گا پھر جواب دوں گا..... سامن
 نے واقعی بڑے مہربانہ انداز میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔
 "اول تو ویسے بھی وہ اس طرح کا کوئی کام نہیں کر سکتے لیکن اب تو
 وہ پاکیشیا سے کافرستان پہنچ گئے ہیں اس لئے اب تو کوئی سکوپ ہی
 نہیں رہا..... جونی نے کہا۔
 "کافرستان کیا مطلب کیا دونوں سیاحت پر نکلے ہوئے ہیں.....
 سامن نے کہا۔
 "ارے نہیں۔ اب تم سے کیا چھپانا ایک اہتائی اہم کیس تھا
 ایک ڈاکٹر بونس کو وہاں سے اخراج کرنا تھا لیکن وہاں جا کر مظلوم ہوا
 کہ ڈاکٹر بونس تو پہلے ہی ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے
 لیکن چیف کو یقین نہ آیا۔ اس نے جھان بین کی تو پتہ چلا کہ یہ واقعی
 ایک ڈرامہ تھا۔ ڈاکٹر بونس کافرستان پہنچ چکا ہے۔ سرجن چیف فوری
 طور پر کافرستان پہنچ گیا اور ابھی تمہاری کال آنے سے چند لمحے پہلے چیف
 کی کال آئی تھی۔ چیف نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر بونس اپ لینڈ پہنچ چکا ہے
 کسی لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اس لئے وہ اپ لینڈ جا رہے ہیں۔
 جونی نے کہا۔

"حیرت ہے اس قدر تیزی سے کام ہوتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے یہ
 سرکاری دھند ہے ہیں ہم لوگوں کا اس سے کیا تعلق تم ایسا کرو رات کو
 گرین وڈ ٹائنٹ کلب کے سپیشل روم نمبر جو ہمیں میں پہنچ جانا تمہارے

”میں اس لئے خاموش ہو گیا ہوں کہ پہلے ماسٹر سے بات ہو جائے
پھر جیسے ماسٹر کہے گا ویسے کر لیں گے۔“ جو اتانے کہا اور جوزف نے
انجبات میں سر ہلا دیا۔

”نہیں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میرا آدمی
کنگ سے اپ لینڈ میں مل سکے مجھے ابھی خیال آیا ہے کہ وہاں بھی میرا
پرنس پھنسا ہوا ہے اور کنگ جیسا آدمی ظاہر ہے وہاں صرف رعب
دے کر بھی کام کر سکتا ہے کیونکہ اپ لینڈ تو آہستانی نہیں ماندہ سالک
ہے۔ پلیر جونی لمبا پرنس ہے اور پھنس گیا ہے۔“ سائمن نے کہا۔

”جہیں اب کیا بناؤں سائمن۔ کنگ کسی سرکاری دورے پر وہاں
نہیں گیا ہوا کہ وہ حکام سے ملتا پھرے وہ ایک خفیہ مشن پر گیا ہوا ہے
جو حکومت اپ لینڈ کے بھی خلاف ہے اور دوسری بات یہ کہ مجھے تو یہ
بھی نہیں معلوم کہ کنگ وہاں کہاں ٹھہرا ہو گا تم جلتے تو ہو کہ وہ
کس قدر تیزی اور بھرتی سے کام کرتا ہے اس لئے تم یہ خیال چھوڑو۔
جونی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں واقعی پھر تو نہیں ہو سکتا پلو ٹھیک ہے میں خود ہی کوئی
راستہ نکالوں گا۔“ سائمن نے جواب دیا اور گڈ بائی کہہ کر اس نے
رہسپور دکھ دیا۔

”ٹھکر۔ اب مجھے تسلی ہو گئی۔ اب مجھے اجازت اور تم خوشی مناؤ کہ
تم ہر لحاظ سے بچ گئے ہو۔“ جو اتانے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس
کے اٹھتے ہی جوزف بھی جو اس دوران مسلسل خاموش بیٹھا ہوا تھا
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ دونوں سائمن سے اجازت لے کر کلب سے
باہر آئے اور پیدل ہی آگے بڑھنے لگے۔

”اس جونی کو لازم معلوم ہو گا کہ کنگ کہاں ہے۔“ جوزف نے

منسزئی کے ہیڈ کوارٹر میں ہی ہو گا اور چہارہا کر نل طارق اگر واقعی ہم سے تعاون کرے تو ہم انتہائی آسانی سے اس بارے میں معلومات حاصل کر سکیں گے۔..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

کر نل طارق ویسے تو میرا اچھا خاصا دوست ہے لیکن اب دیکھو وہ عملی طور پر کیا کرتا ہے۔..... توصیف نے قدرے ہنچکاتے ہوئے کہا۔
 "تم فکر نہ کرو ایک بار تم اس سے ملو اور باقی کام میں خود کر لوں گا۔..... بلیک زیرو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو توصیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ چھاؤنی کی پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔ توصیف نے کار ایک طرف روکی اور پھر بلیک زیرو کو نیچے آنے کا کہہ کر وہ کار سے اتر ا۔

"یہاں ہر آدمی کی باقاعدہ تلاش لی جاتی ہے۔..... توصیف نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں چیک پوسٹ کی طویل و عریض عمارت کی طرف بڑھ گئے جہاں باقاعدہ مسلح فوجی موجود تھے۔ ایک کمرے کے باہر سول کیپٹنس کا باقاعدہ پورڈ لگا ہوا تھا۔ وہ دونوں اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے پر ایک مسلح فوجی موجود تھا۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ہر طرف صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف ایک شیشے کا بنا ہوا کیمین تھا جس پر کیمین مسرت کا نام لکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک لڑکی فوجی یونیفارم پہنے مسلسل فون

بلیک زیرو اور توصیف دونوں کار میں سوار تیزی سے ڈیفنس منسزئی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر توصیف تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر بلیک زیرو بیٹھا ہوا تھا۔ ڈیفنس منسزئی کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت سے کافی باہر ایک بہت بڑی فوجی چھاؤنی کے اندر بنایا گیا تھا۔ اس فوجی چھاؤنی کو اوتارہ چھاؤنی کہا جاتا تھا کیونکہ جس علاقے میں یہ چھاؤنی بنائی گئی تھی اس علاقے کا قدیم نام اوتارہ ہی تھا۔ اوتارہ چھاؤنی اپ لینڈ کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی۔

"کیا آپ کو یقین ہے طاہر صاحب کہ ڈیفنس منسزئی سے ہمیں ڈاکٹر شرنارڈ کے بارے میں معلومات مل جائیں گی۔..... توصیف نے کہا۔

"ہاں اگر ایسا کوئی شعبہ بنایا گیا ہے تو لامحالہ اس کا آفس ڈیفنس

وہ راہداری چینگ کے لئے تھی۔ اب ہماری چینگ ہو چکی ہے اس لئے اب ہم اطمینان سے کار کے درپے اندر داخل ہو سکتے ہیں..... توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہماری چینگنگ ہو چکی ہے۔
بلکہ نروے نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اسے واقعی اس صورتحال کی کچھ
ذاتی تھی۔

آپ اپنا کارڈ دیکھیں..... توصیف نے کہا تو بلیک قرود نے چپ سے وہ کارڈ نکالا جو اس لڑکی نے اسے دیا تھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کارڈ کے درمیان ایک سرخ دائرہ سا انجرب آتا تھا جہاں کہیں لکھا ہے دائرہ موجود ہے۔

”یہ دائرہ دیکھ رہے ہیں یہ چینگ او کے کاغذان ہے۔“ توصیف نے کار چلاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اب اسے ساری بات سمجھ آگئی تھی کہ اس راہداری میں کمیونٹر چینگ او مشینیں نصب ہیں اور جب کوئی اوکے ہوتا ہے تو اس کارڈ پر اس کے اثرات بڑھاتے ہیں۔

”حریت ہے خاصے جدید انتظامات ہیں جہاں..... بلیک زیرو نے کارڈواپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ اپ لیئر کی سب سے اہم جھوٹی ہے۔“..... توصیف نے جواب دیا۔ اب ان کی کار و سیح و سرسج و سرسجی کے اندر دوڑتی ہوئی ایک خاص سمت میں بدھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک سرخ

کرنے اور سننے میں مصروف تھی۔ صوفوں پر جتد نوجوان اور اوجہ عمر آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک طرف ایک اور کاؤنٹر تھا جس پر ایک ٹائینٹ بیٹھا ہوا سلسل ٹائپ کیے چلا جا رہا تھا۔ توصیف کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”میرا نام توصیف ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں ان کا نام ظاہر ہے میں نے آفیسر آئن سٹائن ڈیوٹی کرئل طارق سے بلتا ہے۔“ توصیف نے اس فون کرنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی نے جلدی سے ایک کافی پر نام اور کرئل طارق کا نام لکھ دیا۔

تشریف رکھیں۔..... لڑکی نے ایک خالی صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور توصیف اور طاہر دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔ تقریباً بیس منٹ بعد لڑکی نے انہیں کال کیا۔

”یہ لیجئے اجازت ناے آپ ملاقات کر سکتے ہیں کر تل طارق لپنے آفس میں ہیں۔۔۔۔۔ لڑکی نے دو کارڈ اٹھا کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جہاں پر ان دونوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور توصیف شکر یہ ادا کر کے ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا چونکہ توصیف پہلے بھی یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے تمام راستوں اور تمام طریقہ کار کا علم تھا۔ دروازے میں داخل ہو کر وہ ایک طویل راہداری سے گزر کر چھائی کے اندر داخل ہو گئے اور پھر ایک لمبا بکر کلاٹ کر وہ واپس اس چیک پوسٹ پر پہنچ گئے جہاں سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

”یہ کیا ہوا ہم واپس آگئے“..... بلیک زبرد نے حیران ہو کر کہا۔

دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”صرف رنگین یا ملٹی کالر بھی ہیں“..... بلیک زبرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف اور طارق دونوں بے اختیار ہنس پڑے اور پھر مصافحہ کر کے اور رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد ایک فوجی سپاہی نے مشروبات کے تین ڈبے جن میں سڑا موجود تھے۔ لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

”آج لگتا ہے ہمیں کوئی خاص کام پڑ گیا ہے جو شہلا سے بچھڑ کر ادھر آٹکے ہو ورنہ تو نہ تم شہلا سے علیحدہ ہوتے ہو اور نہ شہلا تم سے۔“ کرنل طارق نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وہ علیحدہ کرنے والی چیز ہی نہیں ہے اور کام واقعی تھا۔ میرے یہ دوست طاہر سائیکس دان بھی ہیں اور کارمن کی ایک ریسرچ لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں ڈاکٹر ثناء ذمہ موجود ہیں جو بین الاقوامی شہرت کے سائیکس دان ہیں اس لئے طاہر نے کہا کہ کسی نہ کسی طرح ان سے ملا جائے اس لئے میں انہیں جہاز سے پاس لے آیا ہوں۔“ توصیف نے کہا۔

”ڈاکٹر ثناء ذلین ان کا چھاونی میں کیا کام یہاں تو سائیکس دانوں کے لئے کوئی لیبارٹری موجود نہیں.....“ کرنل طارق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں ڈیفنس منسٹری ہینڈ کوارٹر میں ایک نیا خفیہ شعبہ ایڈوانس سائیکس ریسرچ کا قائم کیا گیا ہے جس کا انچارج ڈاکٹر ثناء

رنگ کی عمارت کے سامنے جا کر توصیف نے کار روکی۔ عمارت پر سپیشل سیکشن کا بورڈ نصب تھا اور باہر چار مسلح فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ توصیف اور طاہر دونوں نیچے اترے۔

”کرنل طارق سے کہو کہ شہر سے اس کا دوست توصیف اپنے مہمان کے ساتھ ملنے آیا ہے۔“..... توصیف نے ایک مسلح فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس سر“..... اس فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر عمارت کے اندر چلا گیا۔ طاہر ادھر ادھر گردن گھما کر جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہی فوجی واپس آیا۔

”آئیے جناب“..... فوجی نے توصیف اور بلیک زبرو سے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک سنگ روم میں موجود تھے۔ فوجی سپاہی انہیں وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جسم پر باقاعدہ یونیفارم تھی اور کاندھوں پر کرنل کے ستارے بھی موجود تھے۔

”خوش آمدید خوش آمدید آج توصیف کیسے ادھر بھول پڑا۔“ آنے والے نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”تم جیسے نکٹھور سے ملنے مجھے خود ہی آنا پڑتا ہے تم نے تو کبھی جکر نہیں لگا یا۔ ان سے طویہ میرے دوست ہیں طاہر اور طاہر میرا دوست کرنل طارق عرف کرنل رنگین ہے۔“..... توصیف نے ہنستے ہوئے ان

اس قسم کی بات کبھی نہیں کی..... کرتل طارق نے حیرت برے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ واقعی جہار دوست ہے؟..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہاں میرا اچھا دوست ہے۔ کیوں کیا بات ہے؟..... کرتل طارق نے کہا۔

"اگر جہارے دوست کی بات نہ ہوتی تو جہارے اس دوست کو ابھی ہتھکڑی لگ جاتی کیونکہ یہ شعبہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔" کرتل احمد نے جواب دیا تو کرتل طارق بے انتہاء غصہ ہو گیا۔
"ٹاپ سیکرٹ مگر کیوں؟..... کرتل طارق نے کہا۔

"ٹاپ سیکرٹ تو بغیر کسی کیوں کے ٹاپ سیکرٹ ہی ہوتا ہے؟..... کرتل احمد نے جواب دیا۔

"اوہ چلو شعبہ ٹاپ سیکرٹ ہو گا۔ میرے دوست نے شے کا اچار نہیں ڈالا۔ ڈاکٹر شوٹارڈ تو ٹاپ سیکرٹ نہیں ہو گا اس سے تو ملاقات ہو سکتی ہے؟..... کرتل طارق نے اس بار حوصلے لہجے میں کہا۔

"مجھے جہاری عادت معلوم ہے میں جتنا افکار کروں گا جہار اخصر بڑھا جائے گا اور تم یہ سمجھو گے کہ جہاری تو ہیں ہو رہی ہے تو سنو اور اپنے دوست کو بھی بتاؤ تا کہ آئندہ وہ کسی کے سامنے اس کا نام نہ لے۔ حکومت اپ لینڈ نے ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے اس کے لئے سرکاری فنڈز کے استعمال کے لئے ایک فرضی شعبہ قائم کیا گیا ہے جس کا انچارج ڈاکٹر شوٹارڈ کو بنایا گیا ہے جب کہ فی الحقیقت نہ

ہے اور یہاں ان کا آفس بھی ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔
"میرے نوٹس میں تو نہیں ہے۔ بہر حال میں معلوم کرتا ہوں۔..... کرتل طارق نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پر ریس کئے۔
"یس سر..... دوسری طرف سے آنے والی ہلکی سی آواز ساتھ بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے کانوں میں پڑی۔

"ڈیفنس ہیڈ کوارٹر کے کرتل احمد سے بات کراؤ میری۔" کرتل طارق نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرتل طارق نے رسیور اٹھا لیا۔

"سر کرتل احمد سے بات کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو کرتل احمد میں کرتل طارق بول رہا ہوں سپیشل سیکشن سے۔ ڈیفنس ہیڈ کوارٹر میں کوئی نیا شعبہ قائم ہوا ہے ایڈوائس سائنس ریسرچ کا اس کا انچارج ڈاکٹر شوٹارڈ ہے۔ میرا ایک دوست اس سے ملنا چاہتا ہے کیا یہ ملاقات ہو سکتی ہے؟..... کرتل طارق نے کہا۔

"جہیں کس نے بتاتا ہے کہ یہ شعبہ قائم ہوا ہے؟..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا مطلب بھائی کہہ تو رہا ہوں کہ میرا دوست ڈاکٹر شوٹارڈ سے ملنا چاہتا ہے اسی نے بتایا ہے اور کس نے بتانا ہے اور تم نے پہلے تو

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ اس توصیف سے بہر حال کہیں زیادہ کھنکھارہیں ورنہ اس نے میری جان نہ چھوڑی تھی اور جھاڑ کے کاٹنے کی طرح چٹ جانا تھا۔“ کرنل طارق نے کہا۔

”یہ کرنل احمد صاحب کیا مستقل طور پر یہاں چھاؤنی کے اندر ہی رہتے ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں چھاؤنی کے اندر ملٹری آفیسر کالونی ہے میں بھی وہیں رہتا ہوں اور کرنل احمد بھی بلکہ کرنل احمد میرا اکریم بھائیہ ہے۔ دو گونٹھیاں چھوڑ کر اس کی کونٹھی ہے۔“ کرنل طارق نے کہا۔

”کیا کرنل احمد سے ہماری ملاقات ہو سکتی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں ہو تو سکتی ہے لیکن کیوں۔ آپ اس سے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔“ کرنل طارق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو نہیں ملے۔ میں تو ویسے ہی ملاقات کے لئے بات کر رہا ہوں۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے ارے آپ تو ناراض ہو گئے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ابھی ایک گھنٹے بعد یہ شفقت ختم ہوگی اس کے بعد میں بھی کونٹھی چٹاؤں گا اور کرنل احمد بھی پھر ملاقات ہو جائے گی۔“ کرنل طارق نے کہا۔

ہی ایسا شعبہ ہے اور اس کا آفس۔ اور نہ ڈاکٹر شوٹارڈ یہاں کام کرتا ہے وہ تو سویڈن میں ہے۔ اقوام متحدہ کے تحت کسی لیبارٹری میں کام کر رہا ہے یہاں صرف اس کا نام استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمسے میں ایک آدھ جگر یہاں کا لگا لیا کرے گا اس لئے اپنے دوست سے کہہ دو کہ ڈاکٹر شوٹارڈ سے نہیں مل سکتا اور نہ ہی آئندہ یہ نام کسی کے سامنے لے۔“ کرنل احمد نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا چونکہ بلیک زیرو کے کان اسی طرف لگے ہوئے تھے اور کرنل احمد کی آواز بھی تیز تھی اس لئے اس کی باتیں اس کے کانوں تک برابر پہنچ رہی تھیں۔

”اوکے ٹھیک ہے شکریہ۔“ کرنل طارق نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے افسوس ہے مسٹر طاہر ڈاکٹر شوٹارڈ سے ملاقات کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ سرکاری طور پر اس کی انتہائی سخت ممانعت ہے میں معذرت خواہ ہوں۔“ کرنل طارق نے کہا۔

”مگر کیوں اس کی آخر کیا وجہ ہے۔“ توصیف نے حیرت بھرے لیکن قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا طاہر ہے وہ کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ کرنل احمد کی گفتگو نہ سن سکا تھا۔

”کوئی بات نہیں توصیف حکومتی کاموں میں ہمیں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے اور پھر ویسے بھی ان سے صرف ملاقات کرنا چاہتا تھا ورنہ میرا کوئی کام تو ان سے ہے نہیں۔“ بلیک زیرو نے توصیف

لیکن ایک گھنٹے تک آپ کو بھی معروف رکھنا یاد دینی ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں واپس چلنا چاہیے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بلکہ سہ پہر کی چائے آپ میرے گھر پیئیں گے۔ میں آپ کو ابھی بھجوا دیتا ہوں کوٹھی۔ میں کام ختم کر آ جاؤں گا.....“ کرنل طارق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں اردلی کو بھیج رہا ہوں.....“ کرنل طارق نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کیا ہوا طاہر صاحب۔ کرنل احمد سے مل کر آپ کیا کریں گے.....“ توصیف نے حیران ہو کر کہا۔

”میں نے کرنل احمد کی گفتگو سنی ہے.....“ طاہر نے آہستہ سے کہا اور پھر اس نے ساری بات توصیف کو بتادی۔

”اوہ تو یہ مسئلہ ہے کہ یہ ساری کاغذی کارروائی ہے اس لئے تپ نہ چل رہا تھا لیکن کرنل احمد کیا بتائے گا.....“ توصیف نے کہا۔

”کرنل احمد نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق میرا خیال ہے کہ اس سے پوری تفصیل معلوم ہو جائے گی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس چھادنی میں ہم سوائے کرنل طارق کے حوالے سے اندر داخل نہیں ہو سکتے.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں یہ تو مجبوری ہے.....“ توصیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا.....“ بلیک زیرو نے کہا اس

لئے ایک فوجی اندر داخل ہوا۔

”آئیے بتاب میں آپ کو کرنل صاحب کی رہائش گاہ پر چھوڑ آؤں.....“ فوجی نے کہا تو توصیف اور بلیک زیرو دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ توصیف نے اردلی کو بھی اپنی کار میں بٹھایا اور تھوڑی دیر بعد وہ ملٹری آفسیر ذکا کو پہنچ گئے۔ اردلی نے کرنل طارق کے ڈرائیونگ روم میں انہیں چھوڑا اور پھر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان خاتون اندر داخل ہوئی تو توصیف اور طاہر دونوں اس کے احرام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”بھابھی آپ کیسی ہیں.....“ توصیف نے سلام دعا کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اپنی سناؤ آج کیسے بھول پڑے ادم.....“ عورت نے جو کرنل طارق کی بیوی تھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے دوست ہیں طاہر۔ یہ کسی سے ملاقات چاہتے تھے اس لئے کرنل طارق سے ملے۔ وہ آدمی تو نہ مل سکا لیکن کرنل طارق نے لپکا کہ چائے اٹھتے ہیں گے پھر وہ ہمیں واپس کی اجازت دے گا اس لئے یہاں آگئے.....“ توصیف نے کہا تو بیگم کرنل طارق مسکرا دی۔

”اوکے میں جائے بھجواتی ہوں.....“ بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں کرنل طارق آجائے تو پھر نہیں گئے.....“ توصیف نے کہا تو وہ عورت سر ہلاتی ہوئی واپس چلی گئی اور پھر ایک گھنٹے بعد کرنل طارق بھی آگیا اور انہوں نے اٹھتے چائے پی۔ اس کے بعد کرنل

چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور اس کے ساتھ ساتھ کرنل طارق اور توصیف بھی ہنس پڑے۔

”آپ نے تو اس انداز میں بات کی کہ میں ڈر گیا کہ نبھانے کون سی وجہ آپ بتائیں گے لیکن آپ نے کس طرح اندازہ لگایا کہ میں اصول پسند ہوں جب کہ میری آپ سے پہلی ملاقات ہے۔“ کرنل احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جس طرح آپ نے ایک ناپ سیکرٹ کو ناپ سیکرٹ ہی رکھا ہے اور کرنل طارق کا بھی مروت نہیں کیا اور صاف جواب دے دیا ہے اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ واقعی اصول پسند انسان ہیں ورنہ تو آپ جانتے ہیں کہ دوستی اور مروت میں آدمی کیا کچھ نہیں کر جاتا۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل احمد کا چہرہ مسکراہٹ سے روشن سا ہو گیا اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

”آپ کی مہربانی کہ آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں لیکن یہ بات درست ہے کہ میں اصولوں کی خلاف ورزی کسی صورت بھی نہیں کرتا۔“ کرنل احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ دونوں کرنل حضرات آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ کسی ہوٹل میں کھائیں ایک پر خلوص دعوت ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ یہ پر خلوص دعوت ٹھکرائیں گے نہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”بھئی میں تو معذرت خواہ ہوں اس لئے کہ رات کو میری سپیشل

طارق نے ملازم کو بھیج کر معلوم کر لیا کہ کرنل احمد آیا ہے یا نہیں۔ ملازم نے آکر بتایا کہ کرنل احمد گھر آچکے ہیں۔

”آپ نے آپ کو ملو لالوں ورنہ دیر ہو گئی تو پھر وہ سو جائے گا۔“ کرنل طارق نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ توصیف اور ظاہر بھی کھڑے ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کرنل احمد کی کونٹری پر پہنچ گئے ان کے ملازم نے ان تینوں کو ڈرائیونگ روم میں بیٹھایا۔ چند لمحوں بعد ایک لمبا حلقہ آوی اندر داخل ہوا۔ یہ کرنل احمد تھا۔ پھر تعارف کے بعد وہ بیٹھ گئے اور ملازم نے مشروبات لا کر رکھ دیئے۔

”تم نے بڑی مہربانی کی کہ اپنے دوستوں کو میرے پاس بھی لے آئے اور میری بھی ان سے ملاقات ہو گئی۔“ کرنل احمد نے بڑی خوش اخلاقی سے کہا لیکن بلیک زیرو نے صاف محسوس کر لیا کہ اس کی یہ خوش اخلاقی مصنوعی ہے۔

”کرنل احمد آپ سے ملاقات کی ایک خاص وجہ ہے۔“ طارق نے کرنل احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وجہ۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں کیسی وجہ۔“ کرنل احمد نے چونک کر حیرت مبرے لہجے میں کہا۔

”وجہ یہ ہے کہ کرنل احمد کہ آپ جیسے اصول پسند آدمی اب دنیا میں خال خال ہی رہ گئے ہیں اس لئے مجھے ایسے آدمیوں سے ملاقات کر کے بے حد خوشی ہوتی ہے جو آج بھی اصولوں کے دامن تھامے ہوئے ہیں۔“ طارق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کرنل احمد کا سا ہوا

ڈیوٹی ہوتی ہے۔..... کرنل طارق نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کیا کہتے ہیں کرنل احمد۔..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب کرنل طارق ہی نہیں جا رہے تو پھر میں کیسے جاسکتا ہوں کرنل طارق کے حوالے سے تو آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔..... کرنل احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لمحے سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ دل ہی دل میں نیم رضا مند ہے۔

”ارے یہ کیا بات ہوئی کرنل احمد یہ تو صوفی میرا اس قدر گہرا دوست ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اگر میری ڈیوٹی کی مجبوری نہ ہوتی تو میں بھلا انکار کر سکتا تھا۔ جس میں ضرور جانا ہو گا۔ ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔..... کرنل طارق نے کہا۔

”کمال ہے خود تو جانتے نہیں اور مجھے حکم دے رہے ہو۔“ کرنل احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ کوئی تو دعوت پر جانے گا ورنہ صاف انکار ظاہر ہے بڑی بات ہے۔..... کرنل طارق نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے میں جہاڑی بھی ناسندگی کر دوں گا اور جہاڑے جیسے کا کھانا بھی کھاؤں گا۔..... کرنل احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ کو کھانا دارالحکومت کے کس ہوٹل کا پسند ہے وہیں کا پروگرام بتائیے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”راج ہنس ہوٹل کا کھانا مجھے بے حد پسند ہے۔..... کرنل احمد نے کہا۔

”نیا ہوٹل ہے شاید۔ میں نے تو اس کا نام نہیں سنا۔“ توصیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے اس کا مطلب شوبرا ہوٹل ہے۔ اس کے اوپر ایک بڑا سا راج ہنس بنا ہوا ہے اس لئے یہ اسے راج ہنس ہوٹل ہی کہتا ہے۔..... کرنل طارق نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اوکے ٹھیک ہے پھر رات کا کھانا آپ کا شوبرا میں ہمارے ذمے رہا ہم وہیں آپ کا استقبال کریں گے۔ کس وقت آپ آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔..... طاہر نے کہا۔

”رات آٹھ بجے وہاں ڈنر شروع ہوتا ہے اور گیارہ بجے تک چلتا رہتا ہے میں نو بجے پہنچ جاؤں گا۔..... کرنل احمد نے کہا اور طاہر اور توصیف دونوں نے اس دعوت کی قبولیت پر اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ واپس کرنل طارق کی رہائش گاہ پر پہنچے اور اسے خدا حافظ کہہ کر وہ جھاڑنی سے باہر لگے۔

”وہاں شوبرا میں ہمیں کیا کرنا ہو گا طاہر صاحب۔..... توصیف نے کہا۔

”شوبرا میں کھانا کھانے کے بعد تم پہلے اخذ کر چلے جانا اور راستے میں کسی جگہ پکینگ کر لینا۔ پھر جیسے ہی کرنل احمد وہاں پہنچے تم نے اسے بے ہوش کر کے بیڈ کو اوڑھ بچا دینا ہے اس طرح ہم پر شبہ ختم ہو

جانے گا اور کرنل احمد سے ہم مکمل معلومات بھی حاصل کر لیں
 گے۔..... بلیک زیرو نے کہا تو توصیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ چونکہ بلیک زیرو اب لینڈ گیا ہوا
 تھا اور جوزف اور جو انا اسٹالہ۔ اس لئے عمران اب اپنا زیادہ وقت
 فلیٹ میں ہی گزارتا تھا۔ دانش منزل کے فون کا سلسلہ بھی اس نے
 اپنے فلیٹ کے خصوصی کمرے کے سپیشل فون سے جوڑ لیا تھا اور
 سلیمان کے ساتھ اس سلسلے میں باقاعدہ کوڈ طے تھے کہ اگر عمران کے
 پاس کوئی موجود ہو اور سپیشل فون پر کال آجائے تو سلیمان کیا کہے
 گا۔ اس وقت عمران سنگ روم میں بیٹھائی دی پردی سی آر کی مدد سے
 ایک دستاویزی فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ یہ دستاویزی فلم اب لینڈ
 کے بارے میں تھی اور عمران نے سر سلطان سے کہہ کر خصوصی طور پر
 اب لینڈ کے سفارت خانے سے اسے حاصل کیا تھا۔ اس دستاویزی فلم
 میں اب لینڈ میں واقع پہاڑی علاقوں کے بارے میں تفصیلات موجود
 تھیں اور عمران کو یقین تھا کہ اگر حکومت کافرستان نے اب لینڈ کے

ساتھ مل کر واقعی وہاں کوئی لیبارٹری قائم کی ہے تو لامحالہ یہ کسی پہاڑی علاقے میں ہی بنائی گئی ہوگی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ ان پہاڑی علاقوں کا تفصیلی مشاہدہ جیلے سے ہی کر لے۔ وہ فلم دیکھنے میں معروف تھا کہ اپنا تک سلیمان اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کارڈ لیس فون تھا۔

سپیشل کال..... سلیمان نے کارڈ لیس فون جس کا تعلق خصوصی کمرے کے سپیشل فون کے ساتھ تھا عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے میز پر بڑے ہوئے ریسیٹ کنٹرولر کی مدد سے فی وی آف کیا اور پھر سیور سلیمان کے ہاتھ سے لے لیا۔

ایکسٹن..... عمران نے فون آن کرتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جیوا بول رہی ہوں باس..... دوسری طرف سے جویا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”میں کیا رپورٹ ہے ڈائریکٹرز کے ملازم کے سلسلے میں۔“ عمران نے خود ہی وضاحت طلب کرتے ہوئے کہا۔

”میں اور مفکر وہاں گئے ہم نے..... جویا نے کہنا شروع کیا۔“ جمید میں وقت مت ضائع کیا کرو۔ نتیجہ بتاؤ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا..... عمران نے اطمینان سے لہجے میں کہا۔

”سوری سر ہماری انکوائری کے سلسلے میں اتنا پتہ چلا ہے کہ ایک غیر ملکی اس کی موت سے قبل کوٹھی میں دیکھا گیا اور ہم نے اس غیر

ملکی کو ٹریس کر لیا۔ اس کا نام سٹارک ہے اور وہ اپنے ایک ساتھی کنگ کے ساتھ ہوٹل انٹرکانٹیننٹل میں ٹھہرا ہوا تھا دونوں اسٹالیہ سے بطور سیاح یہاں آئے اور صرف دو روز ٹھہر کر یہاں سے کافرستان چلے گئے ہیں..... جویا نے جواب دیا۔

”کیسے معلوم ہوا کہ وہ کافرستان گئے ہیں..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہم نے ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کیں وہاں کافرستان جانے والے مسافروں کی لسٹ میں ان دونوں کے نام موجود تھے۔“ جویا نے جواب دیا۔

”ان کے چلے کیا تھے اور کیا وہ انہی ناموں اور حلیوں سے کافرستان گئے ہیں..... عمران نے پوچھا۔

”میں سر وہ انہی ناموں اور حلیوں سے اسٹالیہ سے یہاں آئے ہیں کیونکہ ان کے پاسپورٹس کے اندراج کمپیوٹر میں موجود تھے اور انہی ناموں اور حلیوں سے ہوٹل میں ٹھہرے اور پھر انہی ناموں اور حلیوں سے ہی وہ کافرستان گئے ہیں..... جویا نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی چلے بھی بتا دیے۔

”ان سے ہوٹل میں کون کون ملنے آتا رہا ہے..... عمران نے پوچھا۔“ نہ ہی ان سے کوئی ملنے آیا اور نہ ہی کوئی فون کال آئی۔ ڈائریکٹ ٹمبر بھی ہر کمرے میں موجود ہیں اس کا ریکارڈ ایکس چیج میں نہیں ہوتا..... جویا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو گار تھیا بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجے میں حیرت کا تاثر نمایاں تھا۔

”کیا مجھے ملکہ حسن بیڈی گار تھیا سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے“..... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”ارے ارے اب پہچان گئی ہوں تمہیں نانی بوائے عمران۔ پوری دنیا میں صرف تم ہی تو ہو جو مجھ پر اس طرح کا طنز کر سکتے ہو۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

”یہ طنز نہیں حقیقت ہے اور حقیقت کا اظہار ہم مشرقی لوگ کر ہی دیتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس تعریف کا شکریہ۔ اب کم از کم میرے ایک دو ماہ اس غلط فہمی گزر جائیں گے کہ مجھے اس عمر میں بھی ملکہ حسن کہنے والا کوئی موجود ہے“..... گار تھیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یوں کہیں کہ بچ بولنے والا کوئی تو ہے“..... عمران نے جواب دیا تو گار تھیا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

”اچھا اب بتاؤ کہ کیسے کال کی ہے۔ ضرور اسٹالیہ میں کسی مجرم گروپ کے بارے میں معلوم کرنا ہو گا تمہیں“..... گار تھیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اور آپ کے علاوہ ان مجرموں کو اور کون جانتا ہے“..... عمران نے کہا تو گار تھیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”ساری عمر جو ان کے درمیان گزری ہے بولو کس کے بارے میں

”اوکے ٹھیک ہے“..... عمران نے کہا اور پلن آف کر کے اس نے فون پیس میز پر رکھ دیا۔

”اسٹالیہ سے کنگ اور سٹارک“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے فون کا رسپونڈ ایجکٹ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس انکو انری پلزز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”اسٹالیہ کا رابطہ نمبر بتا دیں اور وہاں کے دارالحکومت کا رشیا کا رابطہ نمبر بھی مجھے چاہئے“..... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈٹل دیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر جب ٹون آگئی تو عمران نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انکو انری پلزز“..... اس بار اسٹالیہ زبان میں جواب ملا۔

”اسٹالیہ کا رپورٹیشن کا نمبر دیں“..... عمران نے اسی زبان اور لہجے میں جواب دیا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا عمران نے ایک بار پھر کریڈٹل دیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”مادام گار تھیا سے بات کر اتیں میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا ہو لڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”کیا ان کے یہ حلیے اصل ہیں؟“..... عمران نے کہا۔

”ہاں اور یہ کنگ اہتانی خوفناک لڑاکا بھی ہے اور اہتانی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی بھی ہے۔“..... گار تھیانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس بجنسی میرا مطلب ہے اس کنگ گروپ کا سرکاری طور کیا دائرہ کار ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ میں سرکاری بجنسیوں میں کبھی دلچسپی نہیں لیا کرتی۔“..... گار تھیانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے شکریہ۔ گڈ بائی۔“..... عمران نے کہا اور رسیور کرینل پر رکھ دیا۔

”سرکاری ایجنٹ حکومت اسٹالیہ کی طرف سے یہاں آکر اس ملازم کو ہلاک کر کے چلا جاتا ہے اس کا کیا مطلب ہوا۔ اس ملازم سے اسے مہیا معلومات ملی ہیں اور وہ کافرستان کیوں گئے ہیں؟“..... عمران نے پوچھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ناثران بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ناثران کی آواز پھٹی دی۔

”ایکسٹو۔“..... عمران نے مخصوص لمبے میں کہا۔

”میس سر۔“..... ناثران کا لہجہ بھٹکتا اہتانی مؤدبانہ ہو گیا۔

”دو آدمی جن کے اصل نام کنگ اور شٹارک ہیں کل پاکیشیا سے

معلوم کرنا ہے۔“..... گار تھیانے کہا۔

”دو آدمی اسٹالیہ سے پاکیشیا آئے ہیں ان میں سے ایک کا نام کنگ اور دوسرے کا نام شٹارک ہے۔ میرا مطلب ہے کاغذات کی رو سے وہ یاں ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہیں اور انہوں نے یہاں ایک مرحوم سائنس دان کے ملازم کو ہلاک کیا اور پھر یہاں سے واپس اسٹالیہ جانے کی بجائے کافرستان چلے گئے ہیں ان کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا یہ نام درست ہیں؟“..... گار تھیانے کہا۔

”کچھ نہیں کہا جاسکتا ہو سکتا ہے کہ فرضی کاغذات اور فرضی ناموں سے آئے ہوں۔ ویسے تو ان کے حلیے بھی مجھے معلوم ہیں لیکن حلیے تو تبدیل کیے جاسکتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اصل بھی ہوں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہاں ان کا کوئی واقعہ بھی نہیں ہو سکتا۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا حلیے ہیں تم بتاؤ تو جی ہو سکتا ہے کہ حلیے واقعی اصل ہی ہوں۔“..... گار تھیانے کہا تو عمران نے جو لیا کے بتائے ہوئے حلیوں کی تفصیل بتادی۔

”ٹھیک ہے میں سمجھ گئی ہوں نام بھی اصل ہیں اور حلیے بھی لیکن ان کا تعلق مجرموں سے نہیں بلکہ حکومت اسٹالیہ سے ہے۔ عام طور پر یہ کنگ گروپ کہلاتا ہے سرکاری بجنسی ہے اور کنگ اس بجنسی کا چیف ہے۔“..... گار تھیانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کافرستان گئے ہیں یہاں بھی وہ اصل ناموں اور اصل حلیوں میں ہی ہوٹل میں رہے ہیں۔ ان کا تعلق اسٹالیہ سے ہے اور سرکاری انجمن ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ کافرستان میں بھی یہ اصل حلیوں اور ناموں سے ہی کسی اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ہی رہے ہوں گے۔ انہیں ٹریس کر کے مجھے کال کرو۔ عمران نے ایکسٹو کے لچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور دکھ دیا۔ اس کے پیشانی پر سوچ کے تاثرات ابھرتے تھے۔ معاملات واضح نہیں ہو پارے تھے کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ فلیٹ کا عام فون تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) باوجود اس قدر ڈگریاں رکھنے کے پھر بھی بول رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے فون کی گھنٹی نے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی گرد صاف کر دی ہو اور وہ دوبارہ اپنے خاص موڈ میں آگیا ہو۔

”جوانا بول رہا ہوں ماسٹر اسٹالیہ سے“..... جو ان کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”ارے اتنی دور سے بول رہے ہو۔ ظاہر ہے بڑی رقم خرچ ہو رہی ہو گی کال پر۔ پھر تو مجھے مختصر گفتگو کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے پاس واپسی کا کرایہ بھی باقی نہ رہے اور واپسی کا کرایہ حاصل کرنے کے لئے تم ایک بار پھر اپنا پرانا دھندہ شروع کر دو اور میری لچے

سالوں کی محنت بھی ضائع ہو جائے اس لئے ٹھیک ہے بات واقعی مختصر ہونی چاہئے“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور دوسری طرف سے جو ان کے اختیار ہنس پڑا۔

”ماسٹر آپ نے واقعی اس قدر مختصر بات کی ہے کہ مجھے شک پڑنے لگ گیا ہے کہ کیا آپ واقعی ماسٹر عمران ہی ہیں“..... دوسری طرف سے جو ان کے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تم اب تک مجھے ایک ہی گریڈ پر رکھے دکھو گے اب تو ترقی دے دو۔ اب تو ترقی میرا حق بن چکا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ترقی“ کیا مطلب ماسٹر“..... جو ان کے حیران ہو کر کہا۔

”مطلب ہے کہ ماسٹر سے اب مجھے ہیڈ ماسٹری بنا دو کچھ تو ترقی ہو“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے جو ان کے اختیار ہنس پڑا۔

”ماسٹر میں سامنن سے ملا ہوں اس سے تفصیلی بات ہوئی ہے“..... جو ان کے لئے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہوئی ہے“..... عمران نے سنجیدہ لچے میں کہا تو جو ان کے سامنن سے ہونے والی بات حیات کی تفصیل بتادی۔

”اوہ یہ تم نے واقعی کام کی بات معلوم کی ہے لیکن تمہیں جونی سے لطف کی ضرورت نہیں تم ڈارک لائنٹ کے انچارج آفسر سے ملو اور اس سے تفصیلات حاصل کرو کہ اسٹالیہ اس معاملے میں کیوں دلچسپی لے

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ توصیف یا طاہران دونوں میں سے کوئی یہاں موجود ہے؟..... عمران نے کہا۔

"نیس سر طاہر صاحب موجود ہیں..... دوسری طرف سے اجنبائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔ عمران نے فون توصیف کے ہیڈ کو اڑٹ کیا تھا۔

"ان سے میری بات کراؤ..... عمران نے کہا۔

"نیس سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو طاہر بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد بلیک زرو کی آواز سنائی دی۔

"سنا ہے اپ لینڈ میں حسن کی بے حد فراوانی ہے اس لئے ابھی تک طاہر ہوا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا طاہر بن نیچے، ہوسچی کہنا چاہتے تھے ناں آپ..... دوسری طرف سے بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایک شہلاہی توصیف کے لئے کافی ہے اس لئے تمہیں طاہر ہنسنے کی ضرورت نہیں ہے اب تک کچھ کام بھی ہوا ہے یا سر سپاہی ہو رہا ہے..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے طاہر نے کرنل طارق اور کرنل احمد سے ہونے والی ملاقات کی تفصیل بتادی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ اب کرنل احمد سے اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔

"ڈاکٹر یونس کے بارے میں اب تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر یونس ہلاک نہیں ہوا بلکہ اس کی موت کا

رہا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا

"نیس ماسٹر۔ میں معلوم کر لوں گا..... جو انا نے جواب دیا تو عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تو اب معاملہ واضح ہوا ہے ڈاکٹر یونس ہلاک نہیں ہوا بلکہ وہ کافرستان کے ہاتھوں بک گیا ہے اور کافرستان نے اس کی موت کا ڈرامہ کر کے اس کافرستان بلوایا ہے اور اب وہ کافرستان سے اپ لینڈ کی لیبارٹری میں منتقل کیا گیا ہے۔ پھر تو توصیف کی اطلاع درست تھی کہ وہاں حکومت اپ لینڈ اور کافرستان مل کر لیبارٹری بنا رہے ہیں لیکن اس نے ڈاکٹر شو نار ڈاور ڈاکٹر سمرتی کا نام کیوں لیا تھا اس کے پیچھے کیا بات ہے..... عمران نے جڑ جڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کافی در تک سوچتا رہا لیکن کوئی واضح بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کیونکہ اسے جو کچھ ڈاکٹر یونس کے فارمولے کے متعلق بتایا گیا تھا اس لحاظ سے ڈاکٹر سمرتی کا فارمولا اس ڈاکٹر یونس سے قطعی مختلف تھا۔ پھر اس لیبارٹری میں ڈاکٹر یونس کو اس انداز میں لے جانا۔ اسلامیہ کے ایجنٹوں کا اس کے پیچھے بھاگنا اور لیبارٹری کے سلسلے میں ڈاکٹر سمرتی کا نام سامنے آتا ہے سب ایک عجیب سا گورکھ دھندہ بن گیا تھا۔

"کوئی نہ کوئی کڑی ایسی ہے جو سامنے نہیں آ رہی..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کارڈ لیس فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"نیس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

فرضی ڈرامہ کھیلا گیا ہے اور ڈاکٹریونس کو اس فارمولے سمیت کافرستان نے خرید لیا ہے اور شواہد کے مطابق اس لیبارٹری میں ڈاکٹریونس کے فارمولے پر ہی کام ہوگا اور ڈاکٹریونس ہی کام کرے گا لیکن دوسرے اسٹالہ کی ایک سرکاری ہسپتالی کا سربراہ کنگ اور اس کا نائب شٹارک بھی ڈاکٹریونس کی تلاش میں پاکیشیا آئے۔ ان میں سے شٹارک نے ڈاکٹریونس کے ملازم سے معلومات حاصل کر لیں اور پھر وہ دونوں پاکیشیا سے فوری طور پر کافرستان پہنچے اور اب اطلاع ملی ہے کہ وہ کافرستان سے اپ لینڈ پہنچ چکے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں خاصے ذہین محکمہ اور فعال ایجنٹ ہیں اس لئے وہ کسی نہ کسی طرح معلومات حاصل کر کے تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کا مقصد بھی بظاہر تو ڈاکٹریونس اور اس کے فارمولے کا حصول ہے۔ مزید معلومات بھی مل جائیں گی کہ اسٹالہ اس سارے کھیل میں کیسے شامل ہوا ہے۔ تم نے وہاں کام کرتے ہوئے اس کنگ اور شٹارک دونوں کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ وہ بازی لے جائیں اور تم وہاں جو حیاں چھٹاتے پھرو..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

اس کنگ اور شٹارک کے بارے میں مزید کوئی تفصیل۔

بلک زرو نے پوچھا۔

یہ لوگ پاکیشیا میں اپنے اصل کاغذات اور اصل ناموں سے ٹھہرے رہے ہیں اس لئے وہ اپ لینڈ میں بھی اصل نام اور حلیوں میں

ہی ہوں گے کیونکہ ان کا خیال ابھی تک یہی ہوگا کہ وہ اکیلے کام کر رہے ہیں اور ان کے پیچھے کوئی نہیں ہے میں تمہیں ان کے حلیے بتا دیتا ہوں تم توصیف کی دیوٹی لگا دو وہ انہیں تلاش کر لے گا وہ یقیناً کسی بڑے ہوٹل میں ٹھہرے ہوں گے..... عمران نے کہا اور تفصیل سے کنگ اور شٹارک کے حلیے بتا دیئے۔

اوکے آپ بے فکر رہیں اب یہ مجھ سے آگے نہ بڑھ سکیں گے..... بلک زرو نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رابطہ آف کر دیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ناٹان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ناٹان کی آواز سنائی دی "ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

سر میں آپ کو رپورٹ دینے ہی والا تھا۔ کنگ اور شٹارک کو یہاں تلاش کیا گیا ہے لیکن وہ چند گھنٹے ہوئے اپ لینڈ چلے گئے ہیں..... ناٹان نے فوراً ہی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

مجھ تک ان کے اپ لینڈ پہنچنے کی رپورٹ پہنچ چکی ہے کافرستان نے پاکیشیا کے ایک ڈاکٹریونس کو اس کے فارمولے سمیت خرید لیا ہے اور یہاں ڈاکٹریونس کی فرضی موت کا ڈرامہ کھیلا گیا ہے جب کہ حکومت کافرستان اپ لینڈ کی حکومت کے ساتھ مل کر اپ لینڈ میں کوئی لیبارٹری حیا کر رہی ہے جس میں یقیناً ڈاکٹریونس کے فارمولے بکام کیا جائے گا لیکن اسٹالہ بھی اس سلسلے میں دلچسپی لے رہا ہے اور توصیف کو جو اطلاعات ملی تھیں ان کے مطابق اس لیبارٹری میں ڈاکٹر

شونار ڈاور ڈاکٹر سمرتی اپنی جدید ترین دریافت مارسیلاریز پر کام کریں گے حالانکہ یہ دونوں سوڈن میں اقوام متحدہ کے تحت کام کر رہے ہیں جب کہ ڈاکٹر بونس کے فارمولے کا مارسیلاریز سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کا فارمولا لبر شماموں کو سکینے اور ایک مرکز پر اکٹھے کرنے کے بارے میں ہے تم نے اب یہ معلوم کرنا ہے کہ حکومت کافرستان اب لیڈر میں جو لیبارٹری قائم کر رہی ہے اس میں کسی ہتھیار یا فارمولے کس پر کام ہو رہا ہے اس بارے میں تفصیل معلوم کر کے تم نے رپورٹ دینی ہے..... عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ییس سر..... دوسری طرف سے ناظران نے کہا اور عمران نے رابطہ آف کر کے رسیور میں رکھ دیا۔

جوزف اور جوانا اسٹون کلب سے باہر آ گئے کیونکہ سامن کلب میں ہونہ تھا اور نہ ہی وہ وہاں کسی کو کچھ بتا کر گیا تھا جب کہ عمران انہیں فون پر ہدایت کی تھی کہ وہ آسکر سے مل کر یہ معلوم کریں حکومت اسٹالہ ڈاکٹر بونس میں کیوں دلچسپی لے رہی ہے لیکن آسکر بارے میں ان کے پاس معلومات موجود نہیں تھیں کیونکہ جو کچھ ان نے بتایا تھا اس کے بعد آسکر سے ملنا انہوں نے ضروری نہیں تھا۔ ہتھیار آسکر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے وہ اسٹون کلب سامن کے پاس گئے لیکن سامن کا دفتر خالی پڑا ہوا اور انہیں بتایا گیا تھا کہ ان کے باہر جانے کے فوراً بعد سامن دفتر آٹھ کر چلا گیا تھا اور کسی کو کچھ بتا کر نہیں گیا۔

”اب اس آسکر کے بارے میں معلومات کہاں سے حاصل کی جائیں..... جوانا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

ایک بار پھر چونک پڑے جو اناترپی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا
 جہاں اسے ایک نوجوان کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔
 "سامن کے غیر حاضری میں یہاں کا شیجر کون ہوتا ہے؟"..... جو اناتر
 نے کہا۔

"پالمر جناب..... نوجوان نے جواب دیا۔

"کہاں ہے پالمر؟"..... جو اناتر نے پوچھا۔

"جی وہ ابھی آئے ہیں۔ اوپر دفتر میں گئے ہیں وہ ملک سے باہر گئے
 ہوئے تھے ابھی ان کی واپسی ہوئی ہے میں انہیں اطلاع کروں۔" کاؤنٹر
 نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں تم کوئی آدمی ہمارے ساتھ مجھو دو جو مجھے اس تک چھوڑ
 دے۔"..... جو اناتر نے کہا تو کاؤنٹر مین نے اہمیت میں سر ملادیا اور ایک
 طرف کھڑے ہوئے ایک فنڈے مناسرہ وائر کو بلایا۔

"صاحبان کو شیجر پالمر صاحب کے دفتر تک چھوڑ آؤ۔"..... کاؤنٹر مین
 نے اس فنڈے نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سر کیسے سر۔"..... اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک
 طرف کو مڑ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے بند دروازے کے
 سامنے پہنچ گئے جہاں ایک مسخ آدمی کھڑا ہوا تھا۔

"انہیں کاؤنٹر بوائے نے بھیجا ہے انہوں نے صاحب سے ملنا
 ہے۔"..... سر وائر نے اس مسخ آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں صاحب نے منع کر دیا ہے کہ وہ ابھی کسی سے ملاقات نہیں

"میرا خیال ہے کہ یہ سرکاری کمپنیاں یہاں کی فیڈرل سائنسی
 وزارت کے تحت کام کر رہی ہوں گی اس لئے وزارت سائنس کے کسی
 بڑے افسر کو ٹرین کر لیا جائے تو اس آسکر کے بارے میں معلومات
 حاصل ہو سکتی ہیں۔"..... جو زف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لمبا بکھیرا ہے مجھ سے اس طرح کے کام نہیں ہو سکتے۔ میرا
 خیال ہے ہمیں یہیں انتظار کرنا چاہئے۔ سامن آخر واپس آئے گا یہی
 ہوں۔"..... جو اناتر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اب اس کی واپسی اس وقت تک نہیں ہوگی جس
 تک اسے یہ حتمی طور پر معلوم نہیں ہو جائے گا کہ ہم اسالیہ سے وابستہ
 چلے گئے ہیں۔"..... جو زف نے جواب دیا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے کس طرح اس آسکر کی گردن پکڑ
 جائے؟"..... جو اناتر نے کہا۔

"آسکر سامن کا دوست ہے اس لئے یقیناً ملک کے شیجر یا سپر وائر
 وغیرہ ٹاپ کے آدمی کو اس کے بارے میں علم ہوگا۔"..... جو زف نے
 کہا تو جو اناتر نے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ واقعی آؤ۔"..... جو اناتر نے کہا اور تیزی سے واپس ہال کی طرف
 مڑ گیا۔ جو کہ پہلے جو اناتر کاؤنٹر مین کا حشر کر چکا تھا اور ہال میں موجود
 ملازمین نے یہ دیکھ لیا تھا کہ سامن بھی اس جو اناتر سے دہتا ہے اس
 اب دوبارہ ان کے ساتھ وہاں دی آئی پی سلوک کیا گیا تھا۔ اس بار

جب جو اناتر جو زف ہال میں داخل ہوئے تو سب لوگ انہیں دیکھ

کریں گے۔..... اس مسلخ آدمی نے غور سے جوتا اور جوف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم جاؤ۔..... جو انا نے اس سپر دائرہ سے کہا اور خود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میں کہہ رہا ہوں مسٹر کہ..... مسلخ آدمی نے آگے بڑھ کر اس روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے جو کچھ کہا ہے وہ ہم نے سن لیا ہے اب جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اسے بھی سن لو۔..... جو انا نے رک کر مڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور وہ مسلخ آدمی گال پر زور دار تھپڑ کھا کر اڑا ہوا کئی فٹ دور جا گرا۔

”سن لیا ہمارا جواب۔..... جو انا نے مڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے کو دھکا دیا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جوتا اور اس کے بعد جوزف اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ٹانگیں میز پر رکھی ہوئی تھیں اور اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ بڑے اطمینان سے بھرے انداز میں شراب پینے میں مصروف تھا اس کے قد و قامت اور بلڈاگ جیسا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ زیر زمین دنیا کو کوئی چھٹا ہوا غنڈہ ہے۔

”کک کک کون ہو تم وہ ٹاکس نے تمہیں نہیں روکا۔..... اس نے چونک کر جوتا اور جوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے جھٹکے سے اپنی دونوں ٹانگیں کھینچ کر نیچے کر لیں اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اگر باہر موجود جہاز سے دربان کا نام ٹاکس ہے تو اس نے ہمیں روکا تھا اور ہم نے اسے جواب دے دیا ہے وہ یقیناً ٹاک اور منہ سے نکلنے والا خون صاف کرنے میں مصروف ہو گا۔..... جو انا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔..... پالم نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کمرے ہوتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اب قدرے پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”ہم جہاز کے مالک سامن کے دوست ہیں۔ اور باہر آکر اطمینان سے بات کرو۔ سامن اچانک کہیں چلا گیا ہے اس لئے ہمیں جہاز سے پاس آنا پڑا ہے۔..... جو انا نے ٹھنڈے لہجے میں کہا تو پالم کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھرتے۔

”اوہ اچھا یہ بات ہے۔ بیٹھیں اور بتائیں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔..... پالم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کے پیچھے سے نکل کر باہر آ گیا۔

”یہ بیٹھو اور اطمینان سے میری بات سنو۔..... جو انا نے کہا تو پالم سر ہٹا ہوا اسلئے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی دربان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر واقعی خون نظر آ رہا تھا ایک لمبے چھٹا ہوا تھا اس پر اس نے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

کہاں ملا جاسکتا ہے..... جو اتانے اس بار قدرے خفیہ لہجے میں کہا۔
 "میں جاکہ رہا ہوں کہ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں
 ہے..... پالمر نے جواب دیا۔

"تم نے آسکر کا نام سنا ہوگا..... جو اتانے کہا۔
 "نہیں میں تو یہ نام بھی تم سے پہلی بار سن رہا ہوں..... پالمر
 نے جواب دیا تو جو اتانہ کھڑا ہو گیا۔

"اوکے پھر تمہارے ساتھ مزید بات چیت کرنا صرف وقت ضائع
 کرنے کے مترادف ہوگا..... جو اتانے اٹھتے ہوئے کہا تو پالمر بھی اٹھ
 کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جوزف بھی اٹھ کھڑا ہو گیا۔

"کیا خیال ہے جوزف مزید بات چیت کی تو ضرورت اب نہیں
 رہی..... جو اتانے جوزف کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم مجھے اجازت دو تو مزید بات چیت میں کر لوں گا..... جوزف
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس کے لئے پرنس آف افریقہ کو حرکت میں آنے کی
 ضرورت نہیں..... جو اتانے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
 ہی اس نے ٹیگت ہاتھ بڑھایا اور پالمر کی گردن پکڑ کر ایک جھٹکے سے
 اسے اوپر اٹھانیا۔ پالمر نے اوپر اٹھتے ہی دونوں چرموز کو جو اتانے سینے
 پر مارنا چاہے لیکن جو اتانے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور اس کے
 ساتھ ہی اس نے پالمر کو ایک جھٹکے سے واپس صوفے پر بچ دیا۔ پالمر
 کے حلق سے گھنی گھنی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ نیچے گر کر اس

"باس انہوں نے..... آنے والے نے کہا۔
 "جناؤ پینڈیج کراؤ..... پالمر نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا اور
 دربان تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"سامن کا دوست ہے آسکر۔ کسی سرکاری سپہنسی کا چیف ہے
 ہمیں اس کا پتہ چلے..... جو اتانے کہا تو پالمر بے اختیار چونک پڑا۔
 اس کے چہرے پر ٹیگت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن
 اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پایا۔

"باس سامن کے دوستوں کے بارے میں مجھے تو کچھ معلوم نہیں
 ہے..... پالمر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"جب کہ سامن نے کہا تھا کہ اگر میں موجود نہ ہوں تو پالمر سے
 معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں..... جو اتانے جواب دیا تو پالمر ایک
 بار پھر چونک پڑا۔ ایک بار پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر
 آئے تھے۔

"باس سامن نے کب کہا ہے..... پالمر نے کہا اور جو اتانے پالمر
 کو مختصر طور پر سامن سے ملنے کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ تم ہو جس نے ناگوری کا خاتمہ کر دیا ہے مجھے آتے
 ہی رپورٹ ملی تھی..... پالمر نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ احمق آدمی خود ہی ہم سے لٹھ پڑا تھا اور اب یہ بات سن لو کہ نہ
 ہی ہمارے پاس اس وقت ہے کہ ہم تمہارے سوالوں کے جواب دے سکیں
 رہیں اس لئے تم آسکر کے بارے میں ہمیں جلدی سے بتادو کہ اس سے

طرح چھپنے لگا جیسے اس کے جسم سے روح کو کانٹوں میں لپیٹ کر باہر نکلنے کے لئے ٹھسٹا جا رہا ہو اس کا چہرہ اس ہی طرح بگڑ گیا تھا کہ جیسے اس کے چہرے کے عضلات کسی بھی لمحے دھماکے سے پھٹ جائیں گے جو انانے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر نیچے ہٹ گیا۔ پالمر نے بے اختیار لیے لیے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کا اہتانی تیزی سے سبک ہوتا ہوا چہرہ اب دوبارہ نارمل ہونے لگ گیا تھا۔ جب اس کی حالت قدرے سنبھل گئی تو جو انانے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا بٹھا دیا۔

ابھی یہ صرف ایک معمولی سا جھٹکا تھا پالمر اور اس جھٹکے سے تمہیں جو عذاب بھگتنا پڑا ہے یہ بھی اہتانی معمولی ہے۔ ہم تم سے کوئی غلط بات نہیں پوچھ رہے اگر چہ ہمارا باس سامن ہوتا تو وہ فوراً ہی بتا دیتا تم خواہ خواہ عذاب نہ بھگتو اور سیدھی طرح بتا دو ورنہ..... جو انانے نے غراتے ہوئے لچے میں کہا۔

”وہ آسکر۔ کس آسکر کے بارے میں پوچھ رہے ہو تم۔ باس کا تو کوئی دوست نہیں آسکر..... پالمر نے رک رک کر کہا وہ اب خوفزدہ نظروں سے جو انانہ کو دیکھ رہا تھا شاید جو انانے کے ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے پالمر کو جو انانے کے جسم میں موجود بے پناہ طاقت کا اندازہ ہو چکا تھا۔

”وہ ایک سرکاری انجینیئر ڈارک لائٹ کا چیف ہے..... جو انانہ

نے کہا۔

”وہ آرمیڈ کارپوریشن کا ٹینک ڈائریکٹر ہے۔ آرمیڈ کارپوریشن کا..... پالمر نے جواب دیا۔

”کہاں ہے اس کا دفتر اور کس قسم کا کام کرتا ہے یہ..... جو انانے پوچھا۔

”اس کا دفتر جاسٹر روڈ پر ہے۔ آرمیڈر پلازہ پورا پلازہ اس کمپنی کا دفتر ہے۔ سب سے اوپر والی منزل میں آسکر کا ذاتی دفتر ہے وہ وہیں بیٹھتا ہے اس کی رہائش گاہ بھی وہیں ہے..... اس بار پالمر نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے فون کرو اور اپنی بات کنفرم کراؤ..... جو انانے کہا۔

”مم میں اس سے کیسے بات کر سکتا ہوں وہ تو باس کا دوست ہے..... پالمر نے اس طرح حیران ہوتے ہوئے کہا جیسے یہ بات اس کے لئے اہتانی ناممکن ہو۔

”تم اس سے صرف یہ پوچھو کہ سامن اس کے پاس تو نہیں آیا۔ کوئی بھی مہاندہ کر سکتے تھے کنفریشن چلے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں..... جو انانے کہا تو پالمر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جو انانے آگے بڑھ کر خود ہی لاؤڈر کا بشن آن کر دیا۔

”آرمیڈ کارپوریشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

"اوکے اب ہمارے ساتھ چلو اور ہمیں آسکر کے دفتر تک چھوڑ آؤ۔
ہمارے پاس گاڑی نہیں ہے۔..... جو انا نے کہا۔

"میں ڈرائیور کو بھیج رہا ہوں۔..... پالمر نے کہا۔
"جو میں نے کہا ہے وہ کرو گئے۔ اس میں جہاز ہی فائدہ ہے میں
تہیں چاہتا کہ سائمن کل مجھ سے گھر کرے کہ میں نے اس کا شیئر حاصل
کر دیا ہے۔..... جو انا نے عزتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں۔..... پالمر نے کہا اور دروازے کی
طرف بڑھنے لگا۔ جو انا اور جوزف بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر
آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا
رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر پالمر موجود تھا جب کہ سائمن سیٹ پر
جو انا اور عقبی سیٹ پر جوزف اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی
ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک چار منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ اس پر
آرمیڈ کارپوریشن کا جہاز ساز کارپورڈنگ ہوا تھا اور پارکنگ تقریباً
کاروں سی بھری ہوئی تھی۔ بے شمار لوگ اس عمارت میں آ جا رہے
تھے اور یہ سب افراد اپنے انداز اور لباس سے ہی پرنس پیشہ لگ رہے
تھے۔

"اس کی جو قحی منزل پر آسکر کا دفتر ہے۔..... پالمر نے ایک سائین
پر کار روکتے ہوئے کہا۔

"تم ہمارے ساتھ چلو اور آسکر کے دفتر تک ہمیں چھوڑ کر واپس
چلے جانا۔..... جو انا نے کہا اور کار کارواڑ کھول کر نیچے اتار آیا پالمر بھی

ساتی دی۔

"اسٹون کلب سے نیچر پالمر بول رہا ہوں آسکر صاحب سے بات
کرتی ہے پاس سائمن کے بارے میں۔..... پالمر نے کہا۔
"ہو لڈان کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز ساتی دی۔
"سر میں اسٹون کلب کا نیچر پالمر بول رہا ہوں سر۔ پاس سائمن آپ
کے پاس تو نہیں آئے۔..... پالمر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"نہیں کیوں۔ تم نے مجھے ہی کیوں فون کیا ہے۔..... دوسری
طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"میں اسٹالیہ سے باہر گیا ہوا تھا سراجی میری واپسی ہوئی ہے۔ میں
نے پاس سائمن سے انتہائی ضروری بات کرتی تھی یہاں وہ کہہ گئے ہیں
کہ وہ آپ سے ملنے جا رہے ہیں اس لئے میں نے فون کیا ہے۔..... پالمر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ میرے پاس نہیں آیا۔ اگر آیا تو میں اسے کہہ دوں گا کہ
تم سے رابطہ کر لے۔..... دوسری طرف سے اس بار قدرے اطمینان
بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"شکریہ سر۔..... پالمر نے کہا اور رسیور دکھ دیا۔

"یہ کارپوریشن کس چیز کا پرنس کرتی ہے۔..... جو انا نے پوچھا۔
"مشینری ایکسپورٹ کرتی ہے بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے مزید
تفصیلات کا علم نہیں ہے۔..... پالمر نے جواب دیا۔

دوسری طرف سے نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے لیکن اس نے زبان سے کوئی بات نہ کی تھی۔ جوزف سمجھ رہا تھا کہ جو انا پالم کو کیوں ساتھ رکھنا چاہتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کی یہاں آنے کی اطلاع فون پر آسکر کو دے دے اور شاید جو انا سامنن کی وجہ سے اسے ہلاک بھی نہ کرنا چاہتا تھا عمارت میں داخل ہو کر وہ ایک لفٹ میں سوار ہوئے اور پوچھی منزل پر پہنچ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں آفس بنے ہوئے تھے سب سے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک چڑاسی یونیفارم پہنے کھڑا ہوا تھا باہر آسکر کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

”اوکے اب تم جا سکتے ہو“..... جو انا نے کہا اور پالم رجلی سے مڑا اور تیز چل کر قدم اٹھاتا واپس لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ جو انا اور جوزف آگے بڑھ گئے۔

”ہمیں آسکر صاحب نے ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے“..... جو انا نے چڑاسی کے قریب پہنچ کر اہتائی مہذب لہجے میں کہا۔

”کیس سر“..... چڑاسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ جو انا اور جوزف اندر داخل ہوئے تو ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ایک طرف ایک دروازہ تھا جس کے باہر کاونٹر تھا اور کاونٹر پر ایک خوبصورت لورن جو انا لڑکی فون کے سامنے رکھے موجود تھی جب کہ کمرے میں صوفے رکھے ہوئے تھے جن پر چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ جو انا اور جوزف کاونٹر کی طرف بڑھ گئے۔

”کیس سر“..... لورن جو انا لڑکی نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا لیکن جو انا اسے کوئی جواب دینے بغیر سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ خاموش بیٹھی رہو دروازے پر ایک لمحے میں گردن ٹوٹ جائے گی..... جو انا کے پیچھے آنے والے جوزف نے آہستہ سے لیکن غراتے ہوئے لہجے میں لڑکی سے کہا جو انا کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی اور لڑکی کا چہرہ شگفتہ زرد پڑ گیا لیکن وہ اٹھنے کی بجائے اپنی کرسی پر ہی بیٹھ رہی۔

”یہاں کا خیال رکھنا جوزف“..... جو انا نے دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر جوزف سے کہا اور جوزف نے اشارت میں سر ہلا دیا۔ جو انا اندر داخل ہوا تو یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے اہتائی قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا میز کے سامنے کرسیوں پر دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ جو انا کو اس طرح اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ تینوں جو تک بڑے۔

”تم کون ہو اور اس طرح کیوں اندر آئے ہو“..... میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے اہتائی حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے فصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے پر جو انا سمجھ گیا کہ یہی آسکر ہے کیونکہ پہلے سامنن نے اس سے بات کی تھی اور پھر پالم نے اور اب جو وہ بولا تھا تو آواز ایک ہی تھی۔

”تم دونوں باہر جاؤ میں نے آسکر صاحب سے اہتائی ایمر جنسی بات کرنی ہے“..... جو انا نے میز کے سامنے بیٹھے ہوئے دونوں

نوجوانوں سے کہا اس کا بچہ اس قدر جارحانہ تھا کہ وہ دونوں بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”میں پولیس کو فون کرتا وہ تم ڈاکو ہو.....“ آسکر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مجھے سامنن نے بھیجا ہے اور میں نے واقعی ضروری بات کرنی ہے“ مجھے صرف چند منٹ چاہئیں اور یہ سب کچھ اس لئے کرنا پڑا کہ میرے پاس انتظار کے لئے وقت نہیں ہے.....“ جو انانے بڑے نرم لہجے میں کہا تو آسکر نے بے اختیار ہونٹ ہنسنے لگے وہ دونوں نوجوان جب کمرے سے باہر نکل گئے تو جو اناناس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم ایک سرکاری انجینیئر ڈارک لائٹ کے چیف بھی ہو مسز آسکر۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم سمجھدار آدمی ہو گے اور سمجھداری کا ثبوت دو گے.....“ جو انانے انتہائی شگفتہ لہجے میں کہا تو آسکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام جو انانہ وہی جو انانہ ہے تمہارے کہنے پر سامنن نے ڈاکٹر یونس کے بارے میں پیغام دیا تھا تاکہ یہ پیغام علی عمران تک پہنچ جائے میں اس سلسلے میں یہاں آیا ہوں.....“ جو انانے کہا تو آسکر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا لیکن اس کے چہرے پر اب پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے معلوم ہے کہ تم نے

کیوں سامنن کے ذریعے پیغام دیا ہے اور اس سے تمہارا اصل مقصد کیا تھا۔ پیغام میرے ماسٹر علی عمران کے پاس پہنچ گیا تو اس نے ڈاکٹر یونس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر یونس تو پہلے ہی ہلاک ہو چکا ہے اس پر ماسٹر علی عمران نے سامنن سے فون پر بات کی لیکن سامنن نے اسے نال دیا چنانچہ ماسٹر نے مجھے یہاں بھیجا یا تاکہ میں سامنن سے مل کر صحیح صورت حال معلوم کروں۔ سامنن مجھے اچھی طرح جانتا ہے اس لئے اس نے مجھے وہ سب کچھ بتا دیا۔ مجھے تم سے ملنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سامنن نے جو کچھ بتایا تھا اس کے بعد تم سے ملنا فصول تمہارا چنچہ میں نے ماسٹر کو فون پر رپورٹ دی تو ماسٹر نے مجھے ہدایت کی کہ میں تم سے ملوں اور صرف اس بات پر چوں کہ اساطیہ حکومت ڈاکٹر یونس میں دلچسپی کیوں لے رہی ہے اس کا اصل مقصد کیا ہے جہاں تک کنگ کا تعلق ہے اسے ماسٹر خود سمجھال لیں گے اور یہ بھی سن لو کہ میرا نام جو انانہ ہے اس لئے میں جو وعدہ کرتا ہوں اسے ہر حالت میں پورا کرتا ہوں اور میرا یہ وعدہ ہے کہ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا کہ تم نے مجھے کیا بتایا ہے.....“ جو انانے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

”تمہاں تک کیسے پہنچے کس نے تمہیں بتایا کہ میں یہاں کام کرتا ہوں اور میں وہی آسکر ہوں.....“ آسکر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”پہلے سامنن نے میرے کہنے پر تم سے فون پر بات کی اس وقت مجھے چونکہ تم سے ملنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے میں نے اس سے

جہارے بارے میں کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی صرف یہ کنفرم کرنے کے لئے جو کچھ سامنن نے بتایا ہے درست ہے میرے کہنے پر اس نے تم سے فون پر بات کی اس کے پاس شاید جہار ڈائریکٹ نمبر ہے اس لئے اس نے ڈائریکٹ کال کر لی ماسٹر عمران ہوتا تو شاید وہ اس کال کے نمبروں سے جہیں ٹریس کر لیتا لیکن مجھے یہ جگر بازیوں نہیں آتیں میں تو ناک کی سیدھ چلنے کا عادی ہوں ماسٹر کی ہدایت کے بعد میں واپس سامنن کے پاس آیا لیکن سامنن کہیں چلا گیا تھا پتہ میں اس کے ٹیگٹر پالمر سے ملا۔ پالمر میری طرح موٹے دماغ کا آدمی ثابت ہوا۔ اس لئے اسے مجبوراً دو چار جھگڑے دینے پڑے پھر اس نے مجبوراً کہاں کا پتہ بتایا۔ میں نے کنفرم کرنے کے لئے اس سے جہیں فون کرایا جو جہارے ادارے کا تھا۔ بہر حال دوبارہ جہاری آواز سن کر میں کنفرم ہو گیا کہ تم وہی آسکر ہو۔ میں چونکہ سامنن کا دوست ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ٹیگٹر پالمر کو ہلاک کر دوں اور میں اسے وہیں چھوڑنا بھی نہ چاہتا تھا کہ وہ ہمارے جانے کے بعد جہیں فون پر اطلاع دے دے اور تم کہیں غائب ہو جاؤ اس لئے میں اسے یہاں لپٹے ساتھ لے آیا اور جہارے دفتر کے دروازے سے اسے واپس بھیج دیا اور اب جہارے سلسلے موجودوں میں پہلے تو ماسٹر کرڈ کارکن تھا اور ہر کام گردن توڑ کر کرتے جانے کا تصور رکھتا تھا لیکن ماسٹر عمران کے ساتھ وہ کر مری طبیعت میں اب اس قدر ٹھہراؤ آ گیا ہے کہ میں اب جہارے سلسلے بیٹھا باتیں کر رہا ہوں ورنہ اگر میں وہی جونا ہوتا تو

باہر موجود جہاری سیکرٹری سمیت ہر شخص ہلاک ہو چکا ہوتا تو تم بھی اس وقت جا بقی کے عذاب سے گزر رہے ہوتے لیکن اب ایسا نہیں ہے اس سے تم مجھ سکتے ہیں کہ ماسٹر عمران کس قدر عقیم انسان ہے جس نے ایک درندے کو کسی حد تک انسان بنا دیا ہے لیکن ابھی میرے اندر کا درندہ پوری طرح انسان نہیں بنا اس لئے میری تم سے درخواست ہے کہ تم میرے وعدے پر اعتماد کرو اور اس سلسلے میں جو درست ہے وہ بتا دو۔..... جونا نے کہا تو آسکر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی عجیب آدمی ہو کہ بیک وقت دھمکیاں بھی دیتے ہو اور درخواست بھی کرتے ہو۔ بہر حال میں جہیں یہ بتا دوں کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اس لئے میں جہیں اصل مشن کے بارے میں کچھ بتا کر لپٹے ملک سے غداری نہیں کر سکتا تم چاہے مجھے گولی مار دو یا میری گردن توڑ دو۔ جہیں بہر حال ناکامی ہوگی..... آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم وہ کچھ بتا دو جو جہارے ضمیر کے مطابق غداری کے زمرے میں نہ آتا ہو۔..... جونا نے کہا۔

"ہاں! جونا بتا دیتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے کہ اسالیب کے ساتھ ڈاکٹر بونس نے اپنے فارمولے کی فروخت کی بات کی تھی لیکن اس نے اس قدر شرطیں لگائیں اور اتنی رقم طلب کی کہ حکومت اس کی یہ شرائط پوری نہ کر سکتی تھی اس لئے حکومت نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے اغوا کر لیا جائے۔..... آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹک ڈاکٹر یونس پر ہاتھ ڈال بھی چکا ہو..... آسکر نے جواب دیا۔
 "کافرستان اور اسٹاپ ڈاکٹر یونس کے فارمولے کو کس انداز میں
 استعمال کرنا چاہتے ہیں..... جو اتانے کہا۔
 "مجھے نہیں معلوم کیونکہ میں سائیس دان نہیں ہوں..... آسکر
 نے جواب دیا۔

"کیا میں یہاں سے ماسٹر عمران کو فون کر سکتا ہوں..... جو اتانے
 نے کہا۔
 "ہاں کر لو..... آسکر نے کہا تو جو اتانے فون پیس کو اپنی طرف
 کھینچا اس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور رسیور
 اٹھا کر اس نے خبر ڈائل کرنے شروع کر دی۔
 "اگر مناسب سمجھو تو لاڈل کا بین پریس کر دو..... آسکر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں ماسٹر جہادی براہ راست
 بات کروانا چاہتا ہوں..... جو اتانے کہا اور آسکر نے بے اختیار
 ہونٹ بھینچ لئے۔
 "علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔"
 رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔

"جو اتا بول رہا ہوں ماسٹر۔ میں اس وقت آسکر صاحب کے آفس
 سے بول رہا ہوں۔ آسکر صاحب کو میں نے وعدہ دیا ہے کہ ان کا نام
 کسی بھی سطح پر نہیں آئے گا لیکن وہ تفصیل اس لئے نہیں بتا رہے کہ
 ان کے خیال کے مطابق تفصیل بتانا ملک سے غداری ہے اس لئے بہتر

"لیکن ڈاکٹر یونس تو پہلے ہی ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا جہادی حکومت
 کو اس کی اطلاع نہیں ملی تھی..... جو اتانے کہا۔
 "اگر ملی ہوتی تو حکومت کو کیا ضرورت تھی یہ سارا کھیل کھیلنے
 کی..... آسکر نے کہا۔

"کنگ اور اس کا نائب شاکر پاکیشیا سے کافرستان اور اب
 کافرستان سے اپ لینڈ بچ چکا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے کنگ اب
 کس کے پیچھے بھاگ رہا ہے..... جو اتانے کہا تو آسکر بے اختیار
 چونک پڑا۔
 "اس بات کا علم ہمیں کیسے ہوا..... آسکر نے حیران ہوتے
 ہوئے کہا۔

"کنگ کے نائب جونی نے بتایا ہے..... جو اتانے جواب دیا۔
 "مجھے بھی یہی اطلاع ملی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر یونس
 ہلاک نہیں ہوا بلکہ موت کافر ضی ڈرامہ کھیل گیا تھا اور کنگ نے اس
 کا پتہ چلا دیا۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ کافرستان میں موجود ہے کیونکہ اس
 کی موت کو ایک ماہ گزر چکا تھا لیکن اس نے ایک ہفتہ پہلے ہم سے
 بات کی تھی اس طرح ہمیں یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر یونس زندہ ہے۔
 کنگ اجنبی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے بالکل جہادی
 طرح۔ چنانچہ وہ کافرستان بچ گیا اور وہاں سے اس نے کھوج لگا لیا کہ
 ڈاکٹر یونس اپ لینڈ چلا گیا ہے وہاں کافرستان کی لیبارٹری میں کام
 کرنے کے لئے اس لئے کنگ وہاں چلا گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب

کے ضمیر پر عذاری کا بوجھ نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اسٹالیہ جس فارمولے پر کام کر رہا ہے اس میں جدید دریافت شدہ مارسیلاریز استعمال کی جاتی ہیں لیکن ہتھیار بنانے کے لئے مارسیلاریز کو سکڑنے کا عمل ضروری ہو جاتا ہے اور سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ڈاکٹریونس کے فارمولے کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے میں نے یہ بات آپ کو اس لئے بتادی ہے کہ اسٹالیہ اگر یہ ہتھیار بنا رہا ہے تو ظاہر ہے وہ اس کا استعمال پاکیشیا پر تو نہیں کر سکتا اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں اسٹالیہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ آسکر نے کہا۔

”اسٹالیہ نے ویسے تو پاکیشیا سائنس دان ڈاکٹریونس کو اغوا کرنے کا پلان بنا کر ایسا اقدام کیا تھا جس کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑتا لیکن اب جبکہ ڈاکٹریونس کا فرستان کے ہاتھ بک چکا ہے تو اب یہ بات ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسٹالیہ نے مجبوراً اسے اغوا کرنے کا پلان بنایا ہے ورنہ اسٹالیہ تو اس سے اس کی لہجہ غریب نے میں دلچسپی رکھتا تھا۔ بہر حال اب یہ آپ جانیں اور کنگ جانے میری سبھنسی سے چونکہ یہ مشن واپس لے لیا گیا ہے اس لئے میں ان معاملات میں مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے بے حد شکریہ آپ بے فکر رہیں آپ کا نام سامنے نہیں آئے گا۔ ریسور جو انا کو دے دیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو آسکر نے ریسور

یہی ہے کہ آپ خود ان سے بات کر لیں۔۔۔۔۔ جو انا نے کہا۔

”کراڈ بات۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی اور جو انا نے ریسور آسکر کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی اس نے انگلی سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو میں آسکر بول رہا ہوں آرمیڈ کارپوریشن کا مینجنگ ڈائریکٹر۔۔۔۔۔ آسکر نے ریسور لپیٹے ہوئے کہا۔

”جو انا نے آپ سے کوئی بد قسمتی تو نہیں کی مسٹر آسکر اگر ایسا ہوا ہے تو میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”اوہ نہیں۔ مسٹر جو انا واقعی آپ کی صحبت میں کافی مہذب ہو چکے ہیں ورنہ مجھے ماسٹر کھڑکے بارے میں تفصیلات کا علم ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ کچھ کرنا بھی چاہتے تو شاید یہاں میرے آفس میں نہ کر سکتے لیکن ان کے مہذب پن کی وجہ سے میں نے بھی کوئی جوابی کارروائی نہیں کی۔۔۔۔۔ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر آسکر جو انا نے جو وعدہ آپ سے کیا ہے وہ میری طرف سے بھی قائم رہے گا۔ کسی بھی سطح پر آپ کا نام ہماری طرف سے سامنے نہیں آئے گا۔ آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ اسٹالیہ ڈاکٹریونس کے پیچھے کیوں لگا ہوا ہے۔ جب کہ ڈاکٹریونس کا فارمولا اس قدر اہم نہیں ہے۔ لیبر شعاعوں کو سکڑنے اور اس سے ہتھیار تیار ہو بھی رہے ہیں اور ہوتے بھی رہیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی سی بات بتا دیتے ہیں آپ

واپس جو انا کی طرف بڑھا دیا۔

”یس ماسٹر“..... جو انا نے کہا۔

”جو انا اب تم خاموشی سے واپس پا کھینچا آج“..... عمران نے کہا۔

”یس ماسٹر“..... جو انا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اوکے ماسٹر آسکر اب اجازت گز بائی“..... جو انا نے کہا اور پھر

مصافحہ کئے بغیر وہ واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر آ گیا۔

جہاں جوزف بڑے چوکنے انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

”آؤ جوزف معاملات درست ہو گئے ہیں“..... جو انا نے جوزف

سے کہا اور آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جوزف بھی سر

ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

”ڈاکٹر یونس لیبارٹری میں واقع اپنے دفتر میں ایک بڑی سے میز کے
پچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا
کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس“..... ڈاکٹر یونس نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”ڈاکٹر صاحب کافرستان سے آپ کے لئے کال ہے“..... دوسری

طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”کس کی کال ہے“..... ڈاکٹر یونس نے پوچھا۔

”ملٹری انٹیلی جنس کے شعبہ لیبارٹریز کے چیف کرنل نوشاد

کی“..... پی اے نے جواب دیا۔

”ملٹری انٹیلی جنس کے شعبہ لیبارٹریز کیا مطلب ہوا“..... ڈاکٹر

یونس حیران ہو کر پوچھا۔

”جناب ملٹری انٹیلی جنس میں ایک باقاعدہ علیحدہ سیکشن قائم کیا

یونس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اپ لیڈ میں ہمارے ایک ایجنٹ نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ دو آدمی اوتارہ جھاڑی میں سپیشل سیکشن کے کرنل طارق سے ملے جس نے انہیں ڈیفنس ہیڈ کوارٹر کے کرنل احمد سے ملایا اور پھر ان کی دعوت پر کرنل احمد ہوٹل میں رات کا کھانا کھانے دارالحکومت گئے۔

وایسی پران کی کاررواکر انہیں بے ہوش کر دیا گیا جب انہیں ہوش آیا تو ان سے لیبارٹری اور آپ کے متعلق تفصیلات معلوم کر لی گئیں چونکہ کرنل احمد کا تعلق ڈیفنس ہیڈ کوارٹر سے تھا اس لئے اسے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات کا علم تھا تفصیلات معلوم کر کے کرنل احمد کو ہار دیا گیا۔ کرنل احمد نے چاہیے آکر لپٹے ہیڈ کوارٹر کو سارے واقعات کی تحریری رپورٹ کی لیکن حکام نے معاملہ دبا دیا مگر ہمارے ایجنٹ نے اس کی کاپی حاصل کر کے ہمیں بھیج دی ہے اور ہمارے آدمیوں نے جو مزید تحقیقات کی ہے اس کے مطابق یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ تھے اس لئے حکومت کافرستان نے یہ اطلاع لینے پر اعلیٰ سطحی مشیننگ کال کی جس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ ابھی جو عہدہ لیبارٹری میں مشینری کی حسیب کا کام ہو رہا ہے اس لئے آپ کا لیبارٹری میں رہنا اس قدر ضروری نہیں اس فارموسے پر کام کے آغاز میں ایک ڈیڑھ ماہ کی دیر ہے اس لئے آپ کو فوری طور پر لیبارٹری سے واپس بلالیا جائے اور آپ کافرستان میں اس وقت تک ایک خفیہ مقام پر رہیں گے جب تک یہ پاکیشیائی ایجنٹ مطمئن ہو کر واپس

گیا ہے جس کا مقصد ایسی تمام لیبارٹری کی حفاظت ہے جن سے کافرستان کا مفاد وابستہ ہو۔ اس کا چیف کرنل نوشاد ہے۔..... پلی اے نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے بات کراؤ۔..... ڈاکٹر یونس نے کہا۔

”ہیلو کرنل نوشاد بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ایم وائی خان بول رہا ہوں۔..... ڈاکٹر یونس نے اپنے نام کا عطف استعمال کرتے ہوئے کہا وہ جب سے پاکیشیائے کافرستان آیا تھا یہی نام استعمال کرتا تھا اور عرف میں اسے ڈاکٹر خان کہا جاتا تھا۔

”ڈاکٹر خان پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے پیچھے اب لیڈ پیچھے چکے ہیں۔..... کرنل نوشاد نے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ کیا مطلب۔ پاکیشیائے لحاظ سے تو میں سرکر وطن بھی ہو چکا ہوں۔..... ڈاکٹر یونس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ انہیں کسی نہ کسی طرح یہ شک پڑ گیا ہے کہ آپ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ اب لیڈ میں کافرستان کی لیبارٹری میں کام بھی کر رہے ہیں اور انہوں نے اس لیبارٹری کے بارے میں پوری تفصیلات بھی معلوم کر لی ہیں۔۔۔۔۔ کرنل نوشاد نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے جب کہ کسی بھی سطح پر میرا نام سلسلے نہیں آیا تو وہ لوگ کیسے مجھے اور لیبارٹری کو ٹریس کر سکتے ہیں۔..... ڈاکٹر

ہوئے کہا۔

”پھر یہ سب سیٹ اپ کب ہوگا؟“..... ڈاکٹر بونس نے کہا۔
 ”آج ہی آپ اپنے کاغذات سمیت تیار رہیں میں خود خصوصی ہیلی
 کاپٹر رات کو لیبارٹری پہنچوں گا اور آپ کو اپنے ہمراہ لے جاؤں گا اور
 اپنا الیکٹ آپ کی جگہ چھوڑ جاؤں گا“..... کرنل نوشاد نے جواب دیا۔
 ”اوکے ٹھیک ہے“..... ڈاکٹر بونس نے جواب دیا اور اس کے
 ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ شتم ہو گیا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر فون
 پیس کے نیچے لگا ہوا بین پر پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی
 سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”نیس پرائم منسٹر سیکرٹریٹ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
 نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں ڈاکٹر ایم دانی خان بول رہا ہوں اپ لینڈ ایس لیبارٹری سے
 میں نے فوری طور پر پرائم منسٹر صاحب سے بات کرنی ہے۔“ ڈاکٹر
 بونس نے کہا۔

”نیس سر، بولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر
 بونس پہچان گیا کہ یہ آواز کافرستان کے پرائم منسٹر کی ہے۔

”سر میں ڈاکٹر ایم دانی خان بول رہا ہوں اپ لینڈ ایس لیبارٹری
 سے“..... ڈاکٹر بونس نے کہا۔

”نیس ڈاکٹر فرمائیے“..... دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

نہیں چلے جاتے..... کرنل نوشاد نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
 کہا۔

”لیکن وہ کس طرح مطمئن ہوں گے یہ بات میری سمجھ میں نہیں
 آتی“..... ڈاکٹر بونس نے کہا۔

”اس کے لئے ایک اور ڈرامہ کھیلنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس ڈرامے
 کے تحت ملٹری انٹیلی جنس کا ایک الیکٹ آپ کی جگہ لے گا اور جعلی
 فارمولے کے کاغذات تیار کر کے اسے دے دیئے جائیں گے۔ اس کے
 بعد دو صورتیں سامنے آئیں گی یا تو ہمارا الیکٹ انہیں ہلاک کر دے گا
 یا پھر وہ اس سے وہ جعلی فارمولا چھین کر لے جانے میں کامیاب
 ہو جائیں گے کیونکہ یہ بات حتمی طور پر طے شدہ سمجھی گئی ہے کہ
 پاکیشیا کو آپ کے فارمولے سے دلچسپی ہے آپ سے نہیں اس طرح وہ
 مطمئن ہو جائیں گے اس کے بعد آپ کو خفیہ طور پر واپس لیبارٹری
 پہنچا دیا جائے گا اور آپ اس ہتھیار پر کام شروع کر دیں گے۔“ کرنل
 نوشاد نے کہا۔

”ٹھیک ہے اب تو میں آپ لوگوں کے رحم و کرم پر ہوں جس
 طرح آپ چاہیں گے ویسے ہی ہوگا“..... ڈاکٹر بونس نے منہ بناتے
 ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ڈاکٹر خان ہمیں آپ کی اور آپ کے
 فارمولے کی سلامتی عزیز ہے ہم نہیں چاہتے کہ پاکیشیا الیکٹ آپ کو
 ہلاک کر کے فارمولا لے اڑیں“..... کرنل نوشاد نے جواب دیتے

"ابھی ابھی میرے پاس کرنل نوشاد صاحب کی کال آئی ہے جو کہ ملٹری انٹیلی جنس کے شعبہ سائنس لیبارٹریز کے انچارج ہیں۔" ڈاکٹر یونس نے کہا۔

"کیا کہا ہے انہوں نے کوئی خاص بات..... وزیراعظم نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر یونس نے پوری تفصیل بیان کر دی۔

"اوہ یہ تو انتہائی اہم بات ہے مگر میرے نوٹس میں تو ابھی تک نہیں لائی گئی۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ کیا یہ سب کچھ واقعی درست ہے پھر میں آپ کو خود فون کر لوں گا۔" وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر....." ڈاکٹر یونس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سائنس پڑی ہوئی فائل بند کی اور اسے میز کی دراز کھول کر اندر رکھ دیا۔ اس کے بھرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج دلپ سنگھ تھا اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا اور چونکہ یہ تقریباً ڈاکٹر یونس کا ہم عمر تھا اس لئے ان دونوں کے درمیان کافی گہرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔

"کیا بات ہے ڈاکٹر خان تم پریشان نظر آ رہے ہو....." دلپ سنگھ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ڈاکٹر یونس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے دل میں جو کھٹکات سے موجود تھا تجھ وہ پورا ہو گیا ہے....." ڈاکٹر یونس نے جواب دیا تو دلپ سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب کہہنا کھٹکا....." دلپ سنگھ نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر یونس نے نوشاد سے فون پر ہونے والی ساری گفتگو دہرا دی۔

"اوہ لیکن تمہاری موت کا ڈرامہ تو انتہائی مکمل تھا پھر انہیں کیسے اس بات کا علم ہو گیا کہ تم زندہ بھی ہو اور یہاں بھی پہنچ چکے ہو۔" دلپ سنگھ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ انہیں کیسے معلوم ہوا مجھے شروع سے ہی کھٹکا تھا کہ اگر پاکستانی حکومت کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ میں نے پاکستان سے غداری کی ہے تو وہ مجھے مار ڈالیں گے اور اب دیکھو وہ یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ اس جگہ تک نہ پہنچ سکیں گے جہاں مجھے چھپایا جائے گا۔" ڈاکٹر یونس نے کہا۔

"تم فکر مت کرو ڈاکٹر خان کرنل نوشاد انتہائی ذہین آدمی ہیں انہوں نے لازماً سارا پلان سوچ کھچ کر بنایا ہو گا لیکن میں تمہیں ایک مشورہ دوں اگر تم میرے مشورے پر عمل کرو تو قاتلے میں رہو گے....." دلپ سنگھ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے پراسرار لہجے میں کہا۔

"کیا....." ڈاکٹر یونس نے چونک کر پوچھا۔

ہوتی ملی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈاکٹر بونس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”میں..... ڈاکٹر بونس نے کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب کی کال..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”میں سر میں ڈاکٹر ایم وائی خان بول رہا ہوں..... ڈاکٹر بونس نے اچھائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میں نے تفصیلی رپورٹ منگوائی ہے اعلیٰ میٹنگ میں جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ واقعی درست ہے آپ اطمینان سے کر نل نوشاد کے ساتھ کافرستان آجائیں جہاں آپ کو خفیہ مقام پر رکھا جائے گا اور آپ کی مکمل حفاظت بھی کی جائے گی اور آپ کو دی وی آئی پی سہولیات دی جائیں گی جب خطرہ ختم ہو جائے گا تب آپ کو واپس لیبارٹری پہنچا دیا جائے گا۔ میں نے ان کے اس فیصلے سے اتفاق نہیں کیا کہ وہاں لیبارٹری میں آپ کی جگہ ملٹری انٹیلی جنس کا کوئی ایجنٹ لے اور نقلی فارمولا تیار کیا جائے کیونکہ جیسے ہی یہ فارمولا پاکستانی سائنس دانوں کے پاس پہنچے گا انہیں فوراً علم ہو جائے گا کہ ان کے ساتھ گیم کھیلی گئی ہے اور لامحالہ وہ دوبارہ اصل فارمولا کے پیچھے دوڑ پڑیں گے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں ڈانج دینے کے لئے ایک بار پھر جہادری موت کا ڈرامہ رچایا جائے اور اہلی کا پڑبوس میں تم سوار ہو اسے کسی پہاڑی سے نکلوا دیا جائے اور حکومتی سطح پر ایسی میسجنگ کی جائیں جس

تم کر نل نوشاد کو اس بات پر قائل کر لو کہ وہ ہمیں کافرستان میں چھپانے کی بجائے انگریزیا بھجوا دیں تم کافرستان کی نسبت وہاں زیادہ محفوظ رہو گے اور جہادری دن بھی اچھے گزر جائیں گے۔“ دیپ سنگھ نے کہا۔

”بات تو جہادری ٹھیک ہے لیکن کیا کر نل نوشاد میری بات مان جائے گا..... ڈاکٹر بونس نے کہا۔

”جہادری اہمیت اس وقت سب سے زیادہ ہے جہادری اس فارمولا پر حکومت اپ لینڈ اور حکومت کافرستان دونوں مل کر اربوں ڈالر لگا رہے ہیں اگر تم انکا جواز تو انہیں جہادری بات ماننی پڑے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرا بھی خیال رکھنا تم کہہ سکتے ہو کہ دیپ سنگھ کو جہادری ساتھ بطور باڈی گارڈ بھیجا جائے اس طرح ہم دونوں مل کر وہاں خوب عیش کریں گے۔ میں انگریزیا میں تین سال رہا ہوں اس لئے میں وہاں عیش کے تمام اڈوں سے بخوبی واقف ہوں۔“ دیپ سنگھ نے ایک آنکھ بند کر کے مخصوص انداز میں اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر بونس نے بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہاں مجھے اپنی جان کی فکر پڑ رہی ہے اور جہاں عیش کی سوجھ بوجھ ہی ہے..... ڈاکٹر بونس نے پھینکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

”اے وہاں جہاں میں یا مجھے کون جانتا ہوگا نیا نام نیا میک اپ سرکاری سہولیات بس عیش ہی عیش..... دیپ سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات

کی اور آپ کے فارمولے کی حفاظت مطلوب ہے۔..... وزیراعظم نے جواب دیا۔

”پھر سراپا نہیں ہو سکتا کہ جب تک حالات نارمل نہ ہو جائیں کافرستان کی بجائے اکیڑیاں میں رہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں کسی کا خیال نہ جائے گا۔..... ڈاکٹر یونس نے کہا۔

”اس کا فیصلہ بھی بعد میں کر لیا جائے گا آپ فی الحال تیاری کریں کرگل نوشاد کے ساتھ کافرستان آجائیں۔..... وزیراعظم نے کہا۔

”یس سر۔..... ڈاکٹر یونس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کیا تو ڈاکٹر یونس نے رسیورر کہ کر ایک طویل سانس لیا۔

”نجانے کب تک میری موت کے ڈرانے کھیلے جائیں گے۔“ ڈاکٹر یونس نے کہا تو دلیپ سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس طرح تمہیں اپنی اہمیت کا تو احساس ہو جاتا ہوگا۔“ دلیپ نے جواب دیا تو ڈاکٹر یونس بے اختیار ہنس پڑا۔

میں یہ ظاہر کیا جائے کہ آپ کی موت واقع ہو چکی ہے اور اس طرح حکومت کافرستان کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا ہے اور اس کے ثبوت کے طور پر لیبارٹری میں بھی کام بند کر دیا جائے اس طرح یہ بات تکفیرم ہو جائے گی اور سب لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہم صورت حال دیکھ کر مزید اقدام کریں گے ہو سکتا ہے کہ ہم کسی دوسری جگہ نئی لیبارٹری تعمیر کریں یا اسی میں دوبارہ کام شروع کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کے لئے اپ لینڈ کی بجائے کافرستان میں ہی لیبارٹری بنادیں۔..... وزیراعظم نے کہا۔

”وہ تو جناب جیسے آپ کی مرضی آپ مختار ہیں لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مجھے کافرستان کی کسی لیبارٹری میں بھجوا دیا جائے تاکہ میں وہاں فوری طور پر اپنے کام کا آغاز کر سکوں۔ کوئی ایسی لیبارٹری جس میں میرے مطلب کی مشینری موجود ہو وہ اپ لینڈ میں تو نئی لیبارٹری بنانی پڑی ہے لیکن سراپا خیال ہے کہ کافرستان میں تو ایسی لیبارٹریاں موجود ہوں گی۔..... ڈاکٹر یونس نے کہا۔

”میں نے پہلے ہی بات سوچی تھی لیکن ایسی کوئی لیبارٹری موجود نہیں ہے اس لئے اسے خفیہ رکھنے کے لئے ہم نے کافرستان کی بجائے اپ لینڈ میں ہی لیبارٹری بنانے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اب موجودہ صورت حال میں یہ لیبارٹری بھی خفیہ نہیں رہ سکی اس لئے اس کا فیصلہ بعد میں ہوتا رہے گا کہ اب آئندہ یہ لیبارٹری اپ لینڈ میں ہی قائم کی جائے یا اسے اب کافرستان میں بنایا جائے فوری طور پر ہمیں

سری تو ہڈیاں بھی درد کرنے لگ گئی ہیں..... کنگ نے کہا۔

ہیلی کا پڑ کے ایک حادثے کے بعد جہاں ہیلی کا پڑ کی پرواز منسوخ کر دی گئی ہے۔ جب کہ چونکہ جہاں ایسی جہازیاں موجود ہیں جو کہ نقشے میں بھی موجود نہیں ہیں اس لئے ہیلی کا پڑ اچانک ان نامعلوم جہازوں سے ٹکر جاتے ہیں..... کیشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جہازیاں نقشے میں نہ ہوں یہ تو انتہائی عجیب سی بات ہے..... اس بار سٹارک نے کہا۔

”جواب یہ پس ماندہ ملک ہے آپ کے ملک انگریزوں کی طرح تو یہ لٹی یافتہ نہیں ہے۔ اب سنا ہے کہ اس پورے علاقے کا دوبارہ بردے کیا جائے گا اور جہاں کا تیا اور مکمل نقشہ بنایا جائے گا کیونکہ اس بار جس ہیلی کا پڑ کا حادثہ ہوا ہے اس میں ایک انتہائی مشہور سائنس دان ہلاک ہو گیا ہے..... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کنگ اور سٹارک دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار ہنک پڑے۔
”کون سا سائنس دان ہلاک ہوا ہے..... کنگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس لیبارٹری کا کوئی سینئر سائنس دان تھا ڈاکٹر ایم وائی خان وہ ہیلی کا پڑ پر جا رہا تھا کہ ہیلی کا پڑ ایک جہاز سے ٹکرا کر کڑیٹ ہو گیا..... کیشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر ایم وائی خان..... کنگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
”پس سر یہی نام بتایا گیا تھا..... ڈرائیور نے جواب دیا۔

فوجی جیپ خاصی تیز رفتاری سے سسٹن جہازی علاقے میں ایک تنگ سی سڑک پر دوڑتی ہوئی اوپر کی جانب بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جو فوجی موجود تھا اس کے کاندھوں پر کیشن کے سٹارز موجود تھے اور وہ مقامی آدمی تھا جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر سٹارک بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر افغان رنگ کا سٹ تھا جب کہ جیپ کی عقبی سیٹ پر کنگ اکرا ہوا بیٹھا تھا اس کے جسم پر نیلے رنگ کا تھری پیس سوٹ تھا۔

”ہم کتنی زور میں لیبارٹری پہنچیں گے کیشن..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کنگ نے بڑے حکمتانہ لہجے میں کہا۔

”ابھی جواب ایک گھنٹے کا مزید سفر باقی ہے..... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیشن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ مزید ایک گھنٹے کا سفر کیا ہم وہاں ہیلی کا پڑ نہ جا سکتے تھے

"یہ تو پورا نام نہیں ہے۔ نام کا مخفف ہے۔ اصل اور پورا نام کیا ہے..... کنگ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم اور یہ بات بھی میں نے اپنے ایک افسر سے سنی ہے کیونکہ ان کی موت کو اوپن نہیں کیا گیا۔ نہ ہی یہ خبر اخبار میں آئی ہے اور نہ ہی ریڈیو پر نشر ہوئی ہے صرف اتنی خبر آئی ہے کہ ملٹری کا ایک ہیلی کاپٹر کریش ہو گیا ہے اور بس..... ڈرائیور نے جواب دیا اور کنگ نے بے اختیار ہونٹ ہنسنے۔

"نام سے تو یہ ڈاکٹر مسلمان لگتا ہے..... ستارک نے کہا۔

"ظاہر ہے جناب اپ لینڈ کی لیبارٹری میں مسلمان ہی سائنس دان ہوں گے غیر مسلم تو ہونے سے رہے..... ڈرائیور نے جواب دیا اور ستارک نے احباب میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جیب ایک پہاڑی وادی کے تنگ درے کے سامنے جا کر رک گئی۔

"یہاں سے ہمیں آگے پیدل جانا ہو گا جناب..... ڈرائیور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جیب سے نیچے اتر گیا۔ کنگ اور ستارک بھی جیب سے نیچے اتر آئے۔

"کیا یہ جیب ہمیں رہے گی..... کنگ نے پوچھا۔

"میں سر یہاں اور کس نے آنا ہے آپ کو بھی سپیشل پرمٹ پر آنے کی اجازت ملی ہے..... کیپٹن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کنگ نے احباب میں سر ہلادیا۔ پھر وہ اس کیپٹن کی رہنمائی میں

اس تنگ درے سے گزر کر جیسے ہی آگے بڑھے اچانک ایک طرف سے چند مسلح فوجی نمودار ہوئے اور انہوں نے مشین گنیں ان کے سینوں پر رکھ دیں۔

"شاخت کراؤ..... ان میں سے ایک نے جو اپنے کانڈھوں پر موجود سنار سے کیپٹن دکھائی دے رہا تھا اہتائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیپٹن عاشق۔ مسٹر مائیکل اور مسٹر سائمن سپیشل پرمٹ ہولڈرز۔ کیپٹن نے کنگ کا نام مائیکل اور ستارک کا نام سائمن بتاتے ہوئے کہا۔

"کاغذات دو ہمیں..... اسی کیپٹن نے کہا تو کیپٹن عاشق نے جیب سے ایک چھوٹا سا تہ شدہ فائل کو نکالا اور کیپٹن کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ ہمیں رکھیں گے اور یہ سن میں اگر آپ نے ذرا بھی کوئی غلط حرکت کی تو نتائج کے ذمہ دار آپ ہوں گے..... اس کیپٹن نے کہا اور فائل کو ہاتھ میں پکڑے ایک چھوٹی سی غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ کنگ ستارک اور کیپٹن عاشق تینوں خاموش کمرے ہوئے تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ کیپٹن واپس آگیا لیکن اب اس کے ہجرے پر نرمی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کاغذات درست ہیں اور ہمیں آپ کی آمد کی اطلاع بھی مل چکی تھی لیکن چیکنگ بہر حال ضروری تھی۔ کیپٹن آپ اب جا سکتے ہیں۔" کیپٹن نے کاغذات واپس کنگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو کنگ

سانگ ہوا تھا۔ جیسے ہی کنگ اس کمرے میں داخل ہوا۔ چھت پر موجود اس چوکھٹے سے تیز روشنی نکل کر اس کے جسم کے گرد ایک لمحے کے لئے پھیلی اور پھر آف ہو گئی۔

”او کے“..... باہر سے اس کیپٹن کی آواز سنائی دی اور کنگ مسکراتا ہوا باہر آگیا۔ اس کیپٹن نے مشین کے مختلف بٹن پر ہنس کپے تو وہ غلام برابر ہو گیا اور اس کی جگہ سر کی آواز کے ساتھ مقابل دیوار میں ایک فولادی دروازہ نمودار ہو گیا۔ ایسا دروازہ جیسے بنگ کے لاکر کا ہوتا ہے۔ اس پر ایک فولادی چکر بھی لگا ہوا تھا۔ دروازے کی سائینڈ پر ایک چھوٹا سا رسیور بک کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اس کیپٹن نے آگے بڑھ کر بک سے وہ رسیور اتار اور اس کی سائینڈ پر لگا ہوا بٹن پر ہنس کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن پریم چند بول رہا ہوں“..... اس نے کہا تو کنگ اور سٹارک نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لیکن وہ خاموش رہے۔

”یس کیپٹن ویپ سنگھ انٹوٹنگ یو“..... اس رسیور کی ایک سائینڈ سے دوسری آواز سنائی دی۔

”سپیشل پریمٹ ہولڈرز مائیکل اور سائمن تشریف لے آئے ہیں۔“ کاغذات بھی اوکے ہیں اور میک اپ بھی چیک کر لیا گیا ہے۔“ کیپٹن پریم چند نے موبائٹ لپے میں کہا۔

”او کے میں دروازہ کھولتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور

نے کاغذات لے لئے جب کہ کیپٹن عاشق سیلٹ کر کے واپس مڑ گیا۔ جب کہ کنگ اور سٹارک اس کیپٹن کی رہنمائی میں اس غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ غار کا دہانہ ایک لمبی سرنگ کی طرح کا تھا پھر یہ سرنگ موڑ کاٹ کر ایک بڑے سے جہ خانے بنا کرے میں جا کر ختم ہو گئی۔ اس کمرے میں دیوار کے ساتھ ایک کافی بڑی مشین نصب تھی۔

”آپ کی چیکنگ ہو گئی پھر آپ لیبارٹری میں داخل ہو سکیں گے۔“ کیپٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر موجود کئی بٹن کیے بعد دیگرے پریس کر دیے۔ مشین میں سے ہلکی سی گونج کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک دیوار میں سر کی آواز کے ساتھ ہی ایک خلا سائیڈ ابھو گیا۔

”ایک ایک آدمی اندر جائے گا اور جب میں اوکے کہوں گا تو آپ نے واپس آ جانا ہے۔“..... اس کیپٹن نے کنگ اور سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بھلے میں جاتا ہوں“..... سٹارک نے کہا اور قدم بڑھاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ انہیں لے آنے والے نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا تو اس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”او کے“..... اس کیپٹن نے کہا اور دوبارہ وہی بٹن پریس کر دیا۔ سبز بلب بجھ گیا اسی لمحے سٹارک باہر آگیا۔ اس کے بعد کنگ اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی چھت پر ایک چور چو کھٹا

گر جو شانہ انداز میں سٹارک سے بھی مصافحہ کیا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر ایک دروازے کی طرف بڑھا اور اس دروازے سے گزر کر وہ ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے جہاں دیواروں کے ساتھ مشینری نصب تھی لیکن ہر مشین پر کور چڑھا ہوا نظر آ رہا تھا وہ اس ہال میں سے گزرتے ہوئے ایک دوسرے کمرے میں داخل ہوئے تو یہ کمرہ بھی دفتر کے انداز میں سجایا ہوا تھا اور ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا سر آدمے سے زیادہ گنجا تھا آنکھوں پر مونے شیشیوں والی نظری عینک تھی۔

"ڈاکٹر رائٹور لیبارٹری انچارج اور ڈاکٹر رائٹور یہ جناب مائیکل اور جناب سائنس سپیشل پر مٹ ہولڈرز"..... دیپ سنگھ نے اندر داخل ہوتے ہی اس ادھیڑ عمر اور کنگ اور سٹارک کا بیک وقت تعارف کراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر رائٹور اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید جناب"..... ڈاکٹر رائٹور نے کہا اور پھر اس نے باری باری ان دونوں سے مصافحہ کیا۔
 "تشریف رکھیں"..... ڈاکٹر رائٹور نے کہا اور وہ دونوں سائیڈ پر بڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مجھے اجازت تاکہ میں اپنے سلسلے مشینری بیک کراؤں"۔ کیپٹن دیپ سنگھ نے کہا تو کنگ بے اختیار چونک پڑا۔

"کس قسم کی مشینری"..... کنگ نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ جائیں کیپٹن میں خود وضاحت کر دوں گا۔ مشینری بے حد

اس کے ساتھ ہی اس کیپٹن پریم چند نے اس رسیور کا بٹن قف کیا اور اسے ہک کے ساتھ لٹکا دیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر لگا ہوا فولادی جگر خود بخود گھومنا شروع ہو گیا۔ کبھی وہ دائیں طرف گھوم جاتا اور کبھی بائیں طرف۔ تھوڑی دیر بعد وہ رک گیا اور اس کے ساتھ ہی یہ فولادی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جلیے جناب"..... کیپٹن پریم چند نے کہا اور کنگ اور سٹارک دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ آگے بھی ایک طویل راہداری تھی۔ اس راہداری کی چمت پر بھی جگہ جگہ بلب نصب تھے۔ سناٹا وہ جیسے جیسے قدم آگے بڑھاتے بلب روشن ہوتے اور پھر ان کے آگے بڑھ جانے کے بعد بجھ جاتے۔ طویل راہداری کا اختتام ایک بار پھر ایک فولادی دروازے پر ہوا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچے دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اب دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہاں ایک نوجوان جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور کاندھوں پر کیپٹن کے سٹارز موجود تھے کھڑا تھا۔

"آئیے جناب میرا نام کیپٹن دیپ سنگھ ہے اور میں اس سپیشل لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج ہوں"..... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا اسسٹنٹ ہے سائن"..... کنگ نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن دیپ سنگھ نے بڑے

"لیکن اب آپ تو کہہ رہے ہیں کہ لیبارٹری آف ہو رہی ہے اور وہ
سکھو رتی انچارج بھی مشینری پیک کرنے کی بات کر رہے تھے یہ سب
کیا اور کیوں ہو رہا ہے۔" کنگ نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے مسز مائیکل کہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ایم
وانی خان، پہلی کا پڑ کے حادثے میں اپنا تک ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ
لیبارٹری ان کے فارمولے پر کام کرنے کے لئے بنائی گئی تھی لیکن اب
اسے قدرت کی قسم طرہ یعنی ہی کیجیے کہ جب لیبارٹری کی تمام مشینری
نصب ہو گئی تو ڈاکٹر خان مع فارمولے کے ختم ہو گئے اس کے بعد یہ
لیبارٹری اور یہ مشینری بے کار ہو گئی اس لئے اسے آف کر دیا گیا
ہے۔" ڈاکٹر رانچور نے کہا۔

"ڈاکٹر ایم وانی خان وہ کون ہیں۔" کنگ نے کہا۔
"بہت بڑے سائنس دان تھے ان کا تعلق پاکیشیا سے تھا۔" ڈاکٹر
رانچور نے جواب دیا۔

"پاکیشیا کا سائنس دان اور یہاں۔" کنگ نے کہا۔
"جی ہاں ان کی خدمات خصوصی طور پر حاصل کی گئی تھیں۔" ڈاکٹر
رانچور نے جواب دیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ملازم اندر داخل
ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس پر شراب سے بھرے ہوئے
دو جام موجود تھے اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک جام
کنگ اور سٹارک کے سامنے رکھا اور ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب کا پورا نام کیا تھا۔" کنگ نے پوچھا۔

نازک ہے ذرا سی غفلت سے اس کے خراب ہو جانے کا خوشہ
ہے۔" ڈاکٹر رانچور نے کہا اور کپٹن دیپ سنگھ مسکراتا ہوا واپس
مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"آپ کو جہاں آنے کی زحمت ہی اٹھانی پڑی مسز مائیکل کیونکہ
لیبارٹری آف کر دی گئی ہے۔ یہاں کی مشینری پیک ہو رہی ہے۔ ایک
ہفتے کے اندر اندر ہم یہ لیبارٹری خالی کر دیں گے۔ اس کے بعد
حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں محکمہ موسمیات کا سٹر بنا دیا
جائے۔" ڈاکٹر رانچور نے کہا تو کنگ اور سٹارک دونوں بے اختیار
اچھل پڑے۔

"کیوں۔ اس کی وجہ ہمیں تو ایسی کوئی بات نہیں بتائی گئی۔ ہمیں
تو خصوصی طور پر ایکریمیا سے کال کیا گیا تھا تاکہ ہم جہاں دہریلی
گلیوں کے اخراج کی مشینری کو ماہرانہ انداز میں ایڈجسٹ کرا
سکیں۔" کنگ نے کہا۔

"جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ حکومت نے ایکریمیا سے دو ماہرین
طلب کیے ہوئے ہیں اور انہیں سپیشل پرمٹ بھی دے دیئے گئے ہیں۔
رج ملری انٹیلی جنس کے کرنل احمد خان کا فون آیا کہ ان کا کپٹن
عاشق دونوں ماہرین کو لے کر لیبارٹری پہنچ رہا ہے اور اب آپ تشریف
لے آئے ہیں میں نے اس لئے آپ کی آمد کو نہیں روکا کہ میں آپ سے
ملنا چاہتا تھا تاکہ آپ سے اس مشینری کی ایڈجسٹمنٹ کے سلسلے میں
تفصیلی ہدایات لے سکوں۔" ڈاکٹر رانچور نے کہا۔

ہینچا دو۔ یہ بے حد تنگ ہوئے ہیں اور اب ان کی ہمدردی بھی
 قہارے ذمہ ہے۔ انہیں کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے۔..... ڈاکٹر
 راٹھور نے کہا۔

"نہیں ہوگی جناب۔ ایسے جناب..... دیپ سنگھ نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور کنگ اور سٹارک دونوں اٹھے اور دیپ سنگھ کے پیچھے
 چلتے ہوئے وہ اس دختر سے باہر لگے۔ تھوڑی دیر بعد دیپ سنگھ انہیں
 ایک راہداری سے گزار کر ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔ یہاں دو
 آرام دہ بیڈ لگے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی میز اور کرسیاں بھی تھیں ایک
 طرف دو دروازے دروازے بھی موجود تھیں۔ محلہ ہاتھ روم بھی تھا۔

"آپ کچھ دیر آرام کر لیجئے جناب میں ایک گھنٹے میں فارغ ہو جاؤں
 گا پھر آپ کے ساتھ بیڈ کر باتیں کروں گا۔ میں بھی یہاں اکیلا پڑا ہوں
 ہوتا ہوں۔..... دیپ سنگھ نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر نکل
 گیا۔ کنگ اور سٹارک دونوں ڈھیلے قدموں چلتے ہوئے کرسیوں پر اس
 طرح ڈھیر ہو گئے جیسے واقعی انتہائی تھکے ہوئے ہوں۔

"یہ کیا ہو گیا باس۔ یہ تو ساری کہانی ہی الٹ گئی۔ یہ ڈاکٹر ایم
 ڈائی خان یقیناً ڈاکٹر یونس کا ہی نیا نام ہوگا۔..... سٹارک نے کہا۔

"ہاں لیکن میری چچی حس کہہ رہی ہے کہ محاطات وہ نہیں جو
 لٹچا ہر کے جارہے ہیں۔ پہلے بھی تو ڈاکٹر یونس کی فرضی موت کا ڈرامہ
 پاکیشیا میں کھیلا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اب بھی یہی کھیل دوبارہ کھیلا
 گیا ہو۔..... کنگ نے جواب دیا۔

• معلوم نہیں جناب میں نے تو شروع سے ہی یہی نام سنا تھا۔
 ڈاکٹر راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کنگ ایک طویل سانس
 لے کر رہ گیا۔

• پھر ہمیں اجازت دیجئے اب ہماری تو یہاں ضرورت ہی نہیں رہی
 لیکن وہ ہمیں لے آنے والی جیب تو واپس چلی گئی ہوگی۔..... کنگ
 نے کہا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے آپ آج رات یہاں رہیں کل آپ کی واپسی
 کا بندوبست کر دیا جائے گا۔ اب آپ اتنی دور سے آرہے ہیں تھکاوٹ تو
 اتاریں۔..... ڈاکٹر راٹھور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تھک تو بہر حال گئے ہیں لیکن طویل پہاڑی سفر نے جو جوڑ
 ہلا دیئے ہیں اور آپ کی بات سن کر تو تھکاوٹ مزید بڑھ گئی ہے۔
 کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر راٹھور بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں آپ کے احساسات سمجھتا ہوں بہر حال مجبوری ہے۔ ڈاکٹر
 راٹھور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ
 مارا تو دروازہ کھلا اور وہی آدمی اندر داخل ہوا جو شراب کے جام دے
 گیا تھا۔

• کیپٹن دیپ سنگھ کو بلاؤ۔..... ڈاکٹر راٹھور نے کہا تو وہ سر ہلاتا
 ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور دیپ سنگھ اندر داخل
 ہوا۔

• دیپ سنگھ مہمانوں کو آرام کرنے کے لئے ان کے کمرے تک

چکا ہے تو اس کا فارمولا تو لازمی حکومت کے پاس ہو گیا اس لیبارٹری میں موجود ہوگا..... کنگ نے کہا۔

”اگر فارمولا یہاں موجود ہوتا تو پھر لیبارٹری میں نصب شدہ مشینری کیوں پیک کی جاتی۔ اس فارمولے پر دوسرے سائنس دان بھی تو کام کر سکتے ہیں..... سٹارک نے کہا۔

”لیکن فارمولا تو حکومت کا فرسٹاں نے باقاعدہ خرید لیا ہوگا۔ اس کی لازماً کاپیاں کرائی گئی ہوں گی اور پھر اس کے مطابق یہ مشینری منگوائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد اگر وہ ڈاکٹر ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ تب بھی یہ لیبارٹری توقف نہیں ہو سکتی۔ نہیں سٹارک یہاں واقعی کوئی پراسرار کھیل کھیلا جا رہا ہے اب ضروری ہو گیا ہے کہ اس دلیپ سنگھ کو ٹھولا جائے..... کنگ نے کہا اور سٹارک نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور دلیپ سنگھ اندر داخل ہوا اب وہ لباس تبدیل کر چکا تھا۔

”ارے آپ اس وقت سے کرسیوں پر بیٹھے ہیں تو کچھا کھا کر آپ سو گئے ہوں گے..... دلیپ سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریک میں موجود شراب کی بوتل اٹھائی اور نچلے خانے میں سے تین جام اٹھا کر وہ واپس مڑا اور ان کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر اس نے جام میز پر رکھے اور پھر بوتل کھول کر اس نے جام بھرنے شروع کر دیے۔

”ہمیں تو بے حد افسوس ہو رہا ہے کہ ہم ایکریمیا سے سفر کرتے

”لیکن باس اگر یہ ڈرامہ ہوتا تو پھر لیبارٹری کی مشینری کیوں پیک کی جاتی۔ اس پیکنگ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی اس بار ایسا ہو گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ جیلے یہ ڈرامہ پاکیشیا سے اسے غائب کرنے کے لئے کھیلا گیا اب کس لئے ڈرامہ کیا گیا ہے..... سٹارک نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی مہجنوں کو اس بارے میں علم ہو گیا ہو۔ تم نے اس کے ملازم کو ہلاک کر دیا تھا ہو سکتا ہے اس ملازم کی لاش ملنے پر اس لیبارٹری کی تفصیلی تلاشی لی گئی ہو اور کوئی ثبوت انہیں مل گیا ہو..... کنگ نے کہا۔

”اگر ایسا ہوتا بھی تو وہ زیادہ سے زیادہ کافرستان ہی جائیں گے یہاں اپ لینڈ میں ان کے آنے کا تو کوئی جواز ہی نہیں بنتا۔“ سٹارک نے جواب دیا۔

”کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اس قدر جھٹ بھی کی۔ ان دونوں ماہرین کو ہلاک کر کے ان کے کاغذات میں ضروری تبدیلیاں بھی کیں لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب کیا کیا جائے کیسے یہ بات کنفرم کی جائے..... کنگ نے کہا۔

”میرا خیال ہے باس اس کمیٹین دلیپ سنگھ کو ٹھولا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اصل بات سامنے آجائے..... سٹارک نے کہا۔

”ہاں یہ شکل و صورت سے تو خالص لاطینی سا آدمی لگتا ہے جلد دیکھو۔ بہر حال کنفرمیشن تو کرنی ہی پڑے گی کہ اگر ڈاکٹر بونس واقعی ہلاک ہو

ہوئے اس دوران علاقے میں آئے بھی ہسی اور یہاں سارا کام ہی ختم ہو گیا ہے..... کنگ نے کہا تو دیپ سنگھ نے اشیات میں سر ملادیا۔
 "واقعی کہاں اکیکریا کی رنگینیاں اور کہاں یہ دوران بھاری علاقہ۔
 آپ تو واقعی انتہائی پور ہو رہے ہوں گے..... دیپ سنگھ نے شراب کی چمکی لیتے ہوئے کہا۔
 "کیا تم کبھی اکیکریا گئے ہو؟..... کنگ نے پوچھا۔

"ہاں میں تین سال ولنکن میں رہا ہوں میں وہاں سکیورٹی کو رس کے لئے گیا تھا۔ بس یوں سمجھئے کہ یہ تین سال جیسے مری زندگی کے یادگار سال تھے۔ خوب دل بھر کر عیش کیا..... دیپ سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم خاصے دلچپ آدمی ہو اور جہادی گفتگو بھی ہمیں بے حد پسند آئی ہے دیپ سنگھ اگر تم چاہو تو ہمیں مستقل طور پر اکیکریا ایڈجسٹ کرایا جاسکتا ہے..... کنگ نے کہا تو دیپ سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیسے میں تو کافرستان حکومت کا ملازم ہوں اور ملازمت بھی ملٹری کی ہے..... دیپ سنگھ نے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ادارے کے ہاتھ بڑے لمبے ہیں کہ ہم چاہیں تو ہمیں وہاں سے چھوڑ کر بھی اپنے ادارے میں ملازم رکھوا سکتے ہیں اور تم چاہو تو ڈپوٹیشن پر تمہیں اکیکریا بھیجا جاسکتا ہے۔ ویسے اگر وہاں مستقل ملازمت دی جائے تو تمہارے صحیح معنوں میں

عیش ہو جائیں گے۔ لاکھوں ڈالر معاوضہ فی ہفتہ بھی ملے گا۔ اکیکریا کی شہریت بھی اور اگر آکر تم شادی شدہ ہو تو جہادی بیوی اور بچوں کی شہریت کا بھی انتظام ہو جائے گا..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا تو دیپ سنگھ کی آنکھوں میں جبک ابھرا آئی۔

"شادی تو میں نے کی ہی نہیں میں اس قسم کی پابندیوں سے بھاگتا ہوں لیکن کیا واقعی ایسا ممکن بھی ہے؟..... دیپ سنگھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کنگ کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ اکیکریا سے ہم جہادی اس قدر خفیہ لیبارٹری میں ایسے ہی منتقل کئے ہیں؟..... کنگ نے جواب دیا تو دیپ سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں واقعی۔ اس لیبارٹری کو تو واقعی انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا لیکن پھر بھی یہ خفیہ نہ رہ سکی..... دیپ سنگھ نے کہا تو کنگ اور سٹارک دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب کیسے خفیہ نہ رہ سکی؟..... کنگ نے کہا۔

"چھوڑیں یہ سرکاری راز ہیں آپ بتائیں کیا واقعی آپ میرا مستقل بندوبست اکیکریا کر سکتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟..... دیپ سنگھ نے کہا۔

"بالکل ہو سکتا ہے لیکن دیپ سنگھ ہم نے تو اتنی دیر میں تمہیں اپنا کچھ کر اس قدر زبردست آفر بھی کر دی لیکن تم ہمیں بہر حال غیر سمجھتے ہو اور شاید ناقابل اعتبار بھی..... کنگ نے برا سامنے بیٹاتے

ہوئے کہا۔

"ارے میں نے ایسی کون سی بات کہہ دی ہے جناب جس سے آپ نے یہ غلط اندازہ لگالیا ہے؟..... دیپ سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم نے ابھی خود کہا ہے کہ یہ سرکاری راز ہیں۔ کیا ہم غیر سرکاری آدمی ہیں کیا ہمیں جہادی ملٹری انٹیلی جنس نے ہار نہیں کیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ کیا ہمیں ہم پر اعتماد نہیں ہے؟..... کنگ نے برا سامنے بتاتے ہوئے کہا تو دیپ سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ تو خواہ مخواہ ناراض ہو گئے ہیں کوئی ایسی بات ہی نہیں ہے..... دیپ سنگھ نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ پھر ہماری طرف سے بھی معذرت قبول کرو ہم بھی جہاد سے لے کر کچھ نہیں کر سکتے..... کنگ نے جواب دیا۔

"حیرت ہے آپ تو واقعی ناراض ہو گئے ہیں۔ یہ واقعی ایک سرکاری راز ہے اور وہ یہ کہ اس لیبارٹری کے بارے میں پاکیشیائی ہتھیاروں کو علم ہو گیا ہے اس لئے یہ لیبارٹری بند کی جا رہی ہے بس اتنی سی بات ہے لیکن اب تو میں نے بتا دی ہے یہ بات اب تو آپ کی ناراضگی دور ہو جانی چاہئے..... دیپ سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پاکیشیائی لیجنٹ تو کیا حکومت کافرستان پاکیشیائی ہتھیاروں سے اس قدر خوفزدہ ہے کہ انہیں معلوم ہونے پر لیبارٹری ہی بند کی جا رہی ہے؟..... کنگ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں چونکہ ڈاکٹر یونس ہم میرا مطلب ہے ڈاکٹر ایم والی خان

اصل میں پاکیشیا کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اپنا فارمولا دیں مکمل کیا تھا پھر حکومت کافرستان نے ان کا فارمولا بھی خرید لیا اور انہیں بھی یہاں بلوا لیا لیکن حکومت کافرستان کو معلوم تھا کہ پاکیشیائی لیجنٹ آسانی سے ڈاکٹر اور اس کے فارمولے کا ہتھیار چھوڑیں گے اس لئے وہاں پاکیشیا میں ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ڈاکٹر کی موت کا باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا اور اس کے بعد مزید تسلی کے لئے لیبارٹری کافرستان میں بنانے کی بجائے یہاں حکومت اپ لینڈ سے مل کر خفیہ لیبارٹری بنائی گئی لیکن پھر اچانک معلوم ہوا کہ پاکیشیائی ہتھیاروں نے ڈاکٹر اور اس لیبارٹری کا کھوج نکال لیا ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ جب تک پاکیشیائی لیجنٹ مطمئن نہ ہو جائیں جب تک لیبارٹری آف کر دی جائے اس لئے اب لیبارٹری آف کی جا رہی ہے..... دیپ سنگھ نے از خود تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر راغور تو کہہ رہا تھا کہ چونکہ ڈاکٹر ایم والی خان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اس لئے لیبارٹری آف کی جا رہی ہے..... کنگ نے کہا۔

"انہیں تو اصل بات کا علم ہی نہیں۔ اصل بات کا وزیراعظم، ملٹری انٹیلی جنس کے شعبہ سائنس لیبارٹری کے چیف کرنل نوشاد اور مجھے علم ہے اور مجھے بھی اس لئے علم ہے کہ ڈاکٹر خان نے اپنی اور کرنل نوشاد سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل مجھے بتا دی تھی۔ پھر وزیراعظم صاحب کی کال آئی تو میں اس وقت ڈاکٹر خان کے پاس

”اودہ آپ کی انتہائی مہربانی میں آپ کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا۔ مجھے ذاتی طور پر ایک ریسیا بے حد پسند ہے۔ انسان کو عیش کرنے کی جو آزادی وہاں مل سکتی ہے وہ دنیا کے کسی ملک میں نہیں مل سکتی اور زندگی تو ایک ہی بار ملتی ہے۔“ دلپ سنگھ نے کہا اور کنگ اور شادک دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ اب ڈاکٹر ایم وائی خان کو کہاں رکھا گیا ہے۔“ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کنگ نے کہا۔

”اودہ نہیں یہ انتہائی اعلیٰ سطحی معاملہ ہے ویسے کر تل نوشاد کو اس بارے میں علم ہو گا اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔“ دلپ سنگھ نے جواب دیا۔

”کر تل نوشاد کافرستان میں رہتے ہیں یا اپ لینڈ میں۔“ کنگ نے پوچھا۔

”کافرستان میں۔“ دلپ سنگھ نے جواب دیا وہ ایک ریسیا جانے کے حقوق میں انہیں سب کچھ اس طرح بتائے چلا جا رہا تھا جیسے ان کے لئے باقاعدہ خبری کرتا رہا ہو۔

”کر تل نوشاد رہتا کہاں ہے تاکہ ہم اس سے بات کر کے تمہیں ایک ریسیا بچوا سکیں۔“ کنگ نے کہا۔

”ارے نہیں اس سے بات نہ کرنا وہ مجھے اچھڑ گیا کبھی نہیں بچوائے گا وہ بے حد سخت آدمی ہے دلپ سنگھ نے کہا تو کنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

موجود تھا۔ لیکن میں نے بھی یہ راز کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ اب آپ چونکہ ناراض ہو گئے تھے اور پھر آپ نے واپس ایک ریسیا چلے جانا ہے اس لئے میں نے آپ کو اس راز میں شامل کر لیا ہے۔“ دلپ سنگھ نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر خان کی موت کا ایک بار پھر ڈرامہ کھیلا گیا ہے تاکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو مطمئن کیا جاسکے۔“ پچارہ ڈاکٹر خان کتنی بار مرے گا۔“ کنگ نے کہا تو دلپ سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں واقعی دو بار تو مر چکا ہے۔“ دلپ سنگھ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن ڈاکٹر خان کو آخر کہیں نہ کہیں تو رکھا ہی جائے گا۔ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں بھی تو پہنچ سکتے ہیں۔ اگر انہیں پہلے ڈرامے کا علم ہو گیا ہے تو دوسرے کا بھی ہو سکتا ہے۔“ کنگ نے کہا۔

”میں نے تو ڈاکٹر خان سے کہا تھا کہ وہ کافرستان کی بجائے ایک ریسیا چلا جائے اور مجھے بھی بطور باڈی گارڈ ساتھ لے جائے اس نے پرائم منسٹر سے بات بھی کی لیکن پرائم منسٹر صاحب اس کی بات ٹال گئے اس طرح میرا سکوپ بھی ختم ہو گیا۔“ دلپ سنگھ نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ جہارا سکوپ ہمارے ذمہ رہا۔ ہم جہاں سے واپس جاتے ہی سب سے پہلا کام یہی کریں گے کہ تمہیں ایک ریسیا بلوائیں گے اور یہ ہمارے لئے انتہائی معمولی کام ہے اور میرا وعدہ کہ ایسا ہو گا اور بہت جلد ہو گا۔“ کنگ نے کہا تو دلپ سنگھ کا چہرہ فرط حضرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”فکر مت کرو میں نے ان کے ہرے اور دوسرے شاطی نشانات
اس حد تک راج کر دیئے تھے کہ ان کی شاطی ہو ہی نہیں سکتی۔“
کنگ نے جواب دیا اور سٹارک نے انہماک میں سر ہلادیا۔

”وہیے باس یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ دونوں ماہرین خود ہی
ہوئل میں ہم سے آنکرائے اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ انہیں لیبارٹری
میں جانے کے لئے خصوصی برمنٹ مل چکے ہیں اور وہ فوج کے کپٹن
کے ساتھ وہاں جائیں گے ورنہ اس لیبارٹری تک پہنچنا تو ہمارے لئے
مسئلہ بن جاتا۔“ سٹارک نے کہا۔

”قدرت بعض اوقات عجیب انداز میں مدد کرتی ہے۔ بہر حال یہاں
آنا بے حد مفید ثابت ہوا ہے ورنہ ہمیں کسی صورت بھی یہ معلوم نہ
ہو سکتا کہ ڈاکٹر نوٹس کہاں ہے اب کرنل نوشاد کے ذریعے آسانی سے
اس کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔“ کنگ نے جواب دیا۔

”باس وہ پاکیشیائی لیکنٹ کون ہوں گے جن سے خوفزدہ ہو کر یہ
لوگ اس حد تک اہتہائی اقدام کرنے پر تہل گئے ہیں۔“ سٹارک
نے کہا۔

”وہی پاکیشیائی سیکرٹ سروس جس سے ڈارک لائٹ کا اسکر خوفزدہ
تھا لیکن ہمارے مقابلے میں ان کی کیا حیثیت ہے۔ تم نے دیکھا کہ جو
کامیابیاں ہم نے حاصل کر لی ہیں وہ شاید اس کا تصور بھی نہ کر سکتے
ہوں۔“ کنگ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور سٹارک نے انہماک
میں سر ہلادیا۔

”اپنی فیملی سمیت سورن مندر کالونی میں اپنی ذاتی کوٹھی میں رہتا
ہے کوٹھی کا نام بھی ”شاطی والا“ ہے۔ کرنل نوشاد جلدی پٹتی رہیں
آدی ہے نوکری تو وہ شوق کی خاطر کرتا ہے۔“ دیپ سنگھ نے کہا
اور کنگ نے انہماک میں سر ہلادیا۔ اب اس کے ہرے پر اہتہائی گہرے
اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ جو کچھ وہ معلوم کرنا
چاہتے تھے وہ انہوں نے پوری تفصیل کے ساتھ دیپ سنگھ سے معلوم
کر لیا تھا۔ پھر تموزی در بعد دیپ سنگھ ان سے ایک بار پھر ایکری میا لے
جانے کا وعدہ لے کر چلا گیا۔

”اس قدر احمق آدی بھی سیکوٹی انچارج ہو سکتا ہے۔“ دیپ
سنگھ کے جانے کے بعد سٹارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کنگ
بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ ایکری میا جا کر عیش کرنے کے چکر میں پاگل ہو رہا ہے ورنہ وہ
خاصا ہوشیار اور ذہین آدی ہے دوسری بات یہ کہ اس کے ذہن کے
کسی گوشے میں بھی یہ تصور نہیں ہے کہ ہم وہ نہیں ہیں جنہیں
حکومت کافرستان نے خصوصی طور پر یہاں ڈھریلی گئیوں کے افراج
کے لئے ایکری میا سے طلب کیا تھا اس لحاظ سے وہ ہمیں اپنا ہی آدی سمجھ
رہا ہے۔“ کنگ نے جواب دیا۔

”وہیے باس ہمیں جس قدر جلد ہو سکے یہاں سے نکل جانا چاہئے
کیونکہ اصل آدمیوں کی لاشیں اگر دستیاب ہو گئیں تو سارا معاملہ مکمل
بھی سکتا ہے۔“ سٹارک نے کہا۔

اسے کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہوا ہے۔ اسے یاد تھا کہ اس نے اور توصیف نے کرنل احمد کے ساتھ ہوٹل میں رات کا کھانا کھایا اور پھر کرنل احمد حسب پروگرام واپس چلا گیا جب کہ توصیف کے آدمی رستے میں موجود تھے جنہوں نے کرنل احمد کو بے ہوش کر کے اسے اغوا کیا اور ہیڈ کو انٹر جہاں بلیک زیرو رہائش پذیر تھا پہنچا دیا۔ توصیف بھی وہاں پہنچ گیا اور اس کے بعد انہوں نے میک اپ کے اور لباس بدل کر کرنل احمد کو ہوش میں لے آکر اس سے پوچھ گچھ کی۔ کرنل احمد نے اجماعی شراقت سے انہیں سپیشل لیبارٹری کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی تو بلیک زیرو نے کرنل احمد کو بے ہوش کیا اور پھر اس بے ہوشی کے عالم میں توصیف اسے کار میں ڈال کر واپس اس جگہ لے گیا جہاں کرنل احمد کی کار موجود تھی اور اسے اس کی کار میں ڈال کر وہ واپس آ گیا اور پھر رات گئے تک وہ دونوں صبح لیبارٹری تک پہنچے اور اس میں داخل ہونے کی پلاننگ بناتے رہے۔ اس کے بعد بلیک زیرو اپنے کمرے میں آکر سو گیا۔ چونکہ انہیں پلان بناتے اور باتیں کرتے رات کافی گزر گئی تھی اس لئے توصیف نے بھی گھر جانے کی بجائے رات وہیں سونے کا پروگرام بنالیا تھا وہ پوری طرح مطمئن تھے کہ کرنل احمد کو کسی صورت یہ خیال بھی نہیں آ سکتا کہ اسے اغوا کرپنے والے اور اس سے پوچھ گچھ کرنے والے توصیف اور اس کا دوست طاہر ہو سکتے ہیں لیکن اب اس کی آنکھ کھلی تو وہ اور توصیف یہاں رسیوں سے بندھے ہوئے موجود تھے۔ اسی لمحے توصیف

بلیک زیرو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ پہلے چند لمحوں تک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر گرد کی دہر جہہ چھائی ہوئی ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ گرد چھنٹی چلی گئی اور اس کا شعور جاگ اٹھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا کہ وہ ایک کرسی پر بندھا بیٹھا ہے۔ یہ احساس ہوتے ہی اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا وہ ایک خالصے بڑے کمرے کے درمیان رکھی ہوئی کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر توصیف بھی رسیوں سے بندھا ہوا موجود تھا تو توصیف کی آنکھیں بھی آہستہ آہستہ کھل رہی تھیں وہ بھی ہوش میں آ رہا تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ یہ حالت دیکھ کر بلیک زیرو کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگ گئے۔

اُسے کھلا اور دو فوجی اندر داخل ہوئے۔ دونوں کے جسموں پر فوجی
 یونیفارم تھی۔ آگے والے کے کاندھوں پر موجود ستارے سے پتہ چلتا تھا
 کہ وہ کرنل ہے۔ جب کہ اس کے پیچھے آنے والا کاندھوں پر موجود ستارے
 کے لحاظ سے کیپٹن تھا اور بلیک زیرو انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ
 دونوں کا تعلق کافرستان سے ہے کیونکہ کافرستانی فوج کی یونیفارمز اور
 ستارے مخصوص تھے آگے آنے والا کرنل ان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور
 اس طرح خور سے ان دونوں کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی
 فوجی کو دیکھ رہا ہو۔ جب کہ پیچھے آنے والے کیپٹن نے ایک کونے
 میں پڑی ہوئی دو کرسیاں اٹھائیں اور ان کے سامنے رکھ دیں۔

"بیٹھیں کرنل..... کیپٹن نے کہا تو کرنل پیچھے ہٹ کر کرسی پر
 بیٹھ گیا جب کہ دوسری کرسی پر وہ کیپٹن خود بیٹھ گیا۔

"تو تم ہو وہ پاکیشیائی ایجنٹ جنہوں نے کرنل احمد سے سپیشل
 کیپٹنری کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں..... کرنل نے
 براہ راست ہونے لگے میں کہا۔

"جیسے آپ اپنا تعارف کرائیں کہ آپ کون ہیں اور یہ ہمیں اس
 طرح رسیوں سے کیوں یہاں باندھ رکھا ہے..... بلیک زیرو نے
 انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام کرنل نوشاد ہے اور یہ میرا اسسٹنٹ ہے کیپٹن مریدند
 اور تم دونوں اس وقت کافرستان میں ہماری قید میں ہو..... کرنل
 نوشاد جس کے ہماری جبرے اور آگے کی طرف بڑھی ہوئی ٹھوڑی بتا

کے کرہنے کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو گردن موڑ کر اس کی طرف
 دیکھنے لگا۔

"یہ میں کہاں ہوں۔ یہ کیا ہے..... توصیف نے ہوش میں
 آتے ہی کہا اور پھر جیسے ہی اس نے گردن موڑ کر بلیک زیرو کی طرف
 دیکھا وہ بری طرح چونک پڑا۔

"آپ بھی۔ مگر یہ سب کیا ہے..... توصیف نے اپنی حیرت پر قابو
 پاتے ہوئے کہا۔

"مہربی بات تو میری اپنی کچھ میں نہیں آرہی..... بلیک زیرو نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بلیک زیرو اس دوران اپنے عقرب میں
 بندھے ہوئے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش میں بھی مصروف رہا تھا
 لیکن رسیاں اس ماہر انداز میں باندھی گئی تھیں کہ وہ کسی طور پر
 بھی اس کی انگلیوں کی گرفت میں نہ آرہی تھیں۔ جبکہ ان دونوں کے
 ہاتھ ان کے عقب میں کر کے باندھے گئے تھے پھر انہیں کرسیوں پر بٹھا
 کر ان کے جسموں کو رسیوں سے باندھا گیا تھا البتہ صرف ان کا اوپر والا
 جسم ہی رسیوں سے باندھا گیا تھا تا نگلیں آزاد تھیں شاید انہیں باندھنے
 کی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی تھی۔ بلیک زیرو کچھ رنگ کو شش کرتا رہا

لیکن جب وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو گیا تو اس نے سوچا کہ وہ کرسی
 کو پیچھے گرا کر رسیوں پر زور دے اس طرح رسیاں لامحالہ ڈھیلی پڑ
 جائیں گی اور وہ اس سے نکلے گا کیونکہ وہ جانے گا لیکن اس سے پہلے
 کہ وہ اپنے اڑاؤ پر عمل کرتا اچانک کرے کا دروازہ ایک دھماکے

کر خصوصی ہیلی کاپٹر میں لے آیا گیا ہے اور اب تم ہمارے سامنے موجود ہو۔..... کرنل نوشاد نے کہا۔

”جہاز تعلق ملٹری کے کس شعبے سے ہے؟..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ انٹیلی جنس میں ایک شعبہ خصوصی طور پر قائم کیا گیا ہے جس کے ذمے سائنسی لیبارٹریز کی حفاظت ہے میں اس کا چیف ہوں۔ اب بہتر یہی ہے کہ تم بھی اپنا تعارف کراؤ کہ کیا جہاز تعلق واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے؟..... کرنل نوشاد نے کہا۔

”سیکرٹ سروس والے ہماری طرح احمق نہیں ہو سکتے کرنل نوشاد کہ اتنی آسانی سے پکڑے جا سکیں۔ ہمارا واقعی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ ہمارا تعلق ایئر مییا سے ہے ہم اپ لینڈ میں ایئر میین مفادات کے لئے کام کرتے ہیں۔ ایئر مییا کو اطلاع ملی ہے کہ کافرستان اپ لینڈ کی حکومت کے ساتھ مل کر ایک خفیہ لیبارٹری قائم کر رہا ہے اس نے ہمیں کہا کہ ہم اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات حاصل کریں چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”بکو اس مت کرو۔ ایئر مییا کو کیا ضرورت ہے تم جیسے احمقوں کو لیجنٹ بنانے کی صاف بات کرو ورنہ پھر جہاز سے تجھیں سننے والے کان بھی بہرے ہو جائیں گے۔“..... کرنل نوشاد نے اس بار غراٹے

رہی تھی کہ وہ انتہائی سفاک اور بے رحم آدمی ہے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمارا قصور کیا ہے۔ ہم تو اپ لینڈ کے شہری ہیں۔ ہم تو کرنل طارق سے ملنے گئے تھے پھر کرنل احمد سے ملاقات ہوئی ہم نے انہیں کھانے کی دعوت دی۔ کرنل احمد نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا اس کے بعد کرنل احمد واپس چلے گئے اور ہم بھی اپنی رہائش گاہ پر لگے۔ اب ہماری آنکھیں اس صورت میں کھلی ہیں۔ آپ کرنل احمد سے پوچھ لیں کہ ہماری ان سے کیا باتیں ہوئی ہیں۔ ہمیں کتنی لیبارٹری سے کیا واسطہ؟..... بلیک زیرو نے کہا تو کرنل نوشاد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں نے تو سنا تھا کہ پاکیشیائی لیجنٹ بے حد ذہین تیز اور ہوشیار ہوتے ہیں لیکن تم تو مجھے احمقوں کے سردار لگتے ہو۔ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ ہمیں بھی معلوم ہے لیکن ہمیں شاید معلوم نہیں ہے کہ جس گروپ نے کرنل احمد کو ان کی کار سے اخرا کر کے جہاز رہائش گاہ پر پہنچایا تھا اسے ہم نے ٹریس کر لیا تھا اس کے بعد ساری کہانی سامنے آگئی اور ہمارے پاس یہ مصدقہ اطلاع موجود ہے کہ یہ جہاز اساتھی جس کا نام توصیف ہے اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم پاکیشیائی لیجنٹ ہو۔ ہمارے آدمیوں نے رات کے وقت جہاز رہائش گاہ پر ریڈ کیا وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلائی اور پھر ہمیں اس بے ہوشی کے عالم میں وہاں سے نکال

ہونے لگے میں کہا۔

”تم اگر چاہو تو ہم اپنی بات کی تصدیق بھی کرا سکتے ہیں۔“ بلیک
زرو نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”کس طرح؟“..... کرنل نوشاد نے چونک کر پوچھا۔

”کرنل طارق کو یہاں لے آؤ اور ہمارے سامنے بٹھا کر بات کرو
وہی ہمارا ایڈر ہے اسی کے ذریعے ہم نے کرنل احمد والی پلاننگ کی تھی
تمہیں ثبوت مل جائے گا اور یہ بھی بتا دوں کہ لیبارٹری کی تفصیلات
راتوں رات کرنل طارق کو پہنچ چکی ہیں اور وہ اسے ایکرمیا شفٹ کر
دے گا۔“..... بلیک زرو نے کہا۔

”جہاز اچھ بٹا رہا ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو۔ پھر تو کرنل
طارق کو فوری طور پر حراست میں لینا ہوگا۔“ کرنل نوشاد نے کہا
اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کپٹن سریندر بھی
اٹھ کھڑا ہوا۔

”کپٹن سریندر ان کی رسیاں چیک کرو انہوں نے کوئی گڑبڑ تو
نہیں کی۔“..... کرنل نوشاد نے کپٹن سریندر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ییس سر۔“ کپٹن سریندر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ
دونوں کی کرسیوں کی پشت پر آیا اور پھر باقاعدہ ہاتھ لگا کر کانٹھوں کی
پچنگ شروع کر دی۔

”اوکے ہیں سر۔“ کپٹن سریندر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
کرسیوں کے پیچھے سے نکل کر آگے کھڑے کرنل نوشاد کے پاس آگیا۔

”اوکے اب تم نے باہر نگرانی کرنی ہے۔ یہ دونوں کسی صورت
بھی رہا نہیں ہونے چاہئیں۔ جب تک کرنل طارق یہاں نہ پہنچ
جائے۔ کرنل طارق اگر واقعی ایکریمن ایجنٹ ہے تو پھر ہمارے لئے
انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ یاد رکھو اگر یہ فرار ہو گئے تو
جہاز اور جہاز کے ساتھیوں کا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔“..... کرنل
نوشاد نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں سر یہ یہاں سے ہل بھی نہ سکیں گے۔“ کپٹن
سریندر نے انتہائی با اعتماد لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے
ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان دونوں کے باہر جاتے ہی
دروازہ بند ہو گیا اور باہر سے چٹختی لگنے کی آواز بھی صاف سنائی دی
اس کے بعد ہلکے سے قدموں کی آواز ابھری اور پھر محدود ہو گئی۔

”آپ نے کمال کیا ظاہر صاحب کہ انہیں اس طرح جکڑ دے دیا
لیکن یہ لوگ کرنل طارق کو تو فوری طور پر یہاں منگوا لیں گے
پھر۔“ توصیف نے کہا۔

”ہمیں وقت چاہئے تھا وہ مل گیا ہے اور ہمارے لئے یہی وقت ہی
قیمتی ہے۔“ ظاہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے پر
رکھ کر ان پر زور ڈالا تو اس کی کرسی چند لمحوں تک ڈھولتی رہی پھر ایک
دھماکے سے پیچھے جا گری۔ بلیک زرو پشت کے بل نیچے جا گر اٹھا۔ اس
نے نیچے گرتے ہی اپنی ٹھامی کھائی اور اس کی ٹانگیں اس کے جسم
کے اوپر سے گزر کر پیچھے جا گئیں۔ دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر سیدھا ہو

پھر بلیک زرو نے اس کے دونوں ہاتھ بھی کھول دیئے۔
 "آپ نے کمال کر دیا ہے ظاہر صاحب کرسی تو نہیں ٹوٹی پھر
 رسیاں کیسے ڈھیلی ہو گئیں....." توصیف نے فرش پر اپنی پڑی ہوئی
 کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر ٹوٹ جاتی تو پھر کام جلدی ہو جاتا۔ اب ذرا زیادہ سخت کرنی
 پڑی ہے۔ لیکن فلکا بازیاں کھانے کی وجہ سے جسم کا دباؤ رسیوں پر بار
 بار چڑا تو بہر حال انہوں نے ڈھیلنا ہونا ہی تھا۔ انہوں نے دراصل
 حماقت کی کہ ناٹکیں نہیں باندھیں ورنہ یہ نسخہ بے کار ہو جاتا۔"
 بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو توصیف نے اثبات میں سر ہلایا
 دیا۔ اس کے چہرے پر بلیک زرو کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو
 گئے تھے۔ بلیک زرو نے توصیف کی رسیاں کھولنے کے بعد اپنے لباس
 کی لکاشی یعنی شروع کر دی لیکن اس کی تمام جیبیں خالی تھیں۔

"دروازہ تو باہر سے بند ہے اور کرسی گرنے کا دھماکہ سن کر بھی
 کوئی نہیں آیا اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی جہہ خانہ ہے اور لوگ اوپر
 اور قاصطے پر موجود ہیں....." توصیف نے دروازے کی طرف بڑھتے
 ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے بھی یہی خطرہ تھا کہ کرسی کا دھماکہ سن کر کوئی آمد
 جائے....." بلیک زرو نے جواب دیا۔ دروازہ واقعی باہر سے بند تھا
 اور دروازے میں لاک بھی نہ تھا بلکہ باہر سے باقاعدہ جھنجھٹی لگائی گئی
 تھی۔ بلیک زرو نے ادھر ادھر کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر اس کی

گیا۔ توصیف حیرت بھرے انداز میں یہ سب ہوتا دیکھ رہا تھا۔ بلیک
 زرو نے ایک بار پھر پہلے کی طرح اپنی فلکا بازی کھائی اور پھر سیدھا ہو
 گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی جتناڑیم میں ڈروڑ کر رہا ہو۔ وہ
 مسلسل ایسا کرتا رہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے پیر سیدھے کیے اور
 پھر اس کا جسم اس طرح ڈھیلی پڑی ہوئی رسیوں میں سے گھسٹتا ہوا
 آگے کی طرف کھینکے گا جیسے رسیوں کے جال میں سے کوئی نکلتا ہے اور
 چند لمحوں کی بھرپور کوشش کے بعد وہ کرسی کی گرفت سے نکل کر آگے
 فرش پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
 اس کے دونوں ہاتھ چونکہ عقب میں بندھے ہوئے تھے اس لئے اٹھ کر
 کھڑے ہوتے ہوئے وہ ایک بار تو لڑکھوایا لیکن پھر اس کا جسم سنبھل
 گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے توصیف کی
 طرف بڑھ آیا۔

"گاٹھہ کو منہ سے کھولا....." بلیک زرو نے اس کے قریب جا کر
 اس کی طرف پشت کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک قدم آگے بڑھا کر
 اس نے دونوں بازو درازے اوپر اٹھا دیئے تاکہ رسی کی گاٹھہ توصیف
 کے منہ تک پہنچ جائے اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد گاٹھہ کھل گئی
 اور بلیک زرو کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس نے تیزی سے پہلے اپنی
 کلانیائیں مسلیں اور پھر وہ توصیف کی کرسی کے عقب میں آگیا۔ چند
 لمحوں بعد توصیف بھی رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو
 چکا تھا۔ اب اس کے صرف دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے

اوپر کی طرف اچھالا اور اس کے ہاتھ روشن دان میں موجود سلاخوں تک پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے وہ ان سلاخوں کو پکڑے ہوا میں لٹکا ہوا تھا۔ اس نے اسی طرح لٹکے ہوئے انداز میں بازوؤں کی پوری قوت لگا کر سلاخوں کو اپنی طرف جھکے دینے شروع کر دیئے لیکن سلاخیں اس قدر مضبوطی سے نصب تھیں کہ باوجود کافی کوشش کے ان میں معمولی سا فرق بھی نہ پڑا تو بلیک زرو نے ہاتھ چھوڑے اور اچھل کر نیچے کھڑا ہو گیا۔

اب کیا کیا جائے مجھے تو یوں لگتا ہے کہ ہم اس پوری عمارت میں اکیلے ہوں جب کہ وہ کرئل نوٹا اس کیپٹن سریندر کو تو یہی کہہ رہا تھا کہ اس نے اپنے ساتھیوں سمیت ہماری نگرانی کرنی ہے۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے وہ یہ بات کر کے ہمیں ڈال دینا چاہتا ہو ورنہ اس قدر زور دار دھماکوں کی آواز سن کر کوئی نہ کوئی تو بہر حال آہی جاتا۔“
توصیف نے جواب دیا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دروازے کی ساخت کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن چند لمحوں بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ دروازے کی ساخت ایسی تھی کہ نہ اسے اکھیر جاسکتا تھا اور نہ باہر ہاتھ نکال کر اسے کھولا جاسکتا تھا۔
”ظاہر صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں اب ان کی آمد کا انتظار ہی کرنا پڑے گا۔.....“ توصیف نے کہا۔

نظریں ایک سائینڈ پرہنے ہوئے روشن دان پر جم گئیں اس روشن دان سے بیرونی روشنی اندر آ رہی تھی لیکن روشن دان میں لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔

”تم مجھے کاندھے پر اٹھا سکتے ہو۔..... بلیک زرو نے توصیف سے کہا۔

”ہاں کیوں کیا آپ روشن دان تک پہنچنا چاہتے ہیں مگر اس میں تو سلاخیں لگی ہوئی ہیں۔.....“ توصیف نے کہا۔

”سلاخوں کے سرے ہی دیواروں میں دیئے ہوئے ہوں گے زور لگانے سے انہیں اکھڑا تو جاسکتا ہے۔.....“ بلیک زرو نے کہا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کرسی اٹھا کر اس دروازے پر مارنا شروع کر دیں اس طرح لازماً دھماکے کی آوازیں ان تک پہنچ جائیں گی اور پھر جو اندر آئے اسے قابو میں کر لیا جائے۔.....“ توصیف نے کہا۔

”چلو ایسا کر کے دیکھ لیتے ہیں۔.....“ بلیک زرو نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک کرسی اٹھائی اور اسے دروازے کے پاس لے جا کر اس نے پوری قوت سے اسے دروازے پر مارا۔ دروازہ چونکہ لوہے کا بنا ہوا تھا اس لئے اس کرسی کے نگرانے سے کافی زور واہ گونج سنائی دی۔
بلیک زرو نے ایک بار پھر کرسی ماری اور پھر وہ مسلسل ایسا کرنے لگا لیکن کافی دیر تک ایسا کرنے کے باوجود جب دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی تو بلیک زرو نے کرسی اٹھائی اور اس روشن دان کے نیچے رکھ کر وہ اس پر چڑھا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے جسم کو زور سے

"آؤ میرے کاندھے پر چڑھ کر یہ رسی اس روشن دان کی دو سلاخوں کے بیچے سے گزار دو"..... بلیک زبرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ نیچے بیٹھ گیا تو توصیف اس کے کاندھے پر چڑھا اور بلیک زبرو ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ توصیف اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے رسی کا سر روشن دان کی دو سلاخوں کے بیچے سے گزارا اور پھر اچھل کر نیچے اترا آیا۔ بلیک زبرو نے اس کے ہاتھ سے رسی لے کر اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد رسی تن گئی۔ اب رسی کا ایک سرا دروازے کے پینڈل سے بندھا ہوا تھا جب کہ رسی گھومتی ہوئی روشن دان کی دو سلاخوں کے بیچے سے گزر کر آ رہی تھی اور باقی رسی بلیک زبرو کے ہاتھ میں تھی جب کہ توصیف ابھی تک حیرت بھرے انداز میں کھڑا یہ عجیب و غریب کھیل دیکھ رہا تھا۔

"آپ آخر کرنا کیا چاہتے ہیں..... توصیف سے جب رہا نہ گیا تو آخر کار وہ بول ہی پڑا۔

"ابھی دیکھنا کیا ہوتا ہے"..... بلیک زبرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسی کا دوسرا سرا دروازہ اس پینڈل کے ساتھ باندھا۔ "دیکھو اس دروازے کے دوپٹ ہیں۔ ایک کو رسی کے ساتھ میں نے جکڑ دیا ہے۔ رسی چونکہ سائیل پر جا رہی ہے اس لئے اس کا زور سائیل پر جائے گا جب کہ دوسرے پٹ کے پینڈل کو میں جب پکڑ کر دوسری طرف جھٹکے دوں گا تو باہر موجود چٹخنی لا محالہ اس لوہے کے سرکل سے باہر آ جائے گی جس میں وہ بٹھسی ہوئی ہے"..... بلیک زبرو نے کہا اور

"نہیں کر نل نو شاد آیا تو اس کے ساتھ اور بہت سے لوگ بھی ہوں گے اور ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اس لئے ہم بھٹس بھی سکتے ہیں"..... بلیک زبرو نے کہا اور ایک بار پھر روشن دان کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"گڈ شو خواہ عزاہ ہم پریشان ہو رہے ہیں"..... بلیک زبرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی ترکیب سمجھ میں آ گئی ہے"..... توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں بالکل سیدھی سی بات تھی جو سمجھ میں ہی نہ آ رہی تھی۔" بلیک زبرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر رسی کے ساتھ بندھی ہوئی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ رسیاں کھول کر اس نے انہیں سیدھا کیا۔ اور پھر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ گانٹھ دینی شروع کر دی۔ توصیف خاموش کھڑا حیرت سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے سمجھ نہیں آ رہی کہ بلیک زبرو کیا کرنا چاہتا ہے۔ بلیک زبرو نے رسی تیار کی اور پھر وہ اسے اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسی کے ایک سرے کو دروازے کے اندر کی طرف لگے ہوئے پینڈل میں ڈال کر اس کے ساتھ گانٹھ لگا دی۔ پھر باقی رسی اٹھائے وہ روشن دان کی طرف بڑھ گیا۔

”آؤ..... بلیک زیرو نے پیچھے مڑ کر توصیف سے کہا اور وہ تیزی سے باہر نکل کر سڑک کر اس کرتے ہوئے دوسری طرف بھاگ گئے۔“
 ”یہ تو واقعی کافرستان ہے طاہر صاحب.....“ توصیف نے کہا اس کی نظریں سامنے ایک چھوٹے سے ریسٹوران کے بورڈ پر جی ہوتی تھیں جس پر کافرستان دارالحکومت کا نام درج تھا۔

”ٹھیک ہے جلدی چلو ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ وہ لوگ کسی بھی لمحے آ سکتے ہیں.....“ بلیک زیرو نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کالونی سے نکل کر بڑی شاہراہ پر پہنچ چکے تھے۔ چند لمحوں بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ ٹیکسی کو اشارہ توصیف نے کیا تھا۔

”مین مارکیٹ میں میرا آدمی موجود ہے وہاں پہنچ کر ہمیں سب کچھ مل سکتا ہے.....“ توصیف نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ چاہتا تو ناٹران کی خدمات بھی حاصل کر سکتا تھا لیکن وہ خود اس انداز میں سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں مین مارکیٹ کے بیرونی سٹاپ پر پہنچا دیا۔ ٹیکسی ریش کی وجہ سے اندر نہ جا سکتی تھی۔

”آپ جہاں ٹھہریں میں آ رہا ہوں.....“ توصیف نے ٹیکسی سے اترتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ بلیک زیرو ٹیکسی کے اندر بیٹھا رہا تھا اس لئے ٹیکسی ڈرائیور بھی خاموش اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد توصیف واپس آگیا۔

وہ سرائیڈل پکڑ کر اس نے ایک زوردار جھٹکا دیا تو دروازہ تھوڑا سا کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ بلیک زیرو نے دوسرا جھٹکا دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ دروازے کا ایک پٹ کھلتا چلا گیا۔ چھپتی واقعی نکل آئی تھی اور توصیف کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔
 ”یہ تو واقعی سامنے کی بات تھی.....“ توصیف نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”کام اگر ٹیکنیک کو مد نظر رکھ کر کیا جائے تو آسانی سے ہو جاتا ہے ویسے اگر ہم سرائیڈل کو پکڑ کر زور لگاتے رہتے تو یہ چھپتی کبھی نہ کھل سکتی.....“ بلیک زیرو نے جواب دیا اور دروازہ کر اس کر کے دوسری طرف آگیا۔ یہ ایک چھوٹی سی بند راہداری تھی جس کے آخر میں سیردھیاں اوپر جا رہی تھیں اوپر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ وہ دونوں سیردھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے۔ بلیک زیرو نے دروازہ کھولا تو وہ کھل گیا۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا۔ بلیک زیرو نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کمرے میں آگیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے اس چھوٹی سی عمارت کو گھوم کر گھوم کر چیک کر لیا وہاں واقعی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ باہر پھاٹک کے پاس آئے۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی باہر سے بند تھی جب کہ بڑا پھاٹک اندر سے بند تھا۔ بلیک زیرو نے بڑا پھاٹک کھولا اور باہر جھانکا تو اس نے دیکھا کہ یہ عمارت کسی کالونی میں واقع ہے۔ باہر سڑک پر ٹریفک آ جا رہی تھی۔

ہے۔..... توصیف نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں میک اپ کر کے اور لباس تبدیل کر کے ایک
بڑے کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔

”میرا خیال ہے کچھ کھانی لیا جائے یہاں کچن میں سب کچھ موجود ہے
چائے بھی بن سکتی ہے۔..... توصیف نے کہا۔

”ہاں چائے بھی بنالاء اور کھانے کے لئے بھی کچھ لے آؤ۔“ بلیک
زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو توصیف سر ہلاتا ہوا کمرے کے
دروازے سے باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھے
ہوئے فون کا رسیور اٹھایا فون میں ٹون موجود تھی۔ اس نے نمبر داخل
کرنے شروع کر دیئے۔

”یس راجہ شری ہو ٹل۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

”یہاں سپروائزر مارک ہوگا اس سے بات کرنی ہے میں اس کا
دوست بول رہا ہوں مائیکل۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”آج ان کی ڈیوٹی نہیں ہے وہ گھر میں گئے۔..... دوسری طرف
سے جواب دیا گیا۔

”ان کے گھر کا نمبر بتا دیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایک منٹ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد ایک نمبر بتا دیا گیا۔ بلیک زیرو نے ٹھکر یہ ادا کیا اور
لرنیٹل دیا کر اس نے دوبارہ نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔

”روپ کالونی چلو۔..... توصیف نے ٹیکسی کی فرنٹ سیٹ پر
بیٹھے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
ٹیکسی بیک کر کے اس نے ایک بار پھر سڑک پر ڈال دی۔ تقریباً نصف
گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک جدید تعمیر شدہ کالونی میں پہنچ گئے۔
توصیف نے ٹیکسی ایک ریسٹوران کے سامنے رکوائی اور پھر وہ نیچے اتر
گیا۔ بلیک زیرو بھی خاموشی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ توصیف
نے میسرڈیکھ کر نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ بھاری ٹپ بھی دے دی تو
ٹیکسی ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھالے گیا۔

”آئیے۔..... ٹیکسی آگے بڑھنے کے بعد توصیف نے کہا اور وہ دونوں
پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد توصیف ایک چھوٹی
کوفٹی کے گیٹ پر رکا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر
دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا بھانک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

”یہ کارڈ۔..... توصیف نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر نوجوان
کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یس سرفون بھی آگیا ہے۔ میری ضرورت ہوگی یا میں جاؤں۔“
نوجوان نے کارڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نی الحال تم جا سکتے ہو۔..... توصیف نے کہا تو نوجوان نے کارڈ
جیب میں ڈالا اور سلام کر کے پیدل ہی آگے بڑھ گیا جب کہ توصیف

اور بلیک زیرو کوفٹی میں داخل ہو گئے۔
”یہاں لباس میک اپ کا سامان کارکنسی اور اسلحہ سب کچھ موجود

”میں..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”مارک سے ملتا ہے.....“ بلیک زرو نے کہا۔

”میں مارک بول رہا ہوں آپ کون صاحب بات کر رہے

ہیں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مائیکل بول رہا ہوں ایکس زیرو مائیکل.....“ بلیک زرو نے

کہا۔

”اوہ اوہ آپ کیا حکم ہے فرمائیں.....“ اس بار دوسری طرف سے

مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ملٹری انٹیلی جنس میں ایک شعبہ قائم کیا گیا ہے جو ساتسی

لیبارٹری کی حفاظت کا کام کرتا ہے اس کا چیف کرنل نوشاد ہے اس

کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں.....“ بلیک زرو نے کہا۔

”کس قسم کی معلومات.....“ مارک نے پوچھا۔

”اس کی رہائش گاہ اور ایسی ہی دوسری تفصیلات.....“ بلیک

زرو نے کہا۔

”آپ کس نمبر سے بات کر رہے ہیں.....“ مارک نے پوچھا۔

”تم کتنی دیر تک یہ معلومات حاصل کر سکتے ہو..... میں تمہیں خود

فون کر لوں گا.....“ بلیک زرو نے کہا۔

”ایک گھنٹہ بعد اسی نمبر پر فون کر لیں.....“ دوسری طرف سے کہا

گیا اور بلیک زرو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے توصیف

ایک لمبی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا جس پر چائے کے برتنوں کے

ساتھ کھانے کا بھی وافر سامان موجود تھا۔

”کسے فون کیا ہے آپ نے.....“ توصیف نے پوچھا۔

”یہاں راجہ شری ہوٹل میں ایک چیف سپروائزر کام کرتا ہے

مارک۔ اس نے خفیہ طور پر مخبری کی تنظیم بھی بنائی ہوئی ہے۔ خاصا

تیز آدمی ہے خاص طور پر فوج میں اس کے آدمیوں کا خاصا اثر و رسوخ

ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ اس کا مستقل معاہدہ ہے اور

ایک کوڈ اس سے ملے ہے۔ ایکس زیرو مائیکل۔ یہ کوڈ دہرانے پر وہ

مجھ جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے کال کی جا رہی ہے

اور وہ ضروری معلومات مہیا کر دیتا ہے۔ کام کا اسے انتہائی محقول

معاوضہ مل جاتا ہے میں نے اسے فون کر کے کرنل نوشاد کے بارے

میں معلومات طلب کی ہیں.....“ بلیک زرو نے پوری وضاحت

کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب کرنل نوشاد کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ہم

نے کیا کرنا ہے میرا تو خیال تھا کہ ہم میک اپ کر کے لباس بدل کر

چارٹرڈ طیارے سے واپس اپ لینڈ جائیں ہمارا مسند تو اس لیبارٹری

میں جا کر ہی حل ہوگا.....“ توصیف نے چائے بناتے ہوئے کہا۔

”اب ہمارا لیبارٹری تک پہنچنا عام حالات سے بھی زیادہ مشکل ہو

جائے گا کیونکہ جیسے ہی انہیں اطلاع ملے گی کہ ہم ان کی قید سے فرار ہو

گئے ہیں انہوں نے سب سے زیادہ توجہ لیبارٹری پر ہی دینی ہے جب کہ

میں سوچ رہا ہوں کہ اس کرنل نوشاد کے میک اپ میں لیبارٹری پہنچنا

جائے۔ میرا قد و قامت کر ٹل نوٹاؤ سے ملتا ہے تم کیپٹن سریندر بن
 جانا اس طرح سارے راستے خود بخود کھل جائیں گے۔..... بلیک زرو
 نے کہا تو صیف نے اشیات میں سر ملادیا۔
 "گڈ پلاننگ یہ تو واقعی فول پروف پلاننگ ہے آپ کا انداز دیکھ
 کر مجھے بار بار یہی شک ہوتا ہے کہ کہیں آپ عمران تو نہیں ہیں۔"
 تو صیف نے سٹیکس لیٹے ہوئے کہا اور بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔
 "عمران اتنی در تک سنجیدہ رہ سکتا ہے۔..... بلیک زرو نے کہا تو
 تو صیف بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

عمران صاحب اس بار سیکرٹ سروس کا کوئی رکن بھی ہمارے
 ساتھ نہیں ہے اس کی کیا وجہ۔..... ٹائیگر نے ساتھ بیٹھے ہوئے
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت طیارے کی نشستوں پر
 موجود تھے۔ یہ طیارہ پاکیشیا سے اپ لینڈ کی طرف پرواز کر رہا تھا۔
 طیارے میں دونوں اکیلے تھے۔

"سیکرٹ سروس کے چیف کی کتنی روز بروز جلدی جا رہی ہے
 اس لئے مجبوراً مجھے ایم کو محدود کرنا پڑا ہے۔..... عمران نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا۔

"میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا۔..... ٹائیگر نے حیران
 ہوتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ایم لیڈر کو ایک خاص رقم
 یکمشت مل جاتی ہے۔ اب سارے اغراجات اس کے ذمے ہوتے ہیں۔

ہے تاکہ سارا خرچہ ہی بچایا جائے۔..... عمران نے کہا تو ٹائیکر نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ عمران کی بات اسے مبہم نہیں ہو رہی لیکن ظاہر ہے عمران کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ جو ان کی وجہ سے عمران کی اسٹائپ کی سرکاری ویکسینی ڈارک لائٹ کے چمپ آسکر سے جو بات جیت ہوئی تھی اس سے ساری صورتحال واضح ہو گئی تھی۔ کافرستان بھی یقیناً مارسیلاریز کی بنیاد پر خوفناک ہتھیار تیار کرنا چاہتا تھا اور اسٹائپ بھی۔ کافرستان نے اس ہتھیار کو پاکیشیا اور سپر پاور سے خفیہ رکھنے کے لئے اس کی لیبارٹری اپ لینڈ میں قائم کرنے کا پلان بنایا ہو گا اور جس طرح عمران کو پہلے تو صیف کی طرف سے ڈاکٹر شو تارا ڈاؤر ڈاکٹر سمرتی کے سلسلے میں رپورٹ ملی تھی اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ چونکہ ڈاکٹر سمرتی جو مارسیلاریز دریافت کرنے والا تھا کافرستانی خواہ تھا اس لئے اس نے بھی یقیناً خفیہ طور پر اس ہتھیار کے لئے کام کرنے کی حامی بھر لی ہوگی لیکن مارسیلاریز سے ہتھیار تیار کرنے میں اصل رکاوٹ ان ریز کے سکولنے اور ایک مرکز پر اکٹھے ہونے کا تھا جو کہ ڈاکٹر یونس کے فارمولے سے حل ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اسٹائپ بھی ڈاکٹر یونس اور اس کے فارمولے کے پیچھے بھاگ رہا تھا اور کافرستان نے بھی اس کی خدمات حاصل کر لی تھیں اور ڈاکٹر یونس کو بھی شاید اپنے اس فارمولے کی اس اہمیت کا احساس ہو گیا تھا اس لئے اس نے باقاعدہ سودا بازی شروع کر دی تھی اور کافرستان نے بہر حال اس کی شرائط پوری کر دی ہوں گی یا انہیں پورا

کرنے کا وعدہ کر لیا ہو گا اس لئے وہ کافرستان شفٹ ہو گیا اور پاکیشیا میں اس کی فرضی موت کا باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا تاکہ پاکیشیا ہمیشہ کے لئے اسے بھول جائے۔ ان ساری تفصیلات سننے کے بعد اب عمران کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر یونس اور اس کے اس فارمولے کو کافرستان کے استعمال میں آنے سے ہر قیمت پر روکے کیونکہ اگر کافرستان یہ خوفناک اور انتہائی جدید ترین ہتھیار تیار کر لیتا ہے تو لامحالہ اس کا نشانہ پاکیشیا ہی بن سکتا ہے چونکہ وہ پہلے ظاہر کو اپ لینڈ بھیج چکا تھا اس لئے اب وہ ٹیم کو ساتھ لے کر وہاں نہ جاسکتا تھا۔ آسکر سے بات کرنے کے بعد اس نے تو صیف اور بلیک زرد سے رابطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن نہ ہی تو صیف سے رابطہ ہو سکا اور نہ ہی بلیک زرد سے۔ چنانچہ وہ ٹائیکر کو ساتھ لے کر فوری طور پر اپ لینڈ روانہ ہو گیا تھا۔ دانش منزل کا نظام اس نے سلیمان کے ذمے لگا دیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان بلیک زرد اور اس کی عدم موجودگی میں بطور ایکسٹرنسٹ سنبھال لے گا اور اگر اسے کوئی مسئلہ ہوا تو وہ عمران سے رابطہ کر سکتا تھا۔ اس لئے عمران اس طرف سے بھی مطمئن تھا چونکہ عمران کو معلوم تھا کہ اپ لینڈ جا کر بہر حال بلیک زرد سے ان کی ملاقات ہو جائے گی اس لئے اس نے ٹائیکر کو یہ ساری کہانی سنائی تھی۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ اپ لینڈ دارالحکومت کے جدید تعمیر شدہ خوبصورت ایئر پورٹ پر اتار گیا۔ عمران اور ٹائیکر جینٹلمن وغیرہ سے آسانی سے فارغ ہو کر باہر نکلے۔ عمران

بچے کی طرف کرتے ہوئے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "میں نے بتایا ہے کہ وہ بھی میرا شاگرد رہا ہے اور ضروری نہیں کہ
 ہر شاگرد ہی ناخلف ثابت ہو۔"..... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے بھرے
 پر یلخت شرمندگی کے تاثرات ابھرائے۔ ظاہر ہے وہ عمران کے طنز کو
 اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"ارے ارے یہ لفظ میں نے تمہاری بجائے اس کے لئے استعمال
 کیا ہے۔"..... عمران نے اس کے بھرے پر شرمندگی کے تاثرات
 ابھرتے دیکھ کر کہا تو ٹائیگر پھسکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
 ٹیکسی ایک چار منزلہ ہوٹل کے سامنے پہنچ کر رک گئی اور ٹائیگر اور
 عمران نیچے اتر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل کے ایک کمرے میں
 موجود تھے۔ عمران نے کمرے میں پہنچتے ہی فون کا رسیور اٹھایا اس کے
 نیچے لگا ہوا بین پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر
 ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"یس احمد خان بول رہا ہوں۔"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
 سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھب بول رہا ہوں۔"..... عمران نے کہا۔
 "اوہ آپ۔ کہاں سے بول رہے ہیں۔"..... دوسری طرف سے کہا
 گیا۔

"ہوٹل پاپانی کے کمرہ نمبر آٹھ دوسری منزل سے۔"..... عمران نے
 جواب دیا۔

میک اپ میں تھا جب کہ ٹائیگر اپنی اصل شکل میں تھا۔
 "اب کیا ہمیں پہلے ظاہر صاحب کو تلاش کرنا ہوگا۔"..... ٹائیگر نے
 ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی عمران سے پوچھا۔
 "تم اچھے شاگرد ہو کہ استاد کا شمارہ چلتے ہو۔"..... عمران نے برا
 سامنہ بتاتے ہوئے کہا وہ اب ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے
 تھے۔

"شمارہ کیا مطلب۔"..... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔
 "تمہارا مطلب ہے کہ جب تک میں اپنے رقیب مشن ظاہر کو
 تلاش کروں وہ مشن مکمل کر کے واپس چیف تک پہنچ بھی جائے پھر
 مجھے کیا ملے گا۔ آغا سلیمان پاشا کی جھڑکیاں۔"..... عمران نے کہا تو
 ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ظاہر صاحب چاہے لاکھ سپیشل ایجنٹ ہوں لیکن مجھے یقین ہے
 کہ وہ یہ مشن مکمل نہیں کر سکیں گے۔"..... ٹائیگر نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"اس یقین کی وجہ۔"..... عمران نے کہا۔ اس دوران وہ ٹیکسی
 سٹینڈ تک پہنچ چکے تھے۔

"ہوٹل پاپانی چلو۔"..... عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر عقبی
 سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا جب کہ ٹائیگر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور
 ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"وجہ تو کوئی نہیں لیکن میں مجھے یقین ہے۔"..... ٹائیگر نے منہ

"میں وہیں آ رہا ہوں میرے پاس آپ کے لئے اہتائی اہم معلومات موجود ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر سیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس "تھیں منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"ییس کم ان"..... عمران نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک خوش پوش لہجے قد اور بھاری جسم کا مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ بیٹھو احمد خان یہ میرا ساتھی ہے ٹائٹیکر..... عمران نے آنے والے سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ٹائٹیکر دروازہ بند کرو"..... عمران نے ٹائٹیکر سے کہا اور ٹائٹیکر نے اچھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

"پرفس صورت حال اہتائی پیچیدہ ہے۔ میں نے آپ کا فون ملنے کے بعد مسلسل کام کیا ہے"..... احمد خان نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جمید مت باندھو۔ اصل بات کرو"..... عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے لیبارٹری کا کھوج نکال لیا ہے لیکن اب وہ لیبارٹری آف کی جا رہی ہے کیونکہ اس لیبارٹری کا بڑا سائنس دان ڈاکٹر ایم وائی خان ہیلی کا پٹر کے حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے۔ وہاں نصب مشینری پیک کی جا رہی ہے اور اب وہاں موسمیاتی مشن قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے"..... احمد خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

• ڈاکٹر ایم وائی خان ہلاک ہو گیا ہے لیکن ایسی کوئی خبر تو نشر نہیں ہوئی..... عمران نے کہا۔

"خبر فوجی مقاصد کے تحت روک دی گئی ہے ویسے یہ حقیقت ہے کہ ہیلی کا پٹر کریش ہوا ہے اور اس میں موجود پائلٹ اور دوسرا آدمی بھی ہلاک ہوا ہے اور یہ ہیلی کا پٹر اسی لیبارٹری سے ہی اڑا تھا"..... احمد خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کہاں واقع ہے اس کی تفصیلات بتاؤ"..... عمران نے کہا تو احمد خان نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"ٹھیک ہے اب باقی میں خود کنفرم کر لوں گا"..... عمران نے کہا تو احمد خان اچھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سلام کیا اور خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ ٹائٹیکر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور احمد خان کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ عمران کے چہرے پر حورو فکر کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا اور پھر سیور اٹھا کر اس نے ایک بار پھر فون بیس کے نیچے لگا ہوا بیس پر بیس کیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نانران بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی نانران کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ فرمائیے"..... دوسری طرف سے نانران

مجھے اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر نوٹس جس کاب نام شاید ڈاکٹر ایم وائی خان رکھا گیا ہے۔ لیبارٹری سے کافرستان جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کریش ہو جانے سے ہلاک ہو گیا ہے اور اس کی ہلاکت کے بعد اب لیبارٹری کو آف کر دیا گیا ہے اور وہاں نصب کی جانے والی مشینز پیک کی جا رہی ہے اور اب وہاں موسمیاتی سنٹر بنایا جائے گا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ڈاکٹر نوٹس کی موت کا دوسری بار ڈرامہ کھیلایا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ کنگ اور سٹارک کی سرگرمیوں یا پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کی وجہ سے حکومت کافرستان نے معاملات کو کمیو فلاج کر دیا ہو چونکہ یہ لیبارٹری دراصل حکومت کافرستان کے تحت بنائی جا رہی ہے اس لئے اس واقعہ کے پیچھے اگر واقعی ڈرامہ ہے تو پھر اس میں کافرستان کا ہی ہاتھ ہوگا۔ میں اس کی مکمل تصدیق چاہتا ہوں..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے مجھے کس فیلڈ میں کام کرنا پڑے گا۔ وزارت سائنس میں یا کسی اور ادارے میں....." ناثران نے پوچھا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ جو ہیلی کاپٹر کریش ہوا ہے وہ کافرستان ملٹری کا تھا اور یہ ہتھیار بھی دفاعی نوعیت کا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری کا چارج فوج کے پاس ہوگا اور فوج میں ملٹری انٹیلی جنس ہی ایسے کام کر سکتی ہے تم ملٹری انٹیلی جنس میں اپنے آدمیوں کو مٹولو دہیں سے اس بارے میں جلد معلوم ہو سکے گا....." عمران نے کہا۔

"یہ کام آسانی سے ہو جائے گا وہاں میرے خاص آدمی موجود ہیں۔"

نے بے تکلفانہ ہلچے میں کہا۔

"چیف نے جہارے ڈے اسٹاپیہ کے دوسرے کاری پہنچاؤں کنگ اور سٹارک کی تلاش کا کام لگایا تھا....." عمران نے کہا۔

"جی ہاں لگایا تھا اور میں نے جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق وہ لوگ کافرستان سے اپ لینڈ چلے گئے تھے اور اس سے پہلے کہ میں چیف کو رپورٹ دیتا چیف نے خود ہی مجھے کہہ دیا کہ اب ان کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے....." ناثران نے جواب دیا۔

"یہ دونوں آدمی ایک پاکیشیائی ڈاکٹر نوٹس کی تلاش میں آئے تھے۔ ڈاکٹر نوٹس سائنس دان ہے جبکہ نے کوئی فارمولا لکھا دیا۔ اسٹاپیہ اس ڈاکٹر نوٹس اور اس کے فارمولے کو حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن ڈاکٹر نوٹس نے پاکیشیا سے غداری کی اور فارمولے سمیت کافرستان شفٹ ہو گیا جب کہ پاکیشیا میں اس کی موت کا فرضی ڈرامہ تیار کیا گیا کہ اس کا کارڈیکسٹنٹ ہو گیا ہے اور وہ اس ایکسٹنٹ میں جل کر راکھ ہو چکا ہے اور اس کا فارمولا بھی ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے۔ کنگ اور سٹارک نے شاید ڈاکٹر نوٹس کے ملازم سے اصل حالات معلوم کر لئے اور اس ملازم کو ہلاک کر کے وہ کافرستان چلے گئے لیکن پھر انہیں معلوم ہو گیا کہ کافرستان نے اس فارمولے پر بننے والے ہتھیار کو خفیہ رکھنے کے لئے حکومت اپ لینڈ سے مل کر اپ لینڈ میں کوئی خفیہ لیبارٹری تیار کر لی ہے اور ڈاکٹر نوٹس وہاں شفٹ ہو چکا ہے اس لئے وہ اپ لینڈ چلے گئے۔ میں ان کے پیچھے یہاں اپ لینڈ پہنچا ہوں لیکن یہاں آنے پر

یہ مشیزی نصب کی جائے فی الحال یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے۔
 ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اس کرئل نوشادہ کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کرئل نوشادہ دارالحکومت کی قدیم کالونی سوان مندر میں رہائش پذیر ہے وہاں اس کی ذاتی کوٹھی ہے جس کا نام شانتی دلا ہے۔" ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تم ایسا کرو کہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ ڈاکٹر یونس کو کہاں رکھا گیا ہے۔ ہم کل کافرستان پہنچ جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کس وقت پہنچیں گے؟" ناثران نے کہا۔

"ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ بہر حال تم کام جاری رکھو۔" عمران نے کہا اور پھر خدا حافظ کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔
 "آپ نے اس لیبارٹری میں جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے شاید؟" ناننگر نے کہا۔

"ہاں وہاں جا کر اب کیا کرنا ہے ہمارا مشن اس ڈاکٹر یونس سے اس کا وہ فارمولا حاصل کرنا ہے تاکہ کافرستان کو مارسیلا ریڈ پر مبنی اختیار بنانے سے روکا جاسکے۔" عمران نے جواب دیا اور ناننگر نے حثبات میں سر ہلا دیا۔

خان کے ساتھ پیش آنے والا یہ حادثہ باقاعدہ پہلے سے ترتیب شدہ تھا اور یہ سارا ڈرامہ کرئل نوشادہ نے کھیلا ہے۔ ناثران نے کہا۔
 "کرئل نوشادہ کون ہے اور اب وہ ڈاکٹر کہاں ہے اور اس ڈرامے کی وجہ؟" عمران نے کہا۔

"کافرستان نے حال ہی میں ملٹری اسٹیلی جنس میں ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا ہے جس کا کام ایسی سائنس لیبارٹریوں کی حفاظت ہے جہاں دفاعی مقاصد کے تحت ہتھیاروں کی تیاری پر کام ہوتا ہے۔ اس شعبے کا سربراہ کرئل نوشادہ کو بنایا گیا ہے یہ پہلے سے ہی ملٹری اسٹیلی جنس میں تھا لیکن غیر اہم آدمی تھا اب اسے اہمیت دی گئی ہے بنایا جاتا ہے کہ موجودہ پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ خصوصی خاندانی تعلقات کی وجہ سے اسے یہ اہم عہدہ دیا گیا ہے۔ باقی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ڈاکٹر کہاں ہے۔ کرئل نوشادہ اسے اپنے ساتھ لے کر گیا ہے اور ابھی تک کرئل نوشادہ کی بھی واپسی نہیں ہوئی۔ وجوہات کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیائی ہتھیاروں نے ملٹری کے کسی کرئل احمد خان کو اغوا کر کے اس سے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لی تھیں۔ پھر کرئل نوشادہ ان دونوں پاکیشیائی ہتھیاروں کو گرفتار بھی کر لیا تھا لیکن پھر وہ ان کی تحویل سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ بہر حال اعلیٰ سطح پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس حادثے کو سامنے لایا جائے اور لیبارٹری بھی آف کر دی جائے جب حالات حتمی طور پر درست ہو جائیں گے پھر شاید کسی اور لیبارٹری میں

نے بیٹھا آنے والا۔

”ویسے مجھے حیرت ہے کہ قتل کی یہ لوگ پوری طرح جکڑے ہوئے تھے اور پھر دروازہ بھی باہر سے بند تھا اس کے باوجود انہوں نے رسیاں بھی کھول لیں اور دروازہ بھی..... کیپٹن سریندر نے کہا۔

”میرے بھی وہم و گمان میں نہ تھا کہ یہ لوگ ایسا کر لیں گے ورنہ میں وہاں باہر واقعی نگرانی کرتا۔ میں نے تو انہیں صرف نگرانی کی دھمکی دی تھی تاکہ وہ لوگ بھگنے کی کوشش ہی نہ کریں۔ بہر حال اب ہم انہیں پکڑنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے اپنی بجسی کے آدمی ان کے پیچھے لگائے ہوئے ہیں دیکھو کوئی نہ کوئی اطلاع مل ہی جائے گی“..... کرنل نوشاد نے کہا۔ اسی لمحے پرسنل سیکرٹری ٹرائی ویکلیٹی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ٹرائی پر جانے کے سامان کے ساتھ ساتھ سنسکس بھی موجود تھے۔ اس نے ٹرائی میز کے قریب روکی اور پھر جانے کے برتن اٹھا کر میز پر رکھنے شروع کر دیئے اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نوشاد نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہیں.....“ کرنل نوشاد نے کہا۔

”سربراہ منسٹر ہاؤس سے کال ہے“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”نیس بات کراؤ“..... کرنل نوشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو.....“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی باوقار آواز سنائی دی اور

کرنل نوشاد کچھ گیا کہ پراہم منسٹر صاحب بذات خود بول رہے ہیں۔

”سر میں کرنل نوشاد بول رہا ہوں سر“..... کرنل نوشاد نے

کرنل نوشاد کیپٹن سریندر کے ساتھ جیسے ہی اپنے آفس میں داخل ہوا۔ وہاں موجود اس کی پرسنل سیکرٹری اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اس نے فوجی انداز میں سلام کیا۔

”ہمارے لئے چائے لے آؤ ہم بہت تھک گئے ہیں“..... کرنل نوشاد نے سر سے کیپ اٹار کر ایک طرف دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ہک سے لٹکاتے ہوئے پرسنل سیکرٹری سے کہا جو فوجی یونیفارم میں ہی ملبوس تھی۔

”ہیں کرنل.....“ پرسنل سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے مرکز دفتر سے باہر نکل گئی۔

”بیٹھو کیپٹن سریندر اب ہم ڈاکٹر خان سے تو فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہم نے ان پاکستانی بھینٹوں کو گرفتار کرنا ہے“..... کرنل نوشاد نے میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بریف کر دیا ہے کہ وہ اس فارمولے کے سلسلے میں کام کرتے رہیں۔
انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ڈاکٹر خان سے دوستی کر کے اس فارمولے
کے سلسلے میں ان سے ساری معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر
فارمولا ان سے علیحدہ کر کے ہمیں اطلاع کر دیں گے۔..... کرنل
نوشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان پاکیشیائی ہتھیانوں کے بارے میں کیا مزید معلومات بھی ہیں
جو جہادی قید سے رہا ہو گئے تھے۔ تم اگر انہیں ہلاک کر دیتے تو یہ
جہاد اہست بڑا کارنامہ ہوتا۔..... پرائم منسٹر نے کہا۔

”سرا انہوں نے کرنل طارق کے بارے میں بات ہی ایسی کر دی
تھی کہ مجھے اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا ویسے وہ لوگ مجھے اس قدر شاطر اور
تیز بھی نہ لگے تھے کہ اس طرح انتہائی مضبوط گرفت سے نکل جائیں
گے لیکن سر قہر فکرنہ کریں میری ہتھیسی کے آدمی ان کے پیچھے لگے
ہوئے ہیں ہم پہلے کی طرح جلد ہی انہیں دوبارہ پکڑ لیں گے۔“ کرنل
نوشاد نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے ان ہتھیانوں کے بارے میں جو تفصیلات مہیا کی ہیں ان
کے مطابق ان کا تعلق تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے معلوم نہیں ہوتا
کیونکہ پاکیشیا کے مشہور ایجنٹ علی عمران کے بات کرنے کے
مخصوص انداز کا تو ہمیں علم ہے پھر وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔“ پرائم
منسٹر نے کہا۔

”میرے اپنے آپ کو ایکریٹین ایجنٹ کہہ رہے تھے۔ بہر حال اب یہ

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”ڈاکٹر خان کے سلسلے میں کیا رپورٹ ہے۔..... دوسری طرف
سے پوچھا گیا۔

”سر ڈاکٹر خان کو طے شدہ سپاٹ پر پہنچا دیا گیا ہے سر میں اور کیپٹن
سریندر ابھی وہاں سے واپس آئے ہیں سر۔..... کرنل نوشاد نے جواب
دیا۔

”اور ڈاکٹر خان کا فارمولا وہ کہاں ہے۔..... پرائم منسٹر صاحب
نے پوچھا۔

”جی ان کے پاس ہے وہ اسے کسی صورت بھی علیحدہ کرنے کے
لئے تیار نہیں تھے بلکہ انہوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر یہ فارمولا ان
سے علیحدہ کیا گیا تو وہ خود کشی کر لیں گے اور پھر یہ فارمولا کبھی مکمل
نہ ہو سکے گا کیونکہ قبول ان کے فارمولے کے بنیادی پوائنٹس انہوں
نے اپنے ذہن میں رکھے ہوئے ہیں اس لئے مجبوراً فارمولے کو وہیں
چھوڑنا پڑا سر۔..... کرنل نوشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں بہر حال وہ فارمولا ان سے علیحدہ کرنا ہے کیونکہ
پاکیشیائی ہتھیانوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ اس دوسرے حادثے کو بھی
تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے بھی پہلے کی طرح
ڈرامہ ہی سمجھیں اور ڈاکٹر خان کے کھوج میں لگے رہیں۔..... پرائم
منسٹر نے کہا۔

”میں سر اس خدشے کے پیش نظر میں نے ڈاکٹر امر ناتھ کو علیحدہ

نوشاد بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ کیا یہ بات طے ہے کہ وہی ہیں"..... کرنل نوشاد نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں سر وہی ہیں۔ سرے آدمیوں نے کوٹھی کو گھیر رکھا ہے اب قہ جیسے حکم دیں"..... کیپٹن پرشاد نے کہا۔

"تم کو بھی میں بے ہوش کر دیتے والی گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کرو اور پھر انہیں نمبر ایون ہیڈ کو اثر کے بلیک روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع دو اور سنو یہ اہتائی خطرناک انتہت ہیں اس لئے خیال رکھنا اس بار یہ فرار نہ ہونے چاہئیں"..... کرنل نوشاد نے کہا۔

"میں سر میں سمجھتا ہوں سر"..... کیپٹن پرشاد نے جواب دیا۔

"کیسے ان کا پتہ چلا"..... کرنل نوشاد نے کہا۔

"سر ہم نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈسٹنڈ ٹکالا جس نے پٹلے ہمارے اڈے والی کالونی کے باہر سے انہیں اٹھایا تھا۔ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ کر پٹلے مین مارکیٹ گئے۔ ان میں سے ایک ٹیکسی میں ہی بیٹھا رہا جب کہ دوسرا اثر مارکیٹ میں چلا گیا۔ کافی دیر بعد وہ واپس آیا اور انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور کو روپ کالونی چلنے کے لئے کہا۔ روپ کالونی میں داخل ہوتے ہی ایک ریسٹوران کے قریب انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی۔ ہم اس ریسٹوران تک پہنچے اور پھر ہم نے ان کے چلیے اور لباس بتا کر وہاں پوچھ گچھ شروع کی تو ایک کوٹھی کے چوکیدار نے بتایا کہ اس نے اس چلیے اور لباس پہنے ہوئے دو آدمیوں کو روپ کالونی کی

لوگ ہاتھ آئیں گے تو پھر ان سے پوری تفصیل معلوم ہو جائے گی"..... کرنل نوشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے جیسے ہی یہ لوگ پکڑے جائیں تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے مجھے ان کی طرف سے ہر حد فکر ہے گڈ بائی"..... پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل نوشاد نے رسیور رکھا اور پھر جائے پینے اور سٹینکس کھانے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی انہوں نے چائے ختم ہی کی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل نوشاد نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"میں"..... کرنل نوشاد نے کہا۔

"سر کیپٹن پرشاد کی کال ہے"..... دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

"اوہ اچھا بات کراؤ جلدی"..... کرنل نوشاد نے چوکھتے ہوئے کہا کیونکہ کیپٹن پرشاد اس سیشن کا انچارج تھا جو ان پاکیشیائی ہتھکنٹوں کو تلاش کر رہا تھا۔

"ہیلو سر میں کیپٹن پرشاد بول رہا ہوں سر"..... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں کیپٹن کیا رپورٹ ہے"..... کرنل نوشاد نے اہتائی اشتیاق سے لہجے میں کہا۔

"سر ہم نے انہیں تلاش کر لیا ہے سر وہ اس وقت ساریکس کالونی کی ایک کوٹھی میں موجود ہیں"..... کیپٹن پرشاد نے کہا تو کرنل

”گڈ گئے جی خدشہ تھا کہ اگر تم نے اسے چھوڑ دیا تو وہ انہیں اطلاع کسی بھی ذریعے سے پہنچا سکتا تھا۔ بہر حال تم فوری ایکشن کرو اور جب یہ دونوں خبر ایون ہیڈ کو وارٹر کے بلیک روم میں پہنچ جائیں تو تجھے فوراً اطلاع کرو“..... کرنل نوشاد نے کہا۔

”ییس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل نوشاد نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”وہ لوگ پکڑے گئے“..... کرنل نوشاد نے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہونے اپنے اسسٹنٹ کیپٹن سریندر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”گڈ میوز سر ویسے میرا تو خیال ہے کہ انہیں فوری ہلاک کر دیا جائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ پھر فرار ہو جائیں“..... کیپٹن سریندر نے کہا۔

”اوہ نہیں اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ خبر ایون ہیڈ کو وارٹر کے بلیک روم سے تو ان کی رو میں بھی بغیر سری اجازت کے باہر نہیں جا سکتیں۔ اب میں انہیں بتاؤں گا کہ کرنل نوشاد کو دھوکہ دینے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے“..... کرنل نوشاد نے کہا اور کیپٹن سریندر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد

کوٹھی خبر آٹھ سوچ میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم اس کو ٹھی پر پہنچے تو کوٹھی میں ایک مقامی نوجوان موجود تھا لیکن وہ دونوں موجود نہ تھے۔ اس نوجوان پر جب تشدد کیا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ دونوں یہاں موجود کار لے کر چلے گئے ہیں۔ اس نوجوان سے اس کار کا نمبر رنگ اور ماڈل معلوم کیا گیا اور ساتھ ہی اس نوجوان نے یہ بھی بتا دیا کہ آتے وقت ان کے چلے اور لباس تھے جاتے وقت انہوں نے چلے بھی بدل لئے تھے اور لباس بھی۔ اس کو ٹھی کی تلاش کے دوران ان کے لباس بھی مل گئے جو انہوں نے پہلے پہن رکھے تھے۔ ہمارے آدمیوں نے سارے شہر میں اس کار کی تلاش شروع کر دی اور پھر اطلاع مل گئی کہ یہ کار ساریکس کالونی میں دیکھی گئی ہے اور پھر وہ کوٹھی بھی تلاش کر لی گئی جہاں یہ کار موجود تھی۔ ہم نے ایڈور این ٹی ایکس بھیجی تاکہ جیکنگ بھی کر لی۔ اندر دو آدمی موجود ہیں۔ ان کے چلے اور لباس وہی ہیں جو اس روپ کالونی کی کوٹھی والے نوجوان نے بتائے تھے۔ سناخچہ ہم نے کوٹھی کو گھر لیا ہے اور اب میں آپ کو سیشن فون پر کال کر رہا ہوں“..... کیپٹن پرشاد نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس نوجوان کا تم نے کیا کیا“..... کرنل نوشاد نے ہونٹ مٹھینچے ہوئے کہا۔

”وہ تشدد کے بعد خاصا زخمی ہو گیا تھا ہم نے اسے گولی مار دی۔ ویسے بھی خطرہ تھا کہ وہ انہیں اطلاع نہ کر دے۔ ہم نے اس کی لاش انہی کوٹھی میں چھوڑ دی ہے“..... کیپٹن پرشاد نے جواب دیا۔

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لافانی شاہکار

ریڈ میڈ وسائے

ریڈ میڈ وسائے دنیا کی خطرناک ترین تنظیم جو عمران اور سیکرٹ سروس کو کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہ تھی۔

عمران اور سلیمان ریڈ میڈ وسائے قاتل کمپنیوں کی زبوں آکر ڈھانچوں میں بدل گئے۔

ریڈ میڈ وسائے جو لیا پر تشدد کی انتہا کر دی۔ اور جولیا کے دونوں گال جل گئے اور اس کے ایک سر کا تمام گوشت تیزاب سے جلادیا گیا۔ ایکسٹو کی پشت میں گولی مار دی گئی۔ اور پھر ایک پراسرار ایکسٹو نے دانش منزل پر قبضہ کر لیا۔ پیر پراسرار ایکسٹو کون تھا۔

ریڈ میڈ وسائے نے اپنی ذہانت سے پوری سیکرٹ سروس کا تار پلوڈ کھیر دیا

عمران سیریز میں اور ریڈ میڈ وسائے درمیان ہونے والی اہمیت کی جگہ لہذا دینے والے ایکشن چوکا دینے والے سپنس اور ہنگامہ خیز قبضے انسان سے درندہ بن گیا۔

عمران سیکرٹ سروس اور ریڈ میڈ وسائے درمیان ہونے والی اہمیت کی جگہ لہذا دینے والے ایکشن چوکا دینے والے سپنس اور ہنگامہ خیز قبضے

ناشران۔ یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

○ وہ لمحہ جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبرا ایک گاڑی میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ڈیرہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اور پھر کیا ہوا۔؟

○ صاف۔۔ جس نے تن تھا سٹلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا۔؟

○ گہباگا۔۔ سٹلی دنیا کی انتہائی باقوت شیطانی طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقابل تخییر جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور جب اس کی مارشل آرٹ کی تمام سمات دھری کی دھری رہ گئی۔ اس لڑائی کا کیا انجام ہوا۔؟

○ سٹلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور دہل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل 'انتہائی خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پر اسرار 'خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔ اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔؟

قصی مختلف انداز کی نئی اور پر اسرار کہانی

انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پر اسرار جدوجہد

○ ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سٹلی دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔

○ خیر و شر کے درمیان ایک ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

انوکھا، دلچسپ اور تھریز ناول

● ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔

=====

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

=====

عمران میرزے میں ایک دلچسپ ہنگامہ خیز اور بکثرت سے بہرہ ور ناول

ہاٹ فیلڈ

مصنف منظر نگار ایم اے

ہاٹ فیلڈ - ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا پر اقتدار کی خواہاں تھی لیکن جس کا نام تک کوئی نہ جانتا تھا۔

ہاٹ فیلڈ - ایک ایسی تنظیم جس کے تحت پوری دنیا میں سینکڑوں غیر منظم اور گروپ کام کر رہے تھے لیکن تنظیمیں اور گروپ ہاٹ فیلڈ کے نام سے جسی واقف نہ تھے۔

گراؤنڈ ماسٹر - ہاٹ فیلڈ کی ایک ایسی ماتحت تنظیم جس نے عمران اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم پر اس وقت ناز کھول دیا جب عمران نے اپنی بہن شریا کی شادی کے سلسلے میں پاکستانی سیکرٹ سروس کو دعوت دے رکھی تھی۔ ایک ایسا حملہ جس کا نشانہ عمران اور پوری سیکرٹ سروس تھی کیا حملہ کامیاب رہا یا؟

پنی - دن گروپ - ایک کریمیا کا ایک ایسا گروپ جو براہ راست ہاٹ فیلڈ کے تحت تھا اور جس نے پاکستان میں تحریک کار و اور خوریزی کی انتہا کر دی۔

پنی - دن گروپ - جس کی وجہ سے پہلی بار عمران نے ہاٹ فیلڈ کا نام سنا اور پھر اس نے ہاٹ فیلڈ کی تلاش شروع کر دی۔ مگر دنیا کی کوئی معلومات و فحوت کتنا دلی ایجنسی، کوئی آدمی ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ تھا۔ کیوں؟

گراؤنڈ ماسٹر - جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر اس وقت اچانک اندھا دھند ناز کھول دیا جب وہ ملک نماؤں کے ایئر پورٹ پر اتارے اور پھر دیکھتے دیکھتے

عمران اور اس کے ساتھی جولیا، صفدر، کپٹن شکیل، تنویر اور مائیکر خون میں است پت سینکڑوں افراد کے سامنے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے کیا واقعی ایسا ہو گیا؟

لارین - گراؤنڈ ماسٹر کا چیف جسے پاکستان میں شکیل کرنے پر موت کی سزا دی گئی کیوں ہلاک ہو گیا؟

روجر - گراؤنڈ ماسٹر کا دوسرا چیف جس نے عمران کے کہنے پر خود اپنے ہاتھوں بلدی تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔ کیوں؟

مادام گاربو - ہاٹ فیلڈ کے ایک ایسے گروپ کی چیف جس نے گراؤنڈ ماسٹر کو روک اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

مادام گاربو - جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مخرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مخرم دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار کھینچ دیا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟

مادام گاربو - ایک ایسا کردار جسے اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ جس کے ذریعے عمران ہاٹ فیلڈ سے منسلک تھے۔ انتہائی حیرت انگیز پھر کونسا لارڈ - ہاٹ فیلڈ کا ایک ایسا نمائندہ جو ایک کریمیا کی سرکاری ایجنسی کا چیف تھا جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیسے جی باتوں میں بند کر دیا کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان باتوں سے نجات مل سکی۔ یا۔؟

• عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاٹ فیلڈ کے دیگر عیوضات حاصل کرنے کیلئے خوریزی جہاد کی۔ جتنا تنظیموں اور گروپوں سے ٹکرائے اور بے پناہ قتل و غارتگی باوجود کہ وہ ہاٹ فیلڈ کے دیگر کچھ جان سکے یا انہیں ناکامی کا جی نہ دیکھنا پڑا۔ حیرت انگیز ترین زلزلہ مسلسل اور بے پناہ بکثرت کا ایک ایسا شاکر جو آپ کو مد توں یاد ہے۔

یوسف برادر - پاک گیٹ مل

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ سنسنی خیز اور یادگار ناول

دشمن جولیا

مکمل ناول

مصنف ————— مغربہ کلیم ایم ایس

• جولیا نے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے انتہائی قیمتی فائل حاصل کر کے غائب کر دی۔ کیا جولیا واقعی پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دشمن ہو گئی تھی یا؟
• ایکٹو کے جواب طلب کرنے پر جولیا نے فائل کے حصول کا سارا الزام براہ راست ایکٹو پر لگا دیا۔ کیا جولیا ایکٹو کے خلاف کام کر رہی تھی؟
• وہ لمحہ — جب تنویر جولیا کو دشمن قرار دے کر اسے گولی مار دینے کے درپے ہو گیا اور اگر عمران درمیان میں نہ پڑ جاتا تو تنویر جولیا کو گولی مار چکا ہوتا — انتہائی حیرت انگیز سچو کشن — کیا تنویر حق پر تھا؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے کھلے عام وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر بے دریغ قتل عام شروع کر دیا۔ اس طرح وہ کھلے عام دشمنی پر اتر آئی۔
• وہ لمحہ — جب جولیا نے وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ریکارڈ روم کے علیے کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا — کیا جولیا

واقعی دشمن کا روپ دھار چکی تھی — یا —؟

• وہ لمحہ — جب جولیا نے برطانوی قتل عام کا اعتراف کرنا نہیں کیا۔
• ایکٹو نے اسے قاتل قرار دینے سے انکار کر دیا — کیوں؟
• انتہائی حیرت انگیز سچو کشن۔
• فلاور — ایک ایسی غیر ملکی لیڈی ایکٹو — جس نے پنڈت سے نہ صرف عمران بلکہ ہندی سیکرٹ سروس کو جھوٹا بنا لیا۔ بس کی انتہا پر پہنچا دیا۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوشش کے فلاور کے مقابلے پر مکمل طور پر شکست کھا گئے۔
• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تاکہ می کی اصل وجہ جولیا تھی؟
• یا — یا —؟

انتہائی دلچسپ سنسنی خیز
اور یادگار ناول

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے۔

یوسف براؤن — پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام بہ مقام، کردار، واقعہ اور پیش کردہ پورے تشریفاتی مضامین کسی قسم کی جبری یا کوئی مطابقت محض اتفاقی ہوگی جس کیلئے بہ ہرگز مصنف، پرنٹر، قلمی ذمہ دار نہیں ہونگے

محترم قارئین۔ سلام مسنون! ناول ”لاسٹ اپ سیٹ“ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ یقیناً عروج کی طرف بڑھتی ہوئی اس بے مثال اور منفرد جدوجہد پر مشتمل یہ کہانی پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

علی پور ضلع مظفر گڑھ سے ڈاکٹر افتخار احمد خان غالب صاحب لکھتے ہیں۔ ”آپ کا ناول ”لائف بڑا کپکپکس“ مجھ پسند آیا ہے البتہ اس کے پہلے حصہ کے صفحہ نمبر 208 پر ایک جگہ اچانک جوانا کا نمودار ہونا اور پھر اسی طرح اچانک غائب ہو جانا سمجھ میں نہیں آیا۔ امید ہے کہ آپ ضرور وضاحت کریں گے۔“

محترم ڈاکٹر افتخار احمد خان غالب صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا مجھ شکر ہے۔ آپ نے جوانا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس بارے میں بے شمار دیگر قارئین نے بھی خطوط لکھے ہیں اور اسی طرح حیرت کا اظہار کیا ہے اصل میں یہ کارنامہ کمپیوٹر گرافک ٹائیسٹ صاحب کا ہے انہوں نے فائل پر تنقید کے وقت تصویر کی جگہ نہ صرف جوانا لکھ دیا تھا بلکہ اس کے مخصوص لفظ ماسٹر کا بھی اضافہ کر دیا تھا اس

ناشران ————— اشرف قریشی

————— یوسف قریشی

پرنٹر ————— محمد یونس

طابع ————— ندیم یونس پرنٹر لاہور

قیمت ————— 45 روپے



گزارشات پر کلنل تدھر میں گئے۔

محترم مرزا نوید احمد بیگ صاحب خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکر ہے۔ قارئین کو تو اپنی آراء کے اظہار کا حق حاصل ہے اور پوری دنیا میں پیلے ہوئے میرے قارئین میں ہر عمر ہر مزاج اور ہر طبع کا قاری شامل ہے اور قارئین کی آراء ہمیشہ میرے لئے مشعل راہ بنی رہی ہے۔ جن قارئین کے خط کا آپ نے ذکر کیا ہے ان کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ ناولوں میں فحاشی یا اس قسم کی کوئی بات شامل کی جائے بلکہ وہ اپنے مزاج کے مطابق ناولوں میں ہلکا چمکا رومانس شامل کرنا چاہتے تھے اور میں نے ان کے خط کا جواب بھی دے دیا تھا مجھے یقین ہے کہ اس جواب نے انہیں بھی مطمئن کر دیا ہو گا۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں آپ اور آپ کے گھر والے میرے ناول آئندہ بھی بلا خوف و خطر ہی پڑھتے رہیں گے۔

خان بیگہ شلیح رحیم یار خان سے حسن محمود سحر صاحب لکھتے ہیں۔ ”آپ نے ”لائگ برڈ کپیکس“ جیسا خوبصورت ناول لکھ کر تمام قارئین کے دل ایک بار پھر جیت لے ہیں لیکن آپ نے اس ناول میں صالحہ کو شامل نہ کر کے زیادتی کی ہے شاید آپ صالحہ کو انہی اس قاتل نہیں سمجھتے کہ وہ اسرائیل میں کام کر سکے۔ حالانکہ ہماری نظر میں صالحہ جو لایا سے زیادہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ امید ہے آپ آئندہ صالحہ کو ضرور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا پورا پورا موقع دیں گے۔“

محترم حسن محمود سحر صاحب خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد

کی وجہ شاید یہ بنی ہو کہ یہاں تو میر نے جوان والا ایکشن دوہرایا تھا اس نے کردار کو گردن سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا اور چونکہ یہ کام اکثر جوان کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے ٹائپسٹ صاحب نے یہ سمجھا کہ مصنف یہاں غلطی سے جوان کی بجائے خاتون کو لکھ گیا ہے آئندہ ایڈیشن میں بہر حال یہ غلطی دور کر دی جائے گی۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

حیدر آباد سندھ سے مرزا نوید احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول بیحد پسند ہیں۔ خاص طور پر ”لائگ برڈ کپیکس“ تو ایک شاہکار ناول ثابت ہوا ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس بے مثال جدوجہد کا مظاہرہ کیا ہے اور جس طرح اس کپیکس میں داخل ہو کر اسے تباہ کیا ہے وہ واقعی ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ خاص طور پر اس ناول کے اختتام پر جو سسپنس نمودار ہوا اس نے واقعی ہمارے دلوں کی دھڑکنیں تک روک دی تھیں ایسا شاندار ناول لکھنے پر ہماری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ اس ناول میں آپ نے اپنے سترہ قارئین کی طرف سے ایک مشترکہ خط شائع کیا ہے ہمیں یہ خط پڑھ کر بیحد افسوس ہوا ہے کہ وہ صاحبان آپ کے ناولوں میں بھی وہ کچھ شامل کرنا چاہتے ہیں جس کی عدم موجودگی آپ کے ناولوں کا حقیقی حسن ہے اور جس کی وجہ سے نہ صرف ہم بلکہ ہمارے گھر والے جن میں خواتین بھی شامل ہیں بلا خوف و خطر آپ کے ناول پڑھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ہرگز ایسے قارئین کی

شکریہ۔ صالحہ میں واقعی بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں لیکن بہر حال اسے ابھی جولیا جیسا تجربہ حاصل نہیں ہے۔ جولیا میں صلاحیتوں کی کوئی کمی نہیں ہے البتہ اس کا مزاج ایسا ہے کہ وہ عمران کی موجودگی میں اپنی صلاحیتوں کا کھل کر اظہار نہیں کرتی لیکن جہاں موقع ہوتا ہے وہاں جولیا کی صلاحیتیں کھل کر سامنے آ جاتی ہیں اور عمران کو بھی ان صلاحیتوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں صالحہ بھی جلد ہی اپنے آپ کو اس سطح پر لے آئے گی کہ عمران اسے اپنے ساتھ شامل کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا محفل

مظہر کلیم ایم۔ اے

کنگ اور سٹارک نے ٹیکسی سورن مندر کالونی کے آغاز میں ہی چھوڑ دی اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے کالونی میں داخل ہو گئے۔ وہ لیبارٹری میں ایک رات گزار کر دوسرے روز اپ لینڈ کے دارالحکومت پہنچے تھے اور پھر وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کالفرنسٹان کے دارالحکومت پہنچے۔ یہاں ایک ہوٹل میں ٹھہر کر انہوں نے سب سے پہلے اسلحے کا بندوبست کیا اور پھر ٹیکسی لے کر وہ سورن مندر کالونی روانہ ہو گئے۔ کنگ کا پروگرام یہی تھا کہ وہ کرنل نوشاد کی بیٹی شانتی کو یرغمال بنا کر کرنل نوشاد کو مجبور کر دے گا کہ وہ ڈاکٹر بونس اور اس کا فارمولا اس کے حوالے کر دے اور یہ کام کنگ کے لئے مشکل نہ تھا اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ یہ ایک خاصی قدیم کالونی تھی۔ کیونکہ یہاں کی عمارتوں کے ڈیزائن ایتھانی قدیم تھے لیکن یہ عمارتیں خاصے وسیع ایریے میں بنی ہوئی تھیں۔ کافی

در تک وہ کالونی کی مختلف سڑکوں پر گھومتے رہے لیکن انہیں کہیں "شانتی ولا" لکھا ہوا نظر نہ آیا۔
"میرا خیال ہے کسی سے معلوم کرنا پڑے گا"..... ستارک نے کہا۔

"نہیں اس طرح ہم مشکوک ہو سکتے ہیں بہر حال وہ ملزئی انتہیلی جنس کا کرنل ہے"..... کنگ نے جواب دیا تو ستارک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک سڑک پر چلتے ہوئے اچانک ان کی نظریں ایک پرانے ڈیزائن کی خاصی بڑی کوٹھی کے گیٹ پر پڑ گئیں جہاں "شانتی ولا" کا باقاعدہ بورڈ لگا ہوا تھا اور پھر غور سے دیکھنے پر ستون پر بھی قدرے مٹے ہوئے "شانتی ولا" کے الفاظ نظر آئے۔

"کوٹھی تو خاصی بڑی ہے تجھانے یہاں کتنے ملازم ہوں"۔ ستارک نے کوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جتنے بھی ہوں ان سب کو ہلاک کرنا ہوگا"..... کنگ نے جواب دیا اور پھر وہ سڑک کراس کر کے کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ کنگ نے کال بیل کے بین پر انگلی رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد کوٹھی کا چھوٹا بھانگ کھلا اور ایک اوجھڑ عمر آدمی باہر آگیا۔ وہ اپنے انداز اور لباس سے ملازم لگتا تھا۔

"کرنل نوشاد صاحب سے ملنا ہے"..... کنگ نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ تو کوٹھی پر نہیں ہیں جناب"..... ملازم نے اہتیائی ادب

بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ان کی بیگم اور صاحبزادی تو ہوں گی۔ یہ میرا بیٹھا ہے یہ ان کی بیٹی کا دوست ہے۔ ہم گرٹ لینڈ سے آئے ہیں"..... کنگ نے ستارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ سب تو اپنے آبائی گاؤں گئے ہوئے ہیں آج کل یونیورسٹی میں چھٹیاں ہیں سبھاں تو میں اکیلا ہوں جناب"..... ملازم نے پریشان ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"بہر حال ہم تو باہر سے آئے ہیں اس لئے اب ہم تو یہیں رہیں گے تم کرنل صاحب سے فون پر ہماری بات کرادو اس کے بعد وہ جیسے کہیں گے ویسے کر لیں گے"..... کنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب آئیے اندر تشریف لے آئیے"..... ملازم نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور کنگ اور ستارک اندر داخل ہو گئے۔

"آپ کا سامان جناب"..... ملازم نے پوچھا۔
"سامان ابھی ایر پورٹ پر ہے وہاں سے منگوالیں گے"..... کنگ نے جواب دیا تو ملازم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بھانگ بند کر کے وہ انہیں اپنے ساتھ کوٹھی کے اندر لے آیا۔

"آپ ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں میں کرنل صاحب کے دفتر فون کرتا ہوں جناب"..... ملازم نے کہا۔

"نہیں میں نے خود بات کرنی ہے اس لئے تم ہمارے سامنے بات کرو"..... کنگ نے کہا تو ملازم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ

انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہے سنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف چٹائی پر فون موجود تھا۔ ملازم نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"میں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جگن ناٹھ بول رہا ہوں کرنل صاحب کی کوٹھی سے۔ کرنل صاحب سے بات کرو میں..... ملازم نے کہا۔

"وہ تو موجود نہیں ہیں کسی مشن پر گئے ہوئے ہیں۔ تم نے کیا کہنا ہے کوئی پیغام ہو تو دے دو..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کے سہمان آئے بھی گرےٹ لینڈ سے۔ انہوں نے بات کرنی تھی..... جگن ناٹھ نے کہا۔

"مہمان لیکن صاحب کی فیملی تو کوٹھی پر موجود نہیں ہے میری بات کراؤ سہمانوں سے..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ملازم نے رسیور کنگ کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو میرا نام جانسن ہے اور میں گرےٹ لینڈ سے آیا ہوں۔" کنگ نے کہا۔

"مسٹر جانسن کرنل صاحب ایک خصوصی خفیہ مشن پر گئے ہوئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کب آئیں گے۔ ان کی فیملی بھی آبائی گاؤں گئی ہوئی ہے اس لئے آپ بہتر ہے کسی ہوٹل میں رہائش پذیر ہو جائیں۔ ہوٹل کا بل کرنل صاحب ادا کر دیں گے اس طرح

آپ کو تکلیف نہیں ہوگی..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا آپ فوری طور پر کرنل صاحب سے میری بات نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے آج واپس چلے جانا ہے..... کنگ نے کہا۔
"سوری سر مجھے خود مسوئم نہیں کہ وہ کب واپس آئیں گے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے پھر ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر کبھی آنا ہوا تو ان سے ملاقات ہو جائے گی گڈ بائی..... کنگ نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ کون بول رہا تھا..... کنگ نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"جی ان کے آفس کا آدمی تھا..... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا آبائی گاؤں کہاں ہے..... کنگ نے پوچھا۔
"جی راج گڑھ سبھاں سے چار سو کھو میڑ دور قصبہ ہے..... ملازم نے جواب دیا۔

"وہاں کا تفصیلی پتہ بتاؤ تاکہ ہم وہاں چلے جائیں۔ میرا ہتھیار ان کی صاحبزادی سے ملنا چاہتا ہے۔ کچھ گفت انہیں پہنچانے ہیں۔ کرنل صاحب سے پھر کبھی ملاقات ہو جائے گی..... کنگ نے کہا تو ملازم نے انہیں قصبہ کے بارے میں اور ان کے آبائی گھر کے بارے میں تفصیل بتائی شروع کر دی۔ کنگ نے مزید سوالات کر کے اس سے اپنی مرضی کی تفصیلات بھی حاصل کر لیں۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔“ کنگ نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور ملازم چھتھا ہوا اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔

”اس کی گردن تو دو سٹارک اور لاسٹ کی کسی گٹھوغرہ میں ڈال دو۔“ کنگ نے سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا۔ ملازم نیچے کر کر چند لمحے جھپٹنے کے بعد ساکت ہو گیا تھا۔

”نہیں باس۔“ سٹارک نے کہا اور فرش پر بے ہوش پڑے ملازم کی طرف مڑ گیا۔

”میں اس دوران اس کو نفی کی تلاشی لے لوں ہو سکتا ہے کوئی کام کی چیز مل جائے۔“ کنگ نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کو نفی میں گھومتے ہوئے اچانک کنگ ایک ایسے کمرے کے دروازے پر پہنچا جو بند تھا اور اس پر باقاعدہ تالا لگا ہوا تھا۔ کنگ نے جیب سے ریوالتور نکالا اس کی نال تالے پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دھماکے سے تالا ٹوٹ گیا تو کنگ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ باقاعدہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک طرف بڑی سی دفتری میز موجود تھی۔ کنگ نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ میز کی دراز سے ایک پرسل ڈائری دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ڈائری کھول کر دیکھی اور اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ یہ کرنل نوشاد کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ڈائری تھی۔ کنگ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ڈائری کے آخری

مندرجات پڑھنے شروع کر دیے۔ یہ ایک روز جیلے کی تحریر تھی کیونکہ اس پر باقاعدہ تاریخ پڑی ہوئی تھی اور کرنل نوشاد نے اس میں ڈاکٹر خان کے پہلی کا پڑ میں فرضی حادثے کی تفصیل لکھی ہوئی تھی کہ اس نے کس طرح اس کا پلان بنایا۔ تحریر کے آخر میں پہنچ کر کنگ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہاں کرنل نوشاد نے لکھا تھا کہ وزیراعظم کے ساتھ ہونے والے فیصلے کے مطابق ڈاکٹر خان کو تاسیر بہاڑی پر واقع لیبارٹری میں رکھا جائے گا جس کا انچارج ڈاکٹر امر ناتھ ہے اور اس کے ساتھ ہی تحریر ختم ہو گئی تھی۔ کنگ نے مسکراتے ہوئے ڈائری بند کی اسے واپس دراز میں رکھ کر وہ اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا دل مسرت سے بیلوں اچھل رہا تھا کیونکہ ایک لحاظ سے اس نے ڈاکٹر خان کی خفیہ پناہ گاہ کا پتہ چلا دیا تھا اب اسے کرنل نوشاد کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل نوشاد ڈاکٹر یونس کو وہاں چھوڑ کر مطمئن ہو کر واپس آجائے گا جب کہ وہ اس دوران وہاں پہنچ کر ڈاکٹر خان کو ہلاک کر کے اس سے فارمولا حاصل کر کے اسٹالیہ بھیج دیا جائے گا۔ سہتاچہ تھوڑی دیر بعد وہ سٹارک کے ساتھ کو نفی سے ٹکل کر واپس ہوئی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”باس اب ہمیں راج گڑھ جانا ہوگا۔“ سٹارک نے کو نفی سے باہر نکلے ہی کہا۔

”نہیں۔“ کنگ نے کہا اور اس نے دفتر کی تلاشی، ڈائری کی دستیابی اور اس میں لکھی ہوئی تحریر کی تفصیل بتادی۔

”ویری گڈ باس پھر تو مسئلہ حل ہو گیا لیکن یہ تاملر بہاؤ کہاں ہے..... سٹارک نے کہا۔“
 ”اس بارے میں معلومات آسانی سے مل جائیں گی یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے..... کنگ نے جواب دیا اور سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔“

جسم میں دوڑنے والی درد کی تیز لہر نے بلیک زیرو کے سونے ہوئے ذہن کو بے اختیار چھوڑ دیا اور اس کی مدد صرف آنکھیں کھل گئیں بلکہ اس کا سو یا ہوا شعور بھی جاگ اٹھا۔ اس نے آنکھیں کھلتے ہی بے اختیار اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمبے وہ یہ محسوس کر کے بے اختیار چونک پڑا کہ اس کا جسم دیوار کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر دیوار میں نصب فولادی کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اس کے دونوں پیروں کو بھی دیوار کے ساتھ کڑوں میں پک کر دیا گیا تھا۔ اس طرح وہ اب بازوؤں اور ٹانگوں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ بلیک زیرو نے گردن گھمائی تو ساتھ ہی توصیف بھی اسی انداز میں جکڑا ہوا نظر آیا۔ جب کہ ایک فوجی توصیف کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ کمرے میں ہر طرف ناہنجنگ کا اہتائی بعد یہ سامان نکمرا ہوا تھا لیکن دیواروں کے ساتھ قدیم زمانے

کے کوڑے، تلواریں اور خنجر بھی لٹکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ سٹے والی دیوار کے کونے میں ایک فولادی دروازہ تھا جو اپنی ساخت کے لحاظ سے ساؤنڈ پروف کرے گا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ کمرے کی چھت پر ایک خاص جگہ سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ کمرے میں ایک سائیڈ پر چار لوہے کی مضبوط کرسیاں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو کے ذہن میں یہ سب دیکھ کر بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے اسے یاد تھا کہ اس نے توصیف کے ساتھ روپ کالونی کی کوٹھی میں اس لئے چھوڑ دی تھی کہ کہیں ٹیکسی ڈرائیور کی وجہ سے انہیں تلاش نہ کر لیا جائے اور توصیف نے بھی اس کے آئیڈیے کی تائید کی تھی اور پھر توصیف نے اپنے اس سنگھ دوست کو فون کر کے جس سے اس نے یہ کوٹھی حاصل کی تھی ایک دوسری خفیہ کوٹھی حاصل کی جو ایک اور کالونی ساریکس میں تھی۔ پھر اس نوجوان کے آنے پر جو ان سے پہلے اس کوٹھی میں موجود تھا وہاں سے کار لے کر اس نئی کالونی والی کوٹھی میں پہنچ گئے تھے اور وہاں پہنچ کر وہ پوری طرح مطمئن ہو گئے تھے کہ اب انہیں سابقہ علیوں اور لباسوں کی مدد سے کسی طور پر ٹریس نہیں کیا جاسکتا۔ انہیں مارک نے کہا تھا کہ وہ کرنل نوشاد کے بارے میں جلد ہی مکمل تفصیلات انہیں مہیا کر دے گا اور وہ ان تفصیلات کے حصول کے انتظار میں ہی تھے کہ اچانک بلیک زیرو کا اپنا ذہن جھکنا ہوا محسوس ہوا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اچانک خوفناک زلزلہ آگیا ہو اور پھر اس سے پہلے کہ وہ

منہلدا اس کا ذہن تاریک ہو گیا اور اب اسے یہاں اس تاریک روم میں ہوش آیا تھا۔ اسی لمحے وہ فوجی انجینئر لگا کر واپس مڑا۔
"ہم کہاں ہیں سسر..... بلیک زیرو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔"

"موت کے منہ میں..... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"

"وہ تو ہمیں اپنی حالت سے لگ رہا ہے لیکن کم از کم ہمیں مرنے سے پہلے اس بات کا حق تو حاصل ہے کہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہمیں کس کے ہاتھوں موت آ رہی ہے..... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔"

"تم کرنل نوشاد کے سیکشن ہیڈ کو آرٹریں ہو۔ ابھی کرنل صاحب پہنچنے والے ہیں..... نوجوان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا باہر جا کر اس نے بھاری دروازہ بند کر دیا۔ اسی لمحے توصیف کے لٹکے ہوئے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے۔ بلیک زیرو کے ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت اور بڑھ گئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب کرنل نوشاد انہیں گولی مارے بغیر واپس نہیں جائے گا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ کرنل نوشاد کے آنے سے پہلے وہ اپنی ہائی کی کوئی نہ کوئی ترکیب سوچ لے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ خوشی بھی تھی کہ قدرت نے اسے خود بخود کرنل نوشاد تک پہنچا دیا ہے۔ اگر وہ کسی طرح رہا ہو

سکے تو پھر وہ آسانی سے توصیف کو کرنل نوشاد بنا سکتا ہے لیکن پہلا مسئلہ رہائی کا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو حرکت دے کر انہیں کنڈوں سے نکلنے کی کوشش شروع کر دی لیکن کنڈے اس کی کلائی کے گرد اس طرح پھنسے ہوئے تھے کہ اس کا ہاتھ کسی بھی صورت میں اس میں سے پھسل کر باہر نہ آ سکتا تھا۔ اسی لمحے توصیف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ظاہر صاحب یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں؟..... توصیف نے کہا۔
"کرنل نوشاد کے کسی سیکشن ہیڈ کو ارٹھر میں..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اودہ اس بار تو وہ ہمیں زندہ نہ چھوڑے گا..... توصیف نے کہا۔
"ہاں اس لئے ہمیں بہر حال اس کی آمد سے پہلے پہلے ان کنڈوں سے رہائی حاصل کرنی ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو بڑا آسان کام ہے..... توصیف نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"آسان کام کیا مطلب کہیے..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کلاک کلاک کی آواز کے ساتھ ہی توصیف کے دونوں ہاتھ کنڈوں سے آزاد ہو گئے تو بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں چلی گئیں۔ درمیان سے کھلے ہوئے کنڈے اب دیوار کے ساتھ لگے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی توصیف تیزی سے اپنے پیروں پر جھکا اور ایک بار پھر کلاک کلاک کی آواز سنائی

دی اور دوسرے لمحے توصیف اچھل کر آگے بڑھ گیا۔
"یہ تم نے کیسے کر لیا..... بلیک زیرو واقعی یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

"یہ ترکیب میں نے عمران صاحب سے سیکھی تھی اور پھر اس کی باقاعدہ پریکٹس کی تھی اس لئے اب ایسے کنڈے میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہے۔ ان کنڈوں میں بٹن لگے ہوئے ہوتے ہیں مسئلہ صرف انگلیوں کو مخصوص انداز میں موڑ کر کنڈوں تک پہنچانا اور انہیں پریس کرنا ہوتا ہے..... توصیف نے اس کے بازو آزاد کرتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بزرگ ٹھیک ہی کہتے ہیں جانے استاد خالی است..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر توصیف کے پیچھے ہٹ جانے پر وہ اپنے پیروں پر جھکا اور چند لمحوں بعد وہ بھی ان کنڈوں کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہو چکا تھا۔

"آپ کی بات درست ہے..... توصیف نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئے لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں بھاری دروازہ کھلتا ہوا محسوس ہوا تو وہ دونوں تیزی سے دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور کرنل نوشاد اور کپٹن سرہندو دھڑ دھڑلے ہوئے۔

"ارے یہ کیا..... کرنل نوشاد کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ بلیک

دوسرے لمحے کنکاک کی آواز کے ساتھ ہی نوجوان کا جسم کرسی پر ہی ڈھلا پڑ گیا بلیک زرو نے انتہائی مہارت اور پمپری سے ایک جھٹکے میں اس کی گردن اس طرح توڑ دی تھی کہ اسے جھٹکے کا بھی موقع نہ مل سکا تھا۔ جیسے ہی نوجوان کا جسم ڈھلا پڑا بلیک زرو نے اس کے سر اور کاندھے سے ہاتھ ہٹائے اور تیزی سے اس کی گلاشی لمبی شروع کر دی۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک مشین پشیل موجود تھا۔ بلیک زرو مشین پشیل ہاتھ میں لئے تیزی سے باہر آیا اور آگے بڑھ گیا یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جس میں ایک چھوٹا سا تہہ خانہ بھی تھا لیکن اس نوجوان کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا۔

”یہ کیما سیکشن ہیڈ کو آرٹر ہے“..... بلیک زرو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے وہاں اسی ٹائٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 ”ان میں سے کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے“..... توصیف نے بلیک زرو کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”باہر ایک ہی آدمی تھا جسے میں نے ہلاک کر دیا ہے لیکن ہمارا یہاں زیادہ دیر تک ٹھہرنا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں میک اپ کا سامان بھی موجود نہیں ہے البتہ باہر ایک فوجی چیپ موجود ہے تم ایسا کرو کہ کیپٹن سریندر کی یونیفارم اتار کر پہن لو جب کہ میں اس کو قتل نوشادی کی یونیفارم پہن لیتا ہوں اس کے بعد ہم یہاں سے نکل جائیں گے“..... بلیک زرو نے کہا تو توصیف نے اشیات میں سر ملادیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں فوجی یونیفارم پہن چکے تھے۔

زیرد اور توصیف دونوں ان پر بھوکے عقاب کی طرح ٹوٹ پڑے اور چند لمحوں بعد وہ دونوں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”ان کی گلاشی لو میں اسی دوران باہر کی صورت حال دیکھ آؤں“..... بلیک زرو نے توصیف سے کہا اور تیزی سے مڑ کر کھلے دروازے سے نکل کر دوسری طرف راہداری میں آگیا۔ راہداری ایک طرف سے بند تھی جب کہ دوسری طرف سڑکیاں تھیں جو اوپر ایک کھلے برآمدے میں جا کر ختم ہوتی تھیں۔ بلیک زرو احتیاط سے سڑکیاں چرھتا ہوا اوپر پہنچا اس نے گردن گھما کر دیکھا تو برآمدے میں کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ سسٹے پورج میں ایک فوجی چیپ کھڑی ہوئی تھی بلیک زرو برآمدے میں پہنچ کر تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو کمرے میں ایک میز اور کئی کرسیاں موجود تھیں اور وہی فوجی نوجوان جس نے انہیں انجکشن لگا کر ہوش دلایا تھا۔ کرسی پر بیٹھا فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اس کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی۔

”ٹھیک ہے میں کرنل صاحب کو بتا دوں گا کہ ان کے سہمان آئے تھے تم بے فکر رہو ابھی کرنل صاحب مصروف ہیں“..... نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زرو بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا نوجوان نے بلیک زرو کے اندر داخل ہونے کی آہٹ سن کر گردن دروازے کی طرف موڑی ہی تھی کہ بلیک زرو بھوکے عقاب کی طرح اس پر چھپ پڑا۔ اور

چھوٹے گیٹ سے باہر آکر اس نے اسے بند کر کے اس کا کٹا ابھی باہر سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد جیب خاصی تیز رفتاری سے روپ کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

”انہیں راستے میں ہوش نہ آجائے۔“ توصیف نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔

”دو تین گھنٹوں سے پہلے تو یہ خود بخود ہوش میں نہیں آسکتے اور اتنی دور میں بہر حال ہم پہنچ ہی جائیں گے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور توصیف بھی اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”دو تین گھنٹے کیا زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹوں میں ہم روپ کالونی پہنچ جائیں گے۔“ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اشیات میں سر ملادیا اور تھوڑی دور بعد ان کی جیب اس کو ٹھکی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔

”اوہ یہ تو بڑا چھانک بھی کھلا ہوا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے جیب سے اتر کر گیٹ کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا لیکن کوٹھی پر چھائی ہوئی خاموشی بتا رہی تھی کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے اس نے مڑ کر پھانک پورا کھول دیا اور توصیف کو جیب اندر لے آنے کا اشارہ کیا پھر جیسے ہی جیب اندر داخل ہوئی بلیک زیرو نے گیٹ بند کیا اور جیب سے مشین پستل نکال کر وہ دوڑتا ہوا کوٹھی کی اندرونی سمت بڑھنے لگا۔ یہ وہی مشین پستل تھا جو اس نے سیکشن ہیڈ کو مارنے کے اس فوجی کی جیب سے نکالا تھا جس نے انہیں انجکشن لگا کر ہوش ۱۰ لایا تھا۔

”آپ نے جسے ہلاک کیا ہے اس کا کیا کرنا ہے۔“..... توصیف نے جھک کر کیپٹن سریندر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

”اسے یہاں چھوڑنا غلط ہو گا۔ ہم نے ان کے روپ میں لیبارٹری جانا ہے تب تک یہ لاش در یافت ہو سکتی ہے دوسری صورت میں یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ آدمی اچانک کسی افتاد کی بنا پر یہاں سے چلا گیا ہے۔“ بلیک زیرو نے کر نل نوشاد کو کاندھے پر ڈالتے ہوئے جواب دیا اور توصیف نے اس کی ہاں میں ہاں ملادی۔

”لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم جائیں کہاں۔“..... بلیک زیرو نے ادھر برآمدے میں پہنچ کر کہا۔

”میرا خیال ہے وہ پہلی روپ کالونی والی کوٹھی مناسب رہے گی۔“ اب وہاں کے بارے میں کسی کا خیال نہ جانے گا دوسری کوٹھی سے تو بہر حال ہمیں انکار کیا گیا ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہاں اب بھی ان کے آدمی موجود ہوں۔“..... توصیف نے کہا تو بلیک زیرو نے اشیات میں سر ملادیا اور پھر بے ہوش کر نل نوشاد اور کیپٹن سریندر دونوں کو جیب کے عقبی حصے میں ڈال دیا گیا بلیک زیرو اسی کمرے سے اس فوجی کی لاش بھی اٹھا لایا اور اسے بھی جیب میں رکھ دیا گیا۔ پھر توصیف نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ بلیک زیرو ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا پھانک کے قریب پہنچ کر جیسے ہی توصیف نے جیب روکی بلیک زیرو تیزی سے نیچے اترا اس نے پھانک کھول دیا تو توصیف جیب کو باہر لے گیا اور بلیک زیرو نے گیٹ کو اندر سے بند کیا اور پھر

”مرف اس کر نل نوشاد کو ہوش میں لے آتے ہیں ساری پوچھ گچھ تو اسی سے ہی کرنی ہے۔“ بلیک زرو نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کر نل نوشاد کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیے۔

”ایک منٹ میں اسے بغیر تھپڑوں کے ہی ہوش میں لے آتا ہوں۔“ توصیف نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کر نل نوشاد کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

”یہ فنی ترکیب ہے کوئی۔“ بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا وہ اب پیچھے ہٹ کر سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”آپ کے اس عمل اور اس بات نے میرا سارا شک دور کر دیا ہے۔“ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن اس نے دونوں ہاتھ بدستور کر نل نوشاد کی ناک اور منہ پر رکھے ہوئے تھے۔

کون سا عمل اور کون سی بات بلیک زرو نے چونک کر پوچھا اسی لمحے توصیف نے کر نل نوشاد کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ آیا کر نل نوشاد کے جسم پر حرکت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یہی ہوش میں لے آنے کی ترکیب ہے۔ یہ ترکیب عمران صاحب کی خاص ترکیب ہے اور میں نے بھی ان سے ہی سیکھی ہے اگر آپ عمران صاحب ہوتے تو لاسالہ یہی ترکیب استعمال کرتے۔“ توصیف نے کہا اور بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”یعنی ابھی تک جہارے دل میں شک موجود ہے۔“ بلیک

توصیف نے جیب پورج میں لے جا کر روکی اور وہ بھی اچھل کر نیچے اترا۔ لیکن جیسے ہی وہ دونوں اندرونی بڑے کمرے میں پہنچے وہ یہ دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئے وہاں اسی نوجوان کی لاش جو اس کو ٹھنی کا چوکیدار تھا ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی اس کے سینے میں گولی ماری گئی تھی لیکن اس کا چہرہ اور جسم بتا رہا تھا کہ اس پر انتہائی ہیمانہ تشدد کیا گیا ہے۔

”پوری کو ٹھنی چٹیک کر دو۔“ بلیک زرو نے کہا تو توصیف سر ہلاتا ہوا واپس مڑا جب کہ بلیک زرو بھی اس کمرے سے نکل کر واپس پورج میں آگیا۔

”کو ٹھنی خالی ہے۔“ چند لمحوں بعد توصیف نے واپس آکر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب انہیں اٹھا کر نیچے تہہ خانے میں لے چلتے ہیں۔“

اب ان سے پوچھ گچھ وہیں ہوئی بلیک زرو نے کہا اور توصیف نے اثبات میں سر ہلادیا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کر نل نوشاد اور کیپٹن سہندر کو تہہ خانے میں منتقل کر دیا جب کہ اس نوجوان کی لاش انہوں نے جیب کے عقبی حصے میں ہی جمود دی تھی۔

”رسی ڈھونڈ لاؤ جلدی کرو ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔“

بلیک زرو نے کہا تو توصیف تیزی سے مڑا اور تہہ خانے سے باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں رسی کے دو بڑے بڑے ہنڈل موجود تھے پھر بلیک زرو نے توصیف کی مدد سے ان دونوں کو کرسیوں پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دیا۔

پریشانی کے تاثرات نمودار ہوئے تھے شاید اب اسے پوری طرح اپنی
پوزیشن کا احساس ہوا تھا۔

”تم کیا چاہتے ہو؟“..... کرنل نوشاد نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

”سنو کرنل نوشاد مجھے معلوم ہے کہ تم اس شعبے کے چیف ہو جس
کے تحت تمام دفاعی لیبارٹریاں آتی ہیں اس لئے تم کسی بھی ایسی
لیبارٹری میں آجاسکتے ہو لیکن ظاہر ہے تم نے بہر حال اس کے لئے کوئی
نہ کوئی خصوصی طریقہ کار اور خصوصی کوڈ مقرر کر رکھے ہوں گے تم
ہمیں وہ کوڈ اور وہ طریقہ کار بتا دو جو تم نے اب لیڈن میں بنائی جانے
والی لیبارٹری میں آنے جانے کے لئے طے کر رکھا ہے“..... بلیک
زیرو نے جواب دیا تو کرنل نوشاد اس کی بات سن کر بے اختیار چونک
پڑا اس کے چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

”اوہ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم نے کیا پلان بنایا ہے تم نے
میری یونیفارم اس لئے پہن رکھی ہے تاکہ تم میرے میک اپ میں
اس لیبارٹری میں جاسکو اور اسی لئے تم کوڈ اور طریقہ کار معلوم کرنا
چاہتے ہو لیکن مسٹر“..... کرنل نوشاد نے کہا اور پھر مسٹر کہ کر وہ
خاموش ہو گیا۔

”تم مجھے جیکب کہہ سکتے ہو“..... بلیک زیرو نے کہا تو کرنل نوشاد
نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”مسٹر جیکب اب تمہیں وہاں جانے کے لئے میرا روپ دھارنے کی

زیرو نے کہا۔

”ہے نہیں تھا“..... توصیف نے جواب دیا اور اسی لمحے کرنل
نوشاد نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”تم باہر جا کر خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی آجائے۔“ بلیک
زیرو نے کہا تو توصیف سر ملاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
”یہ میں کہاں ہوں۔ تم۔ تم۔“..... کرنل نوشاد نے آنکھیں
کھولتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں وہی انگریزی ایجنٹ ہوں کرنل نوشاد جسے تم نے ایک
بار رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور دوسری بار اپنے اس نام نہاد سیکشن
ہیڈ کو ارٹریں لوہے کے کنڈوز میں جکڑ رکھا تھا“..... بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم۔ تم کیسے آزاد ہو جاتے ہو کیا تم جادو گر ہو؟“..... کرنل
نوشاد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہمیں صرف اتنا ہی جادو آتا ہے کہ تمہاری قید سے آزاد ہو
سکیں ابھی باقی جادو ہم نے تم سے سیکھنا ہے“..... بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا کیا مطلب؟“..... کرنل نوشاد نے کہا۔

”جی جادو کہ تم آخر ہر بار ہمیں کیسے اچانک بے ہوش کر کے پکڑ
لیتے ہو؟“..... بلیک زیرو نے کہا تو کرنل نوشاد نے جواب دینے کی
 بجائے بے اختیار ہونٹ بچھنے لگے۔ اس کے ہنجرے پر پہلی بار شدید

تو چلو یہ جو از موجود تھا کہ اس نے اپنا فارمولا جہارے ہاتھ فروخت کر دیا تھا اور تم اسے ہمیشہ کے لئے پاکیشیا کی نظروں سے غائب کرنا چاہتے تھے لیکن اب اس کی کیا وجہ بنی..... بلیک زیرو نے کہا۔

اس کا مطلب ہے ہمارا شک درست تھا تم انکریمن نہیں بلکہ پاکیشیا کی لجنٹ ہو لیکن جہار ایہ خیال غلط ہے کہ اس بار کوئی ڈرامہ کھلا گیا ہے وہ واقعی حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے..... کرنل نوشاد نے کہا۔

اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر تم سے مزید بات چیت فضول ہے تم پھر چھٹی کرو..... بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور جیب سے مٹھین پسل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

میں نے جو کچھ کہا ہے درست ہے۔ ڈاکٹر خان واقعی حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے اور تمہیں مجھے یا کمپین سریندر کو مار کر کیا حاصل ہوگا تم ہمیں چمور دو۔ میرا وعدہ کہ ہم جہارے خلاف آئندہ کوئی کارروائی نہیں کریں گے..... کرنل نوشاد نے کہا۔

اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو پھر چھوٹ جاؤ۔ یہ بتادو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ایک تربیت یافتہ آدمی ہو لیکن بہر حال کمپین سریندر جہاری طرح تربیت یافتہ نہیں ہوگا۔ یہ وہ جب جہاری لاش دیکھے گا تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی زبان کھن دے گا..... بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر مٹھین پسل کی نالی کرنل نوشاد کی کمپنی سے لگاتے ہوئے سر دھجے میں کہا۔

ضرورت نہیں رہی اور نہ ہی کسی کو ڈاور طریقہ کار کی ضرورت باقی رہی ہے کیونکہ حکومت نے اس لیبارٹری کو کھڑکرنے کا فیصلہ کر دیا ہے اور وہاں نصب تمام مشینری اب تک بٹالی گئی ہوگی۔ اب وہاں عام ساموسمیاتی سنٹر قائم کیا جائے گا..... کرنل نوشاد نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

کیوں۔ لیبارٹری بند کرنے کی وجہ..... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اس لئے کہ وہاں کا اصل سائنس دان ڈاکٹر ایم دانی خان اسیل کا پڑ کے حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے اور اس کا فارمولا بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو چکا ہے اور اس کے فارمولے کی بنیاد پر وہاں ہتھیار تیار ہونا تھا جو اب ظاہر ہے نہیں ہو سکتا..... کرنل نوشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن ایسی کوئی خبر تو نہیں آئی..... بلیک زیرو نے کہا۔

تم بے شک وہاں جا کر خود دیکھ لو۔ ویسے یہ خبر اخبار میں آئی نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ سائنس دان غیر ملکی تھا اور خفیہ طور پر کافرستان کیلئے کام کر رہا تھا۔ کرنل نوشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تمہیں دوسری بار ڈرامہ کھیلنے کی ضرورت کیوں پڑی کرنل نوشاد..... بلیک زیرو نے کہا تو کرنل نوشاد بے اختیار چونک پڑا۔

دوسری بار کیا مطلب..... کرنل نوشاد نے چونک کر پوچھا۔

بہلی بار تم نے پاکیشیا میں اس کی موت کا ڈرامہ کھلایا اس وقت

”تم یقین کرو میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے“..... کرنل نوشاد نے اسی طرح سپاٹ لٹچے میں جواب دیتے ہوئے کہا وہ واقعی انتہائی تربیت یافتہ ثابت ہو رہا تھا۔

”میں صرف دس تک گنوں گا“..... بلیک زرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

”رک جاؤ۔ مت مارو مجھے رک جاؤ“..... کرنل نوشاد نے اس بار قدرے پیچھے ہونے کہا لیکن بلیک زرو نے گنتی جاری رکھی البتہ اس نے گنتی میں وقفہ بڑھا دیا تھا اور ابھی وہ چار تک پہنچا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر دس تک کا کہا تھا کہ کرنل نوشاد کے اعصاب کو توڑ سکے۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں تم یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں“..... کرنل نوشاد نے اس بار ہڈیانی سے لٹچے میں کہا لیکن بلیک زرو نے کوئی جواب نہ دیا اور گنتی جاری رکھی وہ اب آٹھ کے ہند سے تک پہنچ چکا تھا۔

”رک جاؤ میں بتاتا ہوں رک جاؤ مت مارو مجھے رک جاؤ۔ وہ زندہ ہے مگر اب تجھے بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے“..... بلیک زرو جیسے ہی نو کے ہند سے پر پہنچا کرنل نوشاد بے اختیار چیخ پڑا۔ اس کے بھرے پر پسینہ بہہ نکلا تھا۔ موت کے حقیقی خطرے نے بہر حال اس کے اعصاب کو توڑ دیا تھا۔

”بولتے جاؤ کو نہیں جیسے ہی تم دے میری گنتی پوری ہو جائے گی اور میں ٹریگر دبا دوں گا اور یہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ زندگی دوبارہ

نہیں مل سکتی“..... بلیک زرو نے سرو لٹچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ زندہ ہے تمہارے خوف کی وجہ سے اعلیٰ سطح پر یہی فیصلہ کیا گیا تھا کہ اسے مردہ قاتل کر دیا جائے اور لیبارٹری آف کر دی جائے اور ڈاکٹر خان کو اس وقت تک کسی ایسی جگہ پر خفیہ رکھا جائے جس کے بارے میں سوائے پرائم منسٹر صاحب کے اور کسی کو بھی علم نہ ہو اور یقین کر دو کہ ہم نے ڈاکٹر خان کو پرائم منسٹر کی تحریل میں دے دیا تھا اس کے بعد وہ کہاں گیا ہم میں سے کسی کو بھی نہیں معلوم“۔ کرنل نوشاد نے تیز لٹچے میں بولتے ہوئے کہا۔

”کیا تم تجھے احمق سمجھتے ہو کرنل نوشاد تجھے نہیں معلوم کہ ان معاملات میں کون کیا کرتا ہے۔ میرا خیال ہے تم زندہ رہنا ہی نہیں چاہتے۔ اوکے“..... بلیک زرو نے غراتے ہوئے کہا۔

”مممم میں سچ کہہ رہا ہوں“..... کرنل نوشاد نے اس بار رک رک کر کہا تو بلیک زرو بیچھے ہٹا اس نے مشین پشیل دوسرے ہاتھ میں پکڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کرنل نوشاد کی کنکٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا پک پوری قوت سے پڑا اور کرنل نوشاد کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے تہہ خانہ گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی کنکٹی پر پڑنے والی ایک ہی بھرپور اور عجیبی تلی ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا بلیک زرو آگے بڑھا اور اس نے کمیشن سرہند کے پھرے پر کیے بعد دیگرے زور دار تھپہ مارنے

شروع کر دیتے چند لمحوں بعد کیپٹن سریندر جیج مارکر ہوش میں آگیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ صرف ٹھسسا کر رہ گیا۔

”کیپٹن سریندر اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ ڈاکٹر خان کو کہاں چھپایا گیا ہے۔“ بلیک زرو نے اس بار مشین پستل کی نال اس کی پیشانی پر رکھ کر اسے دہاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تامیر پہاڑی کی لیبارٹری میں تامیر پہاڑی والی لیبارٹری میں۔“ کیپٹن سریندر کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے وہ خود تو بولنا چاہتا ہو لیکن الفاظ خود بخود اس کے منہ سے باہر نکل آئے ہوں اور بلیک زرو پیچھے ہٹ گیا اور کیپٹن سریندر نے بے اختیار لہجے لہجے سانس لینے شروع کر دیے۔

”کیا۔ کیا کرٹل صاحب کو تم نے مار دیا ہے۔“ کیپٹن سریندر نے گردن موڑ کر کرٹل نوشاد کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”ابھی مارا تو نہیں ہے لیکن اب اسے ختم کرنا ہوگا کیونکہ یہ لپٹے آپ کو ضرورت سے زیادہ ہوشیار سمجھ رہا ہے۔“ بلیک زرو نے کہا اور مشین پستل کا رخ اس نے کرٹل نوشاد کے سینے کی طرف کر دیا۔

”سنو سنوٹ مارو۔ تم نے جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو لیکن وعدہ کرو کہ کرٹل نوشاد کو نہیں مارو گے۔“ کیپٹن سریندر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”جہیں کرٹل نوشاد کی زندگی سے اس قدر دلچسپی کیوں ہے۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”کرٹل نوشاد نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی بھانجی سے میری شادی کر دے گا۔ اگر تم نے کرٹل کو مار دیا تو پھر میری شادی اس کی بھانجی سے نہیں ہو سکے گی۔“ کیپٹن سریندر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے میں تو خود نہیں چاہتا کہ کسی کو ہلاک کروں لیکن جو خود اپنی جان دینے پر تل جائے اس کا کیا علاج۔ کرٹل نوشاد نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے ڈاکٹر خان کو فرضی حادثے میں مردہ ظاہر کر کے کسی جگہ چھپا دیا ہے جب کہ تم نے بتایا ہے کہ اسے تامیر پہاڑی والی لیبارٹری میں چھپایا گیا ہے اب تم مجھے بتاؤ کہ یہ تامیر پہاڑی کہاں ہے اس لیبارٹری کی کیا تفصیل ہے میرا وعدہ کہ میں تم دونوں کو زندہ چھوڑ دوں گا۔“ بلیک زرو نے کہا تو کیپٹن سریندر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا تم مسلمان ہو۔“ کیپٹن سریندر نے بلیک زرو کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تم نے کیوں پوچھی ہے۔“ بلیک زرو نے چونک کر پوچھا۔

”یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم پاکستانی ایجنٹ ہو لیکن اگر تم مسلمان ہو تو پھر مجھے یقین ہے کہ تم جو وعدہ کر دگے اسے پورا بھی کرو

گئے..... کیپٹن سریندر نے کہا

"تم بے فکر رہو۔ جہازے ساتھ وعدہ پورا کیا جائے گا۔" بلیک
زرو نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو میں تمہیں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں لیکن تم نے
کرنل نوشاد کو یہ نہیں بتانا کہ میں نے تمہیں کچھ بتایا ہے کیونکہ کرنل
نوشاد انتہائی اصول پسند اور سخت مزاج آدمی ہے۔ مجھے تو حیرت ہے کہ
اس نے تمہیں یہ سب کچھ کیسے بتا دیا ہے"..... کیپٹن سریندر نے
کہا۔

"موت جب حقیقت بن کر سامنے آجائے تو بڑے بڑے دل جھوڑ
جاتے ہیں"..... بلیک زرو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جب تم پہلی بار گرفتار ہوئے اور پھر انتہائی پر اسرار طور پر تم فرار
بھی ہو گئے اور اس کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو ملی تو انہوں نے فوری طور پر

یہ فیصلہ کیا کہ ڈاکٹر خان کی موت ظاہر کر کے انہیں کہیں چھپا دیا
جائے اور لیبارٹری کلوز کر دی جائے کیونکہ حکام پاکیشیائی مہمجنوں کی

کارکردگی سے انتہائی مرعوب تھے۔ ان کا خیال تھا کہ پاکیشیائی الیکٹ
ہر صورت میں لیبارٹری بھی تباہ کر دیں گے اور ڈاکٹر خان اور اس کے

فارمولے کو بھی لے اڑیں گے۔ حالانکہ کرنل نوشاد نے اس کی
مخالفت کی لیکن اعلیٰ حکام کی وجہ سے ان کی ایک نہ چلی اس کے بعد

پرائم منسٹر صاحب نے بھی اس فیصلے کی توثیق کر دی اور تمام
محامات اپنے اپنے ہاتھ میں لے لئے چنانچہ فیصلے پر عمل درآمد کیا گیا۔ پہلی

کا پٹر حادثے میں ڈاکٹر خان کی موت ظاہر کی گئی۔ اور ڈاکٹر خان کو
وزیراعظم کے حکم پر کافرستان کی جنوبی سرحد پر واقع مشہور پہاڑی
سلسلہ تاسیر میں واقع ایک لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اب ڈاکٹر
خان اس وقت تک وہیں رہیں گے۔ جب تک وزیراعظم صاحب
مطمئن نہیں ہو جائیں گے..... کیپٹن سریندر نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے"..... بلیک زرو نے پوچھا۔

"پہاڑی سلسلے کے دامن میں ایک پہاڑی شہر ہے سارنگ۔ یہ
عمارتی لکڑی کا کاروباری مرکز ہے۔ اس شہر سے مشرق کی طرف ایک
سڑک پہاڑیوں کے گرد گھومتی ہوئی جاتی ہے سارنگ سے تقریباً ایک
سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑی گاؤں ہے کاندو۔ کاندو کے قریب ہی
یہ لیبارٹری ہے"..... کیپٹن سریندر نے جواب دیا۔

"کیا یہ لیبارٹری انڈر گراؤنڈ ہے"..... بلیک زرو نے پوچھا۔

"اوه نہیں۔ یہ لکڑی کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کے علاج کے
لئے بنائی گئی ہے یہاں لکڑی کے باہر سائنس دان کام کرتے ہیں کیونکہ
اس سارے علاقے میں عمارتی لکڑی کے جنگلات ہیں جن سے حکومت
کو اربوں روپے وصول ہوتے ہیں"..... کیپٹن سریندر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا انچارج کون ہے"..... بلیک زرو نے پوچھا۔

"ڈاکٹر امبر ناتھ انچارج ہے وہاں ہمیں کے قریب سائنس دان اور

”اس ڈاکٹر امرتاہ کے ساتھ یقناً کر تل نوشاد نے کوئی خصوصی کوڈ لے کیے ہوں گے“..... بلیک زرو نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم میں آفس میں موجود نہیں رہا تھا۔“ کیپٹن سریندر نے جواب دیا۔

”ڈاکٹر خان کو تو تم نے وہاں پہنچا دیا اس کا فارمولا کہاں ہے“..... بلیک زرو نے کہا۔

”اسی کے پاس ہے وزیراعظم صاحب نے تو کہا تھا کہ فارمولا اس سے حاصل کر لیا جائے لیکن ڈاکٹر خان نے ایک تو فارمولا اپنے سے علیحدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسرا اس نے کہا کہ فارمولے کے بنیادی نکات اس کے ذہن میں ہیں اس لئے فارمولے سے وہ ہتھیار نہیں کیا جاسکتا چنانچہ کر تل نوشاد مجبوراً فارمولا وہیں چھوڑ آئے پر مجبور ہو گیا“..... کیپٹن سریندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چونکہ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ تم دونوں کو ہلاک نہیں کروں گا اس لئے اب تم دونوں جہاں اس وقت تک رہو گے جب تک ہم اس لیبارٹری سے ڈاکٹر خان اور اس کے فارمولے کو حاصل نہیں کر لیتے“..... بلیک زرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مگر ہم تو بندھے ہوئے ہیں ہم تو مرجائیں گے۔ تم ہمیں رہا کر دو ہمارا وعدہ کہ ہم جہارے پیچھے نہیں جائیں گے“..... کیپٹن سریندر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سوری کیپٹن ایسا تو ہوگا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے مجھ سے

ماہرین کام کرتے ہیں جن میں عورتیں بھی شامل ہیں“..... کیپٹن سریندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ اس اوپن لیبارٹری میں کسی کو چھپا کر رکھا جائے“..... بلیک زرو نے کہا۔

”وزیراعظم صاحب کا خیال ہے کہ اس علاقے کے بارے میں کسی کو خیال بھی نہیں آسکتا۔ یہ علاقہ عام دنیا سے کٹا ہوا ہے۔ کاندو گاؤں میں بھی پہاڑی علاقوں کے لوگ رہتے ہیں جو ایسے معاملات میں کچھ نہیں جانتے“..... کیپٹن سریندر نے کہا۔

”وہاں فون تو ہوگا“..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہاں اس لیبارٹری کے لئے وہاں سارنگ نے فون اور بجلی کی خصوصی لائٹیں بچھائی گئی ہیں لیکن مجھے وہاں کے فون کا نمبر معلوم نہیں ہے کیونکہ میں تو کر تل کے ساتھ بجلی کا پٹر وہاں گیا اور ہم ڈاکٹر خان کو ڈاکٹر امرتاہ کے حوالے کر کے بجلی کا پٹر برہی واپس آگئے تھے“..... کیپٹن سریندر نے جواب دیا۔

”پھر تمہیں سڑک کے راستوں اور خاص طور پر فاصلوں کے بارے میں کیسے معلوم ہے“..... بلیک زرو نے کہا۔

”میں نے پائلٹ سے پوچھ تھا وہ وہاں چلے بھی آتا جاتا رہتا ہے دراصل مجھے وہ علاقہ بے حد پسند آیا تھا اس لئے میرا خیال تھا کہ شادی کے بعد میں اس علاقے میں ہی مون مناؤں گا“..... کیپٹن سریندر نے جواب دیا۔

گا۔ بلیک زیرو نے کہا اور تیزی سے تہہ خانے سے نکل کر اوپر آگیا۔
 "کیا ہوا ظاہر صاحب کافی درہنگ گئی..... اوپر موجود تو صیف
 نے کہا۔

"ساری صورت حال ہی تبدیل ہو چکی ہے بہر حال تم ایسا کرو جا کر
 ان دونوں کا تعلقہ کھدو کیونکہ میں ان سے وعدہ کر چکا ہوں لیکن تم
 نے کوئی وعدہ نہیں کیا اور اس کے علاوہ ان کے بچے ابھی حد تک
 بگاڑ دو کہ آسانی سے پہچانے نہ جاسکیں..... بلیک زیرو نے کہا۔
 "اجنی محنت کی کیا ضرورت ہے میں اپنے دوست سمگر کو فون پر
 صورت حال بتا دوں گا اس کا آدمی بھی تو انہوں نے ہلاک کیا ہے وہ خود
 ہی ان کی لاشیں کسی گلیوں ڈلوادے گا وہ ایسے کاموں میں بے حد
 ہوشیار ہے..... تو صیف نے کہا۔

"میں نہیں میں کوئی رسک نہیں لیتا چاہتا یہ لو مشین پشل اور جیسے
 میں نے کہا ہے ویسے کرو ہمیں اب جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہوگا۔
 بلیک زیرو نے کہا تو تو صیف نے مشین پشل بلیک زیرو کے ہاتھ سے
 لیا اور تیزی سے تہہ خانے کی طرف مڑ گیا۔

صیفا غلط بیانی کی ہے تم نے یہ سمجھا ہے کہ میں احمق ہوں اور تم مجھے
 آسانی سے جکڑ دے لو گے..... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔
 "نہیں میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی میں نے سب کچھ بتا دیا
 ہے..... کیپٹن سریندر نے کہا۔

"میں یہ بات تسلیم ہی نہیں کر سکتا کہ ڈاکٹر خان کو ان حالات
 میں اس طرح کسی اوپن جنگ پر رکھا جائے تم نے صیفا غلط بیانی کی
 ہے اس کے باوجود میں تمہیں زندہ اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ میں نے
 وعدہ کیا ہے یہ دوسری بات ہے کہ تم اس حالت میں خود ہی بھوک
 پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے..... بلیک زیرو نے کہا اور
 تہہ خانے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ۔ واقعی میں نے اس
 بار تمہیں درست نہیں بتایا تھا رک جاؤ۔" کیپٹن سریندر نے یقین
 اتھائی خوفزدہ سے لہجے میں بچتے ہوئے کہا۔
 "تو پھر تمہارے پاس آخری موقع ہے جو کچھ بچ ہے وہ بتا دو۔"
 بلیک زیرو نے مڑتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری دس ہے لیکن اس کلزی کے علاج والی لیبارٹری کے
 نیچے خفیہ طور بنائی گئی ہے یہ کلزی کے علاج والی لیبارٹری اصل
 لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کے لئے اوپر قائم کی گئی ہے..... کیپٹن
 سریندر نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا۔
 "ٹھیک ہے میں اپنے ساتھی کو بھیجتا ہوں وہ تمہیں رہا کر دے

انہیں اطلاع ملی کہ پاکیشیائی ہتھکنوں کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ کرنل نوشاد نے انہیں بے ہوش کر کے ہینڈ کوارٹر ہنڈ خانے کا حکم دیا اور پھر ہینڈ کوارٹر سے اسے اطلاع دی گئی کہ دونوں پاکیشیائی انجنٹ وہاں پہنچا دیے گئے ہیں چنانچہ کرنل نوشاد کمپین سریندر کے ساتھ فوجی جیپ میں سوار ہو کر ہینڈ کوارٹر گئے اور اس کے بعد غائب ہو گئے ہینڈ کوارٹر میں موجود ایک آدمی بھی غائب ہے اور جیپ بھی..... ناثران نے کہا۔

”ہینڈ کوارٹر میں ایک آدمی سے کیا مطلب ہوا..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو ناثران نے بے اختیار ہنس پڑا۔
”مجھے بھی اسی بات پر حیرت ہوئی تھی لیکن معلوم ہوا ہے کہ کرنل نوشاد نے دارالحکومت میں چھوٹی چھوٹی عمارتوں میں کئی خفیہ اڈے بنائے ہوئے ہیں جنہیں وہ ہینڈ کوارٹر ہی کہتا ہے وہاں صرف ایک آدمی ہوتا ہے..... ناثران نے جواب دیا۔
”وہ پاکیشیائی انجنٹ جنہیں ہینڈ کوارٹر پہنچایا گیا تھا وہ بھی غائب ہیں..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں..... ناثران نے جواب دیا۔
”ان کے بارے میں تم نے معلوم کیا ہے کچھ..... عمران نے پوچھا۔

”میرے آدمی مزید تفصیلات معلوم کر رہے ہیں فیصل جان اس جلی کا پٹر کے پائلٹ کو ٹریس کر رہا ہے جس کے ساتھ کرنل نوشاد اور

کمرے میں عمران اور ٹائیگر علاوہ ناثران بھی موجود تھا۔ عمران اور ٹائیگر ایئر پورٹ سے سیدھے جہیں پہنچے تھے۔
”اس ڈاکٹر بونس کے بارے میں کچھ سچہ چلا..... عمران نے چائے وغیرہ سے فارغ ہوتے ہی کہا۔
”صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کرنل نوشاد اور اس کا اسسٹنٹ کمپین سریندر اسے ہیلی کاپٹر پر اُٹھائے ہیں لیکن یہ دونوں بھی اچانک غائب ہو گئے ہیں ان کا سیکشن خود انہیں تلاش کر رہا ہے..... ناثران نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔
”غائب ہو گئے ہیں یا غائب کر دیے گئے ہیں..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہی بات تو کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق کرنل نوشاد اور کمپین سریندر آفس میں آئے یہاں

”ان کے ساتھ ان کے مہمان طاہر صاحب بھی گئے ہیں۔ کل گئے ہیں اور“..... راحت عزیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے اور“..... عمران نے کہا۔

”ایکس زرو سپیشل ٹرانسمیٹر وہ ساتھ لے گئے ہیں جناب اور۔“

راحت عزیز نے جواب دیا۔

”اوکے ٹھیک ہے اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

”ایکس زرو سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ“..... عمران نے ناثران سے

کہا اور ناثران سر ملاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”یہ پاکیشیائی انجینئر تو صیف اور طاہر ہی ہو سکتے ہیں لیکن وہ تو

اپ لینڈ میں ہوں گے جبکہ کرنل نوشاد کا ہیڈ کوارٹر تو یہاں کافرستان

میں ہوگا“..... ٹائیکر نے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے ہو سکتا ہے وہ دونوں بھی کرنل نوشاد کے

چچے یہاں کافرستان پہنچے ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”تھوڑی دیر بعد ناثران واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا

ریکورڈ کنٹرول جیٹا ٹرانسمیٹر تھا جو اس نے لاکر عمران کے سامنے رکھ

دیا عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر مخصوص انداز میں فریکوئنسی

ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا لیکن اس نے کال

نہ دی اور خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر پر ایک چھوٹا سا

بلب جھمکا کے سے روشن ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک اور بٹن

کیپٹن سریندر گئے تھے“..... ناثران نے جواب دیا۔

”ڈرالاٹک ریج ٹرانسمیٹر مجھے دینا“..... عمران نے کہا تو ناثران اٹھا

اور دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف گیا اس نے الماری کھولی اس

میں موجود ایک جدید ساخت کا لالاٹک ریج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے

عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا یہ ایسی ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا کہ اس سے

ہونے والی گفتگو فریکوئنسی کے علاوہ اگر کچھ کی جاتی تو الفاظ سمجھ میں نہ

آ سکتے تھے۔ عمران نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی

فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو عمران کالنگ اور“..... عمران نے بار بار کال دیتے

ہوئے کہا لیکن کافی دیر تک کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف

بے رابطہ نہ ہو سکا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک اور فریکوئنسی

ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ دوسری فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے

بعد اس نے ایک بار پھر بٹن دبا دیا اور کال دینا شروع کر دی۔

”میں راحت عزیز اٹنڈنگ یو اور“..... چند لمحوں بعد ایک آواز

سنائی دی۔

”راحت عزیز تو صیف کہاں ہے۔ میں علی عمران بول رہا ہوں

اور“..... عمران نے کہا۔

”باس کہیں گئے ہوئے ہیں جناب لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ

کہاں گئے ہوئے ہیں اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”کب گیا ہے اور کیا اکیلا گیا ہے اور“..... عمران نے پوچھا۔

پریس کر دیا۔

"ہیلو علی عمران کالنگ اوور"..... عمران نے کہا۔

"توصیف بول رہا ہوں عمران صاحب اوور"..... ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو کیا اپ لینڈ میں ہو۔ اوور"..... عمران نے پوچھا۔

"میں اور طاہر صاحب کافرستان میں موجود ہیں اس وقت اوور۔" دوسری طرف سے توصیف نے جواب دیا۔

"میں کافرستان سے ہی کال کر رہا ہوں کیا تم فون پر بات کر سکتے ہو اوور"..... عمران نے کہا۔

"نمبر بتائیں اوور"..... توصیف کی آواز سنائی دی تو عمران نے ناثران کا خصوصی نمبر بتا دیا۔

"اوکے اوور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ٹرانسمیٹر پر جلتا ہوا بلب بھی بجھ گیا۔

"توصیف کے پاس شاید اس کا سب سے جمونا میٹ ہے اس لئے اپ نے لمبی بات نہیں کی"..... ناثران نے کہا۔

"ہاں دانت کے غلامیں آنے والا سیٹ ہے اور طاہر ہے اس پر لمبی بات نہیں ہو سکتی"..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"میں"..... ناثران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ نمبر ابھی مجھے دیا گیا ہے میرا نام توصیف ہے"..... دوسری طرف سے توصیف کی آواز سنائی دی۔

"بات کریں"..... ناثران نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو عمران بول رہا ہوں تم کہاں سے فون کر رہے ہو۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پبلک فون بوٹھ سے آپ کافرستان کب پہنچے ہیں"..... دوسری طرف سے توصیف کی آواز سنائی دی۔

"میں تو جہارے سپیشل ایجنٹ صاحب سے ملاقات کے لئے اپ لینڈ گیا تھا لیکن وہاں سے معلوم ہوا کہ تم دونوں اپ لینڈ کی بجائے ڈاؤن لینڈ روانہ ہو چکے ہو تو میں یہاں آگیا لیکن یہاں آکر معلوم ہوا کہ تم کرنل نوشاد کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے تھے لیکن پھر کرنل نوشاد اور اس کے اسسٹنٹ سمیت غائب ہو گئے ہو۔ شاید جہارے سپیشل ایجنٹ صاحب کو جادو آتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"طاہر صاحب کا کہنا تو یہی ہے کہ وہ آپ کے شاگرد ہیں۔ ویسے پہلے تو مجھے مکمل یقین تھا کہ طاہر صاحب کے روپ میں آپ خود ہیں لیکن پھر ایک دو باتیں ایسی ہوئیں کہ مجھے یقین کرنا پڑا کہ وہ علیحدہ شخصیت ہیں"..... توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ شادی شدہ ہو گا"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے توصیف بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

لو بتائی اور پھر رسیور رکھ دیا تو ناثران اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا کرے
 سے باہر چلا گیا۔

"آپ کے چیک کا کیا ہو گا باس....." ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے
 کہا۔

"اب نہ کر تمل نو شاد مل رہا ہے اور نہ ڈاکٹر نوٹس کا پتہ چل رہا ہے
 تو مجبوری ہے بہر حال کوشش کروں گا کہ طاہر سے معاملہ ففنی ففنی پر
 طے ہو جائے....." عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر
 بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ناثران کے ساتھ دو
 کافرستانی اندر داخل ہونے تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اس کے اٹھتے ہی
 ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے عمران صاحب آپ ہمیں کیوں شرمندہ کر رہے
 ہیں..... ایک کافرستانی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم طاہر ہو۔ بڑے طویل عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے شاید۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
 "ہاں عمران صاحب کئی سالوں بعد....." اسی آدمی نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور پھر بڑے گرمجوشانہ انداز میں اس نے عمران سے مصافحہ
 کیا۔

"یہ میرا تازہ شاگرد ہے ٹائیگر....." عمران نے ٹائیگر کی طرف
 اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور میں باسی....." طاہر نے ہنستے ہوئے کہا تو سب بے اختیار

"یہ تو میں نے پوچھا نہیں۔ بہر حال کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ
 سے ملاقات ہو سکے....." توصیف نے کہا۔

"تم جس علاقے میں موجود ہو اس کا نام بتا دو اب اسٹا جادو تو مجھے
 بھی آتا ہے کہ ہمیں وہاں سے اٹھوا لوں....." عمران نے کہا۔

"میں اس وقت کرشن پور میں واقع سنگھ کراشل پلازہ کے سامنے
 موجود پبلک فون بوٹھ سے بول رہا ہوں....." توصیف نے کہا۔

"انسانی شکل میں ہی ہو یا....." عمران نے کہا تو توصیف ایک
 بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"کیا آپ کسی ایسی جگہ سے بات کر رہے ہیں جہے خفیہ رکھنا
 ضروری ہے....." توصیف نے پوچھا۔

"نہیں الٹہ جہاں وہاں تک پہنچنا مشکل ہے اس لئے میں چاہتا
 ہوں کہ کوئی گائیڈ جہاں سے پاس بھیج دوں....." عمران نے کہا۔

"گائیڈ صاحب کا حلیہ بناؤں میں نے تو اپنا حلیہ دیکھا نہیں الٹہ
 طاہر صاحب جس حلیے میں ہیں اس کی کوئی خاص نشانی بھی نہیں

ہے....." دوسری طرف سے توصیف نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔
 "کے بھیج دوں گے تم انہیں لینے کے لئے....." عمران نے رسیور پر ہاتھ

رکھ کر ناثران سے کہا۔
 "میں خود چلا جاتا ہوں آپ انہیں سیاہ رنگ کی کار کہہ دیں سنگھ

پلازہ کے بائیں ہاتھ جو مین گیٹ ہے اس کے سامنے وہ پہنچ جائیں میں
 لے آؤں گا....." ناثران نے کہا تو عمران نے یہی بات توصیف

ہنس پڑے پھر ایک دوسرے سے تعارف ہوتا رہا۔

”آپ صاحبان تشریف رکھیں میں کافی کا بندوبست کرتا ہوں۔“ ناثران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔
 ”ہاں اب بتاؤ کہ تم نے کرنل نوشاد کو کہاں غائب کر دیا ہے اور کیوں۔“ عمران نے توصیف اور طاہر سے مخاطب ہو کر کہا تو طاہر نے شروع سے لے کر کرنل نوشاد اور کیپٹن سریندر کی ہلاکت تک کی پوری رپورٹ تفصیل سے سنادی۔

”بھر تم نے کرنل نوشاد اور کیپٹن سریندر کے روپ میں تاجر جانے کا پروگرام کیوں بدل دیا ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم نے پروگرام بدل دیا ہے۔“ طاہر نے جو تک کر حیرت بھرے لہجے میں ہو چکا۔

”تم نے پہلے بتایا ہے کہ بیڑے کا درڑے ٹکٹے سے پہلے تم نے فوجی یونیفارم مزین لی تھیں لیکن اب تمہارے جسموں پر دوسرے لباس ہیں اس سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ تم نے پلان بدل دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے خیال آگیا تھا کہ تاجر تک پہنچنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے اور اس دوران طاہر ہے کرنل نوشاد اور کیپٹن سریندر کی گمشدگی راز نہیں رہ سکتی اس لئے ہم نے ارادہ بدل دیا اور پھر وہیں سے ہم نے لباس تبدیل کئے میک اپ کئے اور جیب کو ہم نے وہاں سے نکال کر

ایک خالی جگہ پر جموڑ دیا۔“ طاہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میرا خیال تو یہ تھا کہ ہم کرنل نوشاد اور کیپٹن سریندر کے میک اپ میں اس لمڑی آفس جاتے اور وہاں سے اہلی کا پٹر لے کر سیدھے تاجر پہنچ جاتے لیکن طاہر صاحب نے میرے ساتھ اتفاق نہیں کیا ان کا خیال تھا کہ ہم دونوں ان کی آواز اور سچے کی پوری نقل بھی نہیں کر سکیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ طاہر ہے لمڑی آفس میں جو طریقہ کار ان لوگوں کی روٹیں ہو گا اس کا بھی ہمیں علم نہیں ہو سکتا اس لئے ہم پھنس بھی سکتے ہیں اور مجھے بھی اس سے اتفاق کرنا چاہا۔“ توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں ایسا بھی ہو سکتا تھا۔ بہر حال کوشش تو کی جاسکتی تھی کیونکہ اگر ایسا ہو جاتا تو ڈاکٹر بونس تک پہنچنے میں بڑے آسانی ہو جاتی مصلیٰ کے ایکٹنگ گنگ اور سٹارک بھی ڈاکٹر بونس کے پیچھے اپ لینڈ پہنچتے تھے ان کے بارے میں کوئی اطلاع ہے تمہارے پاس۔“ عمران نے کہا تو توصیف اور طاہر دونوں نے نفی میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے چتران نرالی دھکیلا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے کافی کا سامان اور سٹیکس وغیرہ نرالی سے اٹھا کر میز پر رکھنا شروع کر دیا۔

”ناثران کیا تمہارے پاس تاجر پہاڑی سلسلے میں واقع لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔“ عمران نے ناثران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تفصیلات تو نہیں ہیں البتہ معلوم کر لی جاسکتی ہیں۔ کیا ڈاکٹر

یونس کو وہاں پہنچایا گیا ہے۔..... نازان نے چونک کر کہا۔

”ہاں اور میں چاہتا ہوں کہ اب جلد از جلد اس کہیں کو مناد دیا جائے۔ کرنل نوشاد اگر مجھ سے ٹکراتا تو پھر بے حد آسانی ہو جاتی لیکن اب جب کہ وہ ختم ہو چکا ہے اب اس پہلو پر سوچنا ہی بیکار ہے۔“

عمران نے کہا۔
”تفصیلات تو میں نے آپ کو بتادی ہیں کیا آپ کا خیال ہے کہ یہ تفصیلات مجھے غلط بتائی گئی ہیں۔..... طاہر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”غلط صحیح کی بات نہیں ہے مسئلہ وہاں تک فوری پہنچنے کا ہے کیونکہ کرنل نوشاد اور کمیشنر سریندر کی اس طرح براسرا رگشددگی سے وزیراعظم کے ذہن میں یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ان سے معلومات حاصل کر کے انہیں ختم کر دیا ہو۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر یونس کو فوری طور پر وہاں سے کہیں اور شفقت بھی کیا جاسکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

عمران صاحب اب جب کہ کافرستان نے فوری طور پر اس ہتھیار پر کام بند کر دیا ہے پھر اس مشن میں ایئر جیسی تو بہر حال ختم ہو گئی ہے۔..... توصیف نے کہا۔

”ڈاکٹر یونس کے پیچھے اسالیب کے لکھنٹ بھی لگے ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اس تک پہنچ گئے تو پھر ہمیں اسالیب ان کے پیچھے جانا پڑے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم ان ایجنٹوں سے پہلے ڈاکٹر یونس تک پہنچ

جائیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

عمران صاحب اگر میں آپ سے ایک گزارش کروں تو آپ مخلص تو نہیں ہوں گے۔..... اچانک طاہر نے کہا۔

”ایسی گزارش نہ کرنا جس میں کسی نقد رقم کی ذمہ داری ہو کیونکہ جیب خالی نائب کا آدمی ہوں۔ باقی تم جس قسم کی بھی چاہو تلاش کیا گزارشات کر سکتے ہو۔ بابدولت سماعت کر کے خوش ہوں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو طاہر سمیت سب چلے گئے۔

”بات یہ ہے عمران صاحب کہ چیف نے یہ مشن میرے ذمہ لگایا ہے اور میں اس پر کام بھی کر رہا ہوں اب آپ بھی ٹانگیر سمیت اس مشن پر کام کرنے آگئے ہیں کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مجھے اور چیف کو ہی اس مشن پر کام کرنے دیں۔..... طاہر نے اہتائی لہجے میں کہا۔

”میں نے پہلے ٹانگیر کو یہ ساری تفصیل بتائی ہے کیونکہ اس نے بھی سوال کیا تھا کہ اس بار میں اکیلا مشن پر کام کیوں کر رہا ہوں صحت سروس میرے ساتھ کیوں نہیں ہے اور میں نے اس بتایا کہ میں نے چیف کی گنجوئی سے تنگ آکر خود ہی ساری رقم بچانے کی کوشش کی ہے جب کہ چیف نے مجھے فارغ کرنے کے لئے پیشکش کی ہے۔ طاہر صاحب کو مشن پر بھیجا دیا ہے اس لئے اب یہ جہادی ہے کہ تم مجھے کوئی مالی مفاد حاصل ہونے دیتے ہو یا

نہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میں سنجیدگی سے یہ بات کر رہا ہوں.....“ طاہر نے کہا۔

”تو پھر فیصلہ چیف سے کرالیتے ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ طاہر بے اختیار چونک پڑا اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جو بات ناثران، ٹائیگر اور توصیف نہیں جانتے تھے وہ بہر حال بلیک زبرو جانتا تھا کہ دونوں چیف تو یہاں موجود ہیں پھر کون چیف فیصلہ کرے گا لیکن جس اعتماد سے عمران رسیور اٹھا کر نہ ڈال کر رہا تھا اس سے وہ سمجھ گیا کہ عمران نے سلیمان کو بطور چیف کام کرنے کے لئے بریف کر دیا ہوگا اور سلیمان کی صلاحیتوں سے بھی واقف تھا۔

”ہیس.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دے تو عمران اور طاہر دونوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”جناب علی عمران۔ اوہ سوری۔ کہیں آپ جناب کے لفظ سے یہ سمجھ لیں کہ میں نے یہ لفظ اپنے نام کے ساتھ لگایا ہے یہ لفظ میں آپ کی شان میں استعمال کیا ہے تو جناب میں علی عمران بول ہوں.....“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”پھر.....“ دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی سروسلیج میں جواب دیا تو بلیک زبرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”جناب آپ نے سپیشل انکسٹ طاہر صاحب کو بھی اس مشن پر بھیج دیا ہے اور مجھے بھی اور طاہر صاحب کو اس پر اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چیف نے مجھے یہ مشن سونپا ہے اس لئے میں یعنی علی عمران جہم خود اس مشن میں کسی قسم کی مداخلت نہ کروں جب کہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے آقا سلیمان پاشا کی طرف سے مسلسل خوفناک دھمکیاں مل رہی ہیں کہ اگر میں نے اس کی تحقیر ہوں، اور غام، یونس اور الاؤنس کے سابقہ بل فوری طور پر ادا نہ کئے تو مجھے انتہائی سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا اس لئے آپ مہربانی فرما کر طاہر صاحب کو واپس بلا لیں تاکہ مجھ غریب بلکہ مجھ سے بھی زیادہ غریب آقا سلیمان پاشا کا بل ادا ہو جائے.....“ عمران نے بڑے درود مند لہجے میں کہا تو اس بار بلیک زبرو سے نہ رہا جامکا اور وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

”طاہر یہاں موجود ہے.....“ دوسری طرف سے عمران کی ساری تفصیل کے جواب میں صرف ایک فقرہ کہا گیا۔

”جناب ہنفس نفیس بلکہ بہرہی ہنفس توصیف موجود ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے رسیور دو.....“ دوسری طرف سے سروسلیج میں کہا گیا۔

”اچھے جناب اور اپنی نوکری سے برطرفی کا حکم سن لیجئے۔“ عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور طاہر کی طرف بڑھا دیا۔

”میں طاہر بول رہا ہوں جناب.....“ طاہر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جیف نے جس طرح مجھے رسیور دینے کے لئے کہا تھا میں تو یہی کھا تھا کہ وہ مجھے واپس بلائے گا لیکن خلاف توقع ہی اس نے بات کر دی ہے۔“..... طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے طاہر صاحب ہمیں اب اس مشن کے سلسلے میں سنجیدگی سے بات کر لینی چاہئے کیونکہ جیف نے مشن کو جلد از جلد مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔“..... توصیف نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں عمران صاحب پھر ہمیں اجازت۔“..... طاہر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ خود کردہ راعلا ہے نیست میں نے ہی جیف سے فیصلہ کرانے کی بات کی تھی۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ دل چھوٹا کر میں جیف تو جو مرضی آنے کہتا رہے وہ تو بہر حال جیف ہے آپ ہمارے لیڈر ہیں ہمیں لیڈ کریں۔“..... طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں یہ مشن جہاں ہے تم اسے مکمل کرو لیکن ابھی تا میر پہاڑی پر مت جانا کیونکہ جہاں میں کافرستان کے پرائم سنسز اور صدر کو جانتا ہوں اسکا پور کوئی نہیں جانتا مجھے یقین ہے جیسے ہی کرئل نوشاد کے بارے میں انہیں علم ہو گا وہ لا محالہ ڈاکٹر بونس کو وہاں سے ہٹالیں گے اور اس طرح جہاں وہاں جانا بے کار ہو جائے گا۔“..... عمران نے

”مشن کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔“..... دوسری طرف سے سرد اور سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا تو طاہر نے تفصیل سے رپورٹ دینی شروع کر دی۔

”مختصر بات کرو میرے پاس جہاڑی یہ بھریں سننے کا وقت نہیں ہوتا۔“..... دوسری طرف سے اہتائی سخت لہجے میں کہا گیا تو طاہر نے بے اختیار ہونٹ بچھڑنے۔

”مختصر رپورٹ یہ ہے جناب کہ مشن مکمل ہونے والا ہے ہمیں معلوم ہوا تھا کہ ڈاکٹر بونس تا میر پہاڑی سلسلے کی ایک لیبارٹری میں موجود ہے اور میں اور توصیف وہاں ریڈ کرنے کے لئے روانہ ہو رہے تھے کہ عمران صاحب کی کال آگئی اور ہمیں ان کی کال کی وجہ سے یہاں ناثران صاحب کے پاس آنا پڑا۔“..... بلیک زیرو نے اہتائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اس مشن کے انچارج تم ہو اور تم نے ہی اسے مکمل کرنا ہے اس لئے وقت ضائع مت کرو اور جلد از جلد مشن مکمل کر کے مجھے رپورٹ دو۔“..... دوسری طرف سے اہتائی سرد لہجے میں کہا گیا اور طاہر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جب کہ عمران نے اس طرح منہ بتالیا جیسے جیف کی اس بات سے اسے شدید تکلیف پہنچی ہو طاہر نے رسیور رکھ دیا۔

”اہتائی بے رحم جیف ہے میری درد بھری دنگل ازاد پٹان کا اس پر معمولی سا بھی اثر نہیں ہوتا۔“..... عمران نے کہا تو ناثران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

سنائی دی۔

”داس مجھے اطلاع ملی ہے کہ لمڑی ایشیالی جنس کا کوئی کرئل نوشاد اور اس کا اسسٹنٹ کمیشن سرہند پر اسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں کیا اس سلسلے میں کوئی رپورٹ ہے اور؟“..... ناثران نے کہا۔

”میں سر۔ اس سلسلے میں میٹنگ بھی ہو رہی ہے لمڑی ایشیالی کے چیف سمیت لمڑی کے دوسرے شعبوں کے انچارج آئے ہوئے ہیں اور؟“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس میٹنگ میں ہونے والے فیصلوں کی مجھے رپورٹ چاہئے اور؟“..... ناثران نے کہا۔

”اوکے میں ابھی انتظامات کرتا ہوں اور؟“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فوراً رپورٹ دینا میں انتظار کروں گا اور ایڈن آل؟“..... ناثران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ٹھیک ہے اس میٹنگ کی رپورٹ سے ساری صورت حال واضح ہو جائے گی۔..... عمران نے اجابت میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی۔ ناثران نے پہلے ہی ٹرانسمیٹر پر اپنی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر رکھی تھی جو اس نے بطور طارق داس کو دے رکھی تھی اس لئے کال آتے ہی ناثران نے ہاتھ بڑھا کر بنن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو داس کالنگ اور؟“..... داس کی آواز سنائی دی۔

کہا۔

”اوہ یہ تو واقعی آپ نے اہم بات کی ہے میرا اب کیا کیا جائے۔“

ظاہر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ناثران کیا یہاں سے تیسرے پہاڑیوں پر پہنچنے کے لئے پہلی کاپٹر چارٹرڈ کر لیا جاسکتا ہے؟“..... عمران نے ناثران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”بالکل کر لیا جاسکتا ہے یہاں کئی کمپنیاں یہ کام کرتی ہیں۔“

ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پر ائم سنسٹر ہاؤس میں تمہارے آدمی موجود ہیں؟“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں؟“..... ناثران نے جواب دیا۔

”تم یہاں سے پہلے سن گن لو کہ کرئل نوشاد کی گمشدگی کے سلسلے کا وہاں کیا تاثر ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔“

عمران نے کہا تو ناثران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز پر کھانا ہوا ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکا دیا اور پھر اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بنن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو طارق کالنگ اور؟“..... ناثران نے لہجے اور آواز بدل کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”میں داس انٹرننگ اور؟“..... چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی آواز

”یس طارق انڈنگ یو اور“..... ناثران نے لہجے اور آواز بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میٹنگ میں دو باتوں کا فیصلہ کیا گیا ہے ایک تو یہ کہ تاسیر جہازیوں میں واقع لیبارٹری برآمدتین فورس کا پورا دستہ تعینات کیا جائے اور اس لیبارٹری کے گرد باقاعدہ فوج پہرہ دے گی اور کسی غیر متعلقہ آدمی کو کسی صورت بھی لیبارٹری کے قریب جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ دوسرا یہ کہ ملٹری انٹیلی جنس کرئل نوشاد اور کینیٹن سریندر کو ہر صورت ٹرمس کرے گی اور اس کی رپورٹ دو روز کے اندر برائیم صورت میں گرفتار کرے گی اور اس کی رپورٹ دو روز کے اندر برائیم منسٹر صاحب کو دی جائے گی اور“..... داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے اور ایڈن آل“..... ناثران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”اس کا مطلب ہے کہ ابھی ڈاکٹر بونس کو وہیں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ناثران اب معلوم کر دو کہ اہلی کا پٹر کے ذریعے ان جہازیوں میں کہاں تک پہنچا جاسکتا ہے۔ وہ کیا نام ہے اس گاؤں کا“..... عمران نے بولتے بولتے رک کر طاہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”شہر کا نام تو سارنگ ہے اور گاؤں کا نام کاندو“..... طاہر نے جواب دیا۔

”ہاں کیا اس کاندو گاؤں تک پہنچا جاسکتا ہے یا یہ پرواز صرف سارنگ تک ہی محدود رہے گی“..... عمران نے کہا تو ناثران نے

اجبات میں سر ملاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیتے۔

”یس ایرو ایئر چارٹرڈ سروس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”منیجر رابرٹ سے بات کر انہیں میں لارسن بول رہا ہوں۔“ ناثران نے ایک بار پھر لہجہ اور آواز بدلتے ہوئے کہا۔

”یس سرہو لڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں لارسن کیسے فون کیا۔ کوئی خاص بات“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

”میرے چند دوست تاسیر جہازیوں والے علاقے میں شکار کھیلنے کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ کیا جہازی سروس وہاں تک اہلی کا پٹر چارٹرڈ کرتی ہے“..... ناثران نے کہا۔

”ہاں کیوں نہیں لیکن ہمارے پاس لائسنس صرف وہاں کے سب سے بڑے شہر سارنگ تک کا ہے۔ وہاں سے جہاز بے دوستوں کو شکار پر جانے کے لئے جیسیں مل جائیں گی“..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا چیمپوں کا انتظام جہازی سروس ہی کرے گی“..... ناثران نے پوچھا۔

”نہیں وہاں شہر میں ایسی کیمپیاں موجود ہیں جو شکاریوں کے لئے تمام اختیارات کرتی ہیں۔ اگر تم کہو تو اس کے لئے ریفرنس دیا جاسکتا

”ہاں سے تو وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے سارنگ گئے ہیں وہاں ایک
ٹریولنگ کمپنی ہے سارٹر ٹریولنگ کمپنی۔ وہ انہیں گائیڈ بھی مہیا کرے
گی اور جیسیں وغیرہ بھی اور شکار کا سامان بھی۔ میری سارٹر سے بات
ہوئی ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سارے انتظامات کر دے گا۔ اگر
تم کہو تو میں سارٹر سے تمہارے مہمانوں کے بارے میں بھی بات کر
لوں خاصا بایا اعتماد آدمی ہے وہ“..... رابرٹ نے کہا۔

”بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں جا کر دوسری پچیسویں کا
بھی جائزہ لینے کے بعد اگر میرے مہمانوں نے مناسب سمجھا تو تمہاری
مپ دے کر اس سے بات کر لیں گے۔ تم ایسا کرو کہ چار افراد کے لئے
ہیلی کاپٹر تیار کرو میں مہمانوں کو بھیج رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔
”فھیک ہے ہو جانے کا تیار“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور
عمران نے اس کے کہہ کر سیور دکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کنگ اور سٹارک صحیح راستے پر چل رہے ہیں
انہیں نہانے کس طرح یہ اطلاع مل گئی ہے“..... طاہر نے کہا۔
”نہ صرف صحیح راستے پر چل رہے ہیں بلکہ تم سے ایڈوانس چل رہے
ہیں۔ بہر حال اب خیر اور ناخیر کا بھی تمہارے ساتھ جانے کا سکوپ
بن گیا ہے ورنہ پہلے میرا بھی ارادہ تھا کہ میں کنگ اور سٹارک کے
بارے میں معلومات حاصل کروں گا“..... عمران نے کہا اور طاہر نے
اختبات میں سر ہلا دیا۔

”بہر حال فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے انتظامات ہو جاتے ہیں
پارمیاں شکار کے لئے وہاں جاتی رہتی ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک
بارٹی جو دو ایکریمین آدمیوں پر مشتمل تھی سارنگ روانہ ہوئی ہے۔
مجھے ان کے لئے وہاں گائیڈ کا بھی بندوبست کرنا پڑا ہے“..... رابرٹ
نے کہا تو عمران نے جلدی سے ہاتھ جھکا کر ناثران کے ہاتھ سے رسیور
چھین لیا۔

”کیا وہ دونوں ایکریمین شکار کے لئے گئے ہیں“..... عمران نے
اسی انداز اور اسی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جس کی آواز اور لہجے میں
ناثران بات کر رہا تھا۔
”ہاں ان کا مقصد سیر و تفریح بھی تھا اور ساتھ ہی شکار بھی۔“
رابرٹ نے جواب دیا۔

”کیا نام تھے ان کے۔ میرے مہمانوں میں بھی دو ایکری شامل
تھے لیکن ان سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ کہیں وہی دونوں تو نہ تھے۔“
عمران نے کہا۔
”ایک کا نام کنگ تھا اور دوسرے کا سٹارک“..... رابرٹ نے
جواب دیا۔

”اوہ یہ تو میرے ہی مہمانوں میں شامل تھے۔ نہانے وہ علیحدہ کیوں
چلے گئے ہیں۔ بہر حال ان سے وہیں سارنگ میں ہی ملاقات ہو جائے
گی۔ وہاں آگے تم نے کس کی مپ دی ہے اور گائیڈ جو تم نے ساتھ
بھیجا ہے اس کا کیا نام ہے“..... عمران نے پوچھا۔

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں عقبی طرف ان کا آفس ہے۔ آئیے میں آپ کو پہنچا دوں وہاں تک۔“ کاؤنٹر بوائے نے کہا اور پھر وہ کاؤنٹر سے باہر آیا اور ان دونوں کو ساتھ لے کر دکان کی مغربی سائیڈ میں واقع ایک راہداری میں آگیا۔ راہداری کے آخر میں ایک شیشے کا دروازہ موجود تھا جس پر نیچر کی پینٹ بھی لگی ہوئی تھی۔

”یہ دروازہ ہے جناب۔“ کاؤنٹر بوائے نے کہا اور کنگ نے اثبات میں سر ہلادیا اور آگے بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ دفتر میں داخل ہوئے تو سامنے آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے انہیں چونک کر دیکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”خوش آمدید جناب میرا نام سارتر ہے۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کنگ ہے اور یہ میرا ساقھی ہے سٹارک۔ آپ کو ایروائیز چارٹرز کمپنی کے منیجر رابرٹ نے ہمارے متعلق کال کی تھی۔“ کنگ نے کہا۔

”میں تو آپ کا مشترکہ جناب میں نے آپ کے لئے ایک بہترین گائیڈ کا انتظام کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی آپ جو انتظامات چاہیں وہ ہو سکتے ہیں۔“ سارتر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم شکار بھی کھیلنا چاہتے ہیں اور سیاحت بھی ساتھ ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے لئے گائیڈ کا انتظام کریں جو اس سارے

سارنگ خاصا بڑا شہر تھا۔ یہ شہر چاروں طرف سے اونچے اونچے پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا۔ کنگ اور سٹارک جہاں چارٹرز ایلی کاپٹر کے ذریعے پہنچے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے کافرستان کے دارالحکومت سے ایلی کاپٹر چارٹرز کرایا تھا اور اس ایئر سروس کے منیجر سے مل کر انہوں نے جہاں کی ایک ٹریولنگ ایجنسی کی ٹپ بھی حاصل کر لی تھی جہاں سے انہیں جیب اور گائیڈ بھی مل سکا تھا اور ساتھ ہی اسلحہ بھی اور وہ دونوں اس ٹریولنگ ایجنسی کو تلاش کرتے ہوئے سارنگ شہر کی ایک سڑک پر ہیدل پلٹے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ توڑی در بعد انہیں ایک آفس کے اوپر سارٹرز ٹریولنگ ایجنسی کا بورڈ نظر آگیا اور وہ دونوں اس طرف بڑھ گئے۔ شیشے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے اور سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

”مسٹر سارتر سے ملاقات ہو سکتی ہے۔“ کنگ نے کاؤنٹر بوائے

علاقے کے چپے چپے سے واقف ہو..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے ہی گائیڈ کا انتظام ہوا ہے۔ پورن اس علاقے کا کچھ اچھا جانتا ہے میں اسے بلاتا ہوں..... سارتر نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے فون کارسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"پرنس کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں سارتریول رہا ہوں۔ پورن جہاں موجود ہو گا اس سے بات کراؤ..... سارتر نے کہا۔

"اچھا بولڈ آن کر دو..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پورن بول رہا ہوں بھاب..... چند لمحوں بعد ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"پورن میرے آفس آجاؤ۔ جس پارٹی کے ساتھ تم نے جانا ہے وہ آگئی ہے..... سارتر نے کہا۔

"اوکے میں آ رہا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور سارتر نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کے علاوہ آپ اور کس قسم کے انتظامات چاہتے ہیں۔" سارتر نے کنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیپ۔ اسلحہ۔ غذا۔ شراب اور سامان جس سے ہم شکار بھی کھیل سکیں اور سیر و تفریح بھی کر سکیں..... کنگ نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"یہ سب مل جائے گا۔ میرا مطلب تھا کہ شاید آپ لیڈیز پارٹنر بھی ساتھ لے جانا چاہیں تو اس کا انتظام بھی ہو سکتا ہے..... سارتر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں ہمیں ایسا کوئی شوق نہیں ہے..... کنگ نے جواب دیا اور سارتر سر ہلا کر خاموش ہو رہا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ پورن..... سارتر نے کہا اور پھر اس نے پورن کا کنگ اور سٹارک سے تعارف کرایا اور پورن انہیں سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہے اب آپ باقی انتظام بھی کر دیں تاکہ ہم روانہ ہو سکیں..... کنگ نے کہا۔

"پورن صاحبان کو گودام لے جاؤ اور جو جو سامان یہ کہیں وہاں سے نکلوا دو۔ انچارج بھگت رام کو میں فون کر دوں گا..... سارتر نے کہا اور پورن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"نیچے بھاب..... پورن نے کنگ اور سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بھٹنٹ کا کیا سلسلہ ہو گا..... کنگ نے کہا۔

"پورن سے آپ خود ملے کر لیں۔ باقی جو سامان آپ لیں گے اس کا معاوضہ گودام انچارج کو دے دیں۔ واپسی پر جب آپ جیپ اور اسلحہ

میں تفریح ہے۔ اسلحہ تو اس لئے لے لیا ہے کہ حفاظت کے لئے کام آسکتا ہے۔..... کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا تو پورن نے مثبت میں سر ہلادیا۔

"پورن کیا اس علاقے میں کہیں کوئی سائنسی لیبارٹری بھی ہے؟..... کنگ نے پورن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سرکاندو کے قریب لیبارٹری ہے۔ بڑی مشہور ہے۔ وہاں لکڑی کا علاج ہوتا ہے۔..... پورن نے جواب دیا۔

"لکڑی کا علاج ہوتا ہے کیا مطلب؟..... سنارک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جناب ان سارے جنگلات میں اجنبائی قیمتی عمارتی لکڑی پیدا ہوتی ہے جس سے حکومت کو کروڑوں کا منافع ہوتا ہے۔ اس لئے حکومت نے جہاں باقاعدہ سائنسی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے جہاں سائنس دان لکڑی کو ننگے والے کیڑوں کا علاج تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کافی سارے سائنس دان وہاں کام کرتے ہیں۔..... پورن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم یہ تفصیل کیسے جانتے ہو؟..... کنگ نے پوچھا۔

"میرا والد اس لیبارٹری میں چوکیدار ہے جناب اس کی عمر اس لیبارٹری کی چوکیداری میں گزر گئی ہے۔ آج کل وہ بیمار ہے اس لئے بڑے صاحب ڈاکٹر امر ناتھ صاحب نے انہیں خصوصی طور پر چھٹی دے رکھی ہے ہمارا گھر بھی ساتھ ہی گاؤں میں ہے۔..... پورن نے

اور دوسرا سامان واپس کریں گے پھر اس کے کرائے کا حساب ہو کر بقایا آپ کو مل جائے گا۔..... سارتر نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"فحشک ہے شکریہ۔ پھر واپسی پر ملاقات ہوگی۔..... کنگ نے کہا اور سارتر سے مصافحہ کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بجٹنسی سے باہر نکلے۔ قموڑی در بعد پورن انہیں ایک دران سی سڑک پر لے آیا۔ سہاں ایک بڑا ساحلہ تھا جس پر سارتر ٹریولنگ بجٹنسی کا بورڈ لگا ہوا تھا سہاں سے انہیں ایک نئے ماڈل کی جیب اور دوسرا سامان مل گیا۔ وہاں اسلحے کا ایک باقاعدہ علیحدہ سیکشن موجود تھا۔ کنگ نے وہاں سے خصوصی ساخت کا اسلحہ لیا اور پھر وہ جیب میں سوار ہو کر احاطے سے باہر نکلے۔

"کسی ایسے ریسٹوران میں لے چلو جہاں اطمینان سے بیٹھ کر پروگرام بنایا جاسکے۔..... کنگ نے پورن سے کہا جو جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"میں سر..... پورن نے جواب دیا اور قموڑی در بعد وہ کافی فاصلہ طے کر کے ایک جھرنے سے ہوٹل میں پہنچ گئے۔ سہاں واقعی اجنبائی سکون تھا۔ سہاں کافی بڑا تھا لیکن اس میں صرف چند افراد ہی موجود تھے۔

"آپ نے شکار کے لئے مخصوص اسلحہ تو لیا ہی نہیں۔..... پورن نے کرسی پر بیٹھتے ہی کنگ اور سنارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم نے وہاں شیر یا ہتھی کا تو شکار نہیں کھیلنا ہمارا مقصد تو اصل

جواب دیا تو کنگ کے چہرے پر اہتانی مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کرنل نوشاد کی ڈائری میں اس نے بھی پڑھا تھا کہ ڈاکٹر پونس کو نامیہ پہاڑی کی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے جس کا انچارج ڈاکٹر امر ناتھ ہے اور پورن نے بھی وہی نام لیا تھا۔ اس طرح وہ پورن کی مدد سے اس لیبارٹری کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ورنہ اسے دراصل یہی فکر تھی کہ اس قدر وسیع اور گھنے جنگلات میں وہ کسی خفیہ لیبارٹری کو کیسے تلاش کرے گا لیکن اب اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ خفیہ لیبارٹری نہیں ہے بلکہ لکڑی کے علاج کی ریسرچ کرنے والی لیبارٹری ہے اور شاید ڈاکٹر پونس کو یہاں اس خیال سے رکھا گیا ہو گا کہ اس لیبارٹری کا کسی کو خیال تک نہ آ سکا تھا۔

”اوکے پیرم پہلے تمہارے گاؤں چلیں گے اور تمہارے بیمار والد کی عیادت کریں گے اس کے بعد آگے کا پروگرام بنائیں گے۔“ کنگ نے کہا تو پورن کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

”اوہ جیج آپ واقعی بہت اچھے ہیں جو اپنا پروگرام بدل کر میرے والد کی عیادت کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ۔“ جتاپ..... پورن نے اہتانی تشکرانہ لہجے میں کہا تو کنگ بے اختیار مسکرا دیا اور پھر کھانا کھانے اور شراب پینے کے بعد وہ وہاں سے کاندو گاؤں کے لئے روانہ ہو گئے۔

”کیا اس لیبارٹری کی ہم سرچ کر سکتے ہیں..... کنگ نے پوچھا۔“ جی ہاں کیوں نہیں وہاں آنے جانے میں کوئی رکاوٹ تو نہیں

ہے۔ میں خود آپ کو لے جاؤں گا اور بڑے ڈاکٹر صاحب سے ملواؤں گا.....“ پورن نے کہا تو کنگ نے اشیات میں سر ملادیا اور پھر تقریباً چار گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد وہ پہاڑی پر واقع ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچ گئے۔

”یہ کاندو گاؤں ہے جتاپ میرا گاؤں.....“ پورن نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کنگ نے اشیات میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جیب ایک چھوٹے سے احاطے کے کھلے پھاٹک کے اندر موڑ دی۔ پھاٹک لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ جیسے ہی اس نے جیب وہاں روکی ایک نوجوان سائینڈ پرہنے ہوئے دو کمروں میں سے ایک سے نکل کر ان کی طرف آنے لگا۔

”یہ میرا چھوٹا بھائی ہے سورن.....“ پورن نے جیب سے اترتے ہوئے کہا اور کنگ اور سٹارک نے بھی اشیات میں سر ملادیتے۔ آنے والا نوجوان جیب میں سے پورن کو اترتے دیکھ کر حیران رہ گیا اور پھر وہ دونوں بھائی بڑی گر جوشی سے ایک دوسرے سے ملے۔

”بابا کا کیا حال ہے۔ یہ بڑے صاحبان ہیں میں ان کا گائیڈ ہوں۔“ یہ بابا سے ملنے آئے ہیں تاکہ ان کی عیادت کر سکیں..... پورن نے بھائی کو بتایا تو اس کے چہرے پر بھی تشکر کے تاثرات ابھر آئے۔

”بابا اب ٹھیک ہیں.....“ اس نے جواب دیا اور پھر اس نے کنگ اور سٹارک دونوں کو بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا تھوڑی دیر بعد وہ انہیں ایک سائینڈ پرہنے ہوئے چھوٹے سے کمرے میں لے آئے

جہاں لکڑی کی کئی کرسیاں موجود تھیں اور درمیان میں ایک میز رکھی ہوئی تھی۔

”یہ ہمارا ڈرہ ہے جناب..... پورن نے انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کیا ایسا ڈرہ جہاں ہر گھر میں ہوتا ہے یا صرف تمہارے گھر میں ہے..... کنگ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تقریباً ہر گھر میں جناب جہاں زمین کی تو کوئی کمی نہیں ہے جتنی جی چاہو احاطے میں شامل کر لو۔ صرف تعمیر کا خرچہ ہوتا ہے اور ہم لوگ مل جل کر کر لیتے ہیں..... پورن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سورن کے ساتھ ایک بزرگ آدمی ہاتھ میں موٹی سی لاشی تھا سے اندر داخل ہوا۔

”یہ میرا بابا ہے صاحب پر دسپ سنگھ..... پورن نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اور بابا یہ کنگ صاحب ہیں اور یہ شتارک صاحب ایکریما سے آئے ہیں۔ میں ان کا گائیڈ ہوں یہ جہاں تفریح اور شکار کے لئے آئے ہیں۔ انہیں جب پتہ چلا کہ آپ بیمار ہیں تو یہ سب سے پہلے آپ کو پوچھنے آئے ہیں..... پورن نے کہا تو کنگ اور شتارک دونوں نے اس بوڑھے سے بڑے گرجو شانہ انداز میں مصافحہ کیا اور اس کی خیریت پوچھی۔ ترجمانی کے فرائض پورن ادا کر رہا تھا۔ پورن کے باپ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ بھی اپنی اس عرت افزائی پر بے حد خوش

دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد پورن کا بھائی سورن بڑے بڑے گلاسوں میں مقامی شربت لے آیا جسے کنگ اور شتارک دونوں نے بے حد پسند کیا۔

”پورن جہاں سے لیبارٹری کتنی دور ہے..... کنگ نے پورن سے پوچھا۔

”جہاں سے قریب ہی ہے ہم کل وہاں چلیں گے..... پورن نے کہا۔

”نہیں ہم ابھی اور اسی وقت اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہمارا تعلق بھی ایکریما میں لکڑی کے علاج کے شعبے سے ہے اس لئے ہمیں اس لیبارٹری کو دیکھنے کا بے حد شوق ہے۔“ کنگ نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب جیسے آپ حکم کریں..... پورن نے جواب دیا اور پھر اس نے باپ سے بات کی۔

”میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں جناب..... پورن کے باپ پر دسپ نے کہا۔

”نہیں آپ کی مہربانی پورن ہمارے ساتھ رہے گا ہم نے صرف ڈاکٹر امر ناتھ اور دوسرے سائنس دانوں سے ملنا ہے پھر ہم واپس آ جائیں گے..... کنگ نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر جیب میں سوار لیبارٹری کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن جیسے ہی وہ گاؤں کی حدود سے نکل کر آگے بڑھے اچانک پورن نے جیب روک

کرنے شروع کر دیے۔

”سکروٹی کیپٹن ماشورا بول رہا ہوں ڈاکٹر امر ناتھ صاحب سے بات کرائیں..... رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”میں ڈاکٹر امر ناتھ بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور کیپٹن نے رسیور پورن کی طرف بڑھادیا۔

”جناب ڈاکٹر صاحب میں جو کیدار پردیپ کالز کا پورن بول رہا ہوں جناب..... پورن نے کہا۔

”اوہ تم کیا بات ہے۔ جہار باب تو بخیریت ہے ناں۔“ دوسری طرف سے ڈاکٹر نے چونک کر پوچھا۔

”جی وہ اب ٹھیک ہیں جناب ایکری میا سے لکڑی کے علاج کے دو ماہر جناب کنگ اور جناب سٹارک تشریف لائے ہوئے ہیں وہ آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں جناب..... پورن نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں پورن حکومت کی طرف سے سخت ممانعت ہے اس لئے مجبوری ہے پھر کبھی ایسی..... ڈاکٹر امر ناتھ نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب چند لمحوں کی ملاقات کی اجازت دے دیں۔ میرا مان رہ جائے گا۔ وہ بہت بڑے ماہر ہیں جناب آپ ان سے مل کر یقیناً خوش ہوں گے جناب..... پورن نے کہا۔

دی۔ کیونکہ سامنے سڑک پر باقاعدہ فوجیوں نے چیک پوسٹ بنارکھی تھی۔

”شاید یہاں فوجی مشقیں ہو رہی ہیں..... پورن نے کہا لیکن کنگ اور سٹارک یہ چیک پوسٹ دیکھ کر چونک گئے تھے۔ چند لمحوں بعد جیب اس چیک پوسٹ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

”آپ ادھر نہیں جا سکتے واپس جائیں..... ایک کیپٹن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”یہ لکڑی کے علاج کے ماہر ہیں ایکری میا سے تشریف لائے ہیں اور ڈاکٹر امر ناتھ سے ان کی ملاقات طے ہے جناب..... پورن نے جیب سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور کنگ اور سٹارک بھی نیچے اتر آئے۔

”لیکن لیبارٹری کو ممنوعہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے اب وہاں کوئی نہیں جا سکتا..... کیپٹن نے کنگ اور سٹارک کو خور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر ڈاکٹر صاحب سے اجازت نامہ لے آؤں..... پورن نے کہا۔

”ہاں اگر وہ اجازت دے دیں حب دوسری بات ہے لیکن آپ یہاں سے انہیں فون بھی کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس سپیشل فون سسٹم موجود ہے..... کیپٹن نے کہا تو پورن نے اقباط میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب ایک طرف پتے ہوئے ٹیکے کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں واقعی باقاعدہ فون موجود تھا۔ کیپٹن نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل

”نہیں پورن فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے مجبوری ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پورن نے بڑے مایوسانہ انداز میں رسیور واپس کر ڈیل پر رکھ دیا۔
”بس تسلی ہو گئی۔ اب آپ لوگ واپس جائیں۔“ کیپٹن نے کہا۔

”کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو اس طرح کی پابندیاں لگائی گئی ہیں۔“ کنگ نے پہلی بار کیپٹن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
”جی ہاں کوئی سرکاری مسئلہ ہے۔“ کیپٹن نے گول مول سا جواب دیا۔

”نہاں سے لیبارٹری تک اور کتنی چیک پوسٹس ہیں۔“ کنگ نے شے سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

”دوسرے راستوں پر چیک پوسٹس ہیں جہاں سے تو ہماری ہی چیک پوسٹ ہے۔“ کیپٹن نے جواب دیا۔ وہ اب واپس اپنی جیب کے پاس پہنچ چکے تھے۔

”اوکے پورن آؤ واپس چلیں۔“ کنگ نے پورن سے کہا اور پھر وہ سٹارک کے ساتھ واپس جیب میں سوار ہو گیا پورن نے جیب بیک کی اور واپس لے جانے لگا۔ ایک موڑ مڑتے ہی کنگ نے پورن کو جیب روکنے کے لئے کہا اور پورن نے جیب روک دی اور حیرت بھری نظروں سے کنگ کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے جیب روکنے کے حکم کی وجہ تسمیہ سمجھ نہ آ رہی ہو۔

”تم تو اس علاقے کے رہنے والے ہو کیا اس رستے کے علاوہ لیبارٹری تک جانے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔“ کنگ نے پوچھا۔

”رستے تو کئی ہیں جناب لیکن وہاں بھی فوج کی نگرانی ہو گی اور اچھاں تو فوج نے ہمیں صرف روکا ہے وہاں وہ لوگ ہمیں گرفتار کر لیں گے۔“ پورن نے کہا۔

”تم کسی ایسے رستے سے چلو جہاں سے ہم اس لیبارٹری تک جلد از جلد پہنچ سکیں آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں بہر حال یہ لیبارٹری دیکھنا چاہتا ہوں۔“ کنگ نے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر امرتا تھ صاحب ناراض ہوں گے جناب۔“ پورن نے کہا۔

”تم ان کی فکر مت کرو وہ جب ہم سے ملاقات کریں گے تو چہارہ ہلکے بھی ادا کریں گے اور وہ ہمارے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ ملاقات کے بعد انہیں معلوم ہو گا کہ ان کی ملاقات کس سے ہو رہی ہے۔“ کنگ نے کہا تو پورن نے انجبات میں سر ہلایا اور جیب آگے بڑھا دی۔ کافی آگے جا کر اس نے جیب کو موڑا اور ایک تنگ سے پہاڑی رستے پر چلنے لگا۔ راستہ بے حد تنگ اور انتہائی خطرناک تھا لیکن پورن بڑے ماہرانہ انداز میں جیب چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ بعض جگہوں پر تو ایسے خطرناک مقامات آئے کہ کنگ اور سٹارک دونوں کے رنگ بدور ہو گئے لیکن پورن وہاں سے بھی جیب کو بحفاظت نکال کر لے گیا۔

”ایک اپنے پاس رکھ لو..... کنگ نے آہستہ سے سٹارک سے کہا
سٹارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل
فرما کر دی۔ جب پورن جیب کو چھپا کر اور لاک کر کے واپس آیا تو
سائینسرنگے مشین پمپ بیگ سے نکل کر ان دونوں کی جیبوں میں
چھپ گئے۔“

”آئیے جتাব“..... پورن نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ خاموشی سے
اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ چرمائی چڑھنے کے بعد وہ دوسری
طرف اترے اور پھر وہ واقعی وادی میں بنی ہوئی ایک وسیع و عریض
لیبارٹری کے عقبی طرف پہنچ گئے۔

”یہاں عقبی طرف سے اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں
ہے۔“ کنگ نے پوچھا۔

”اوہ نہیں جتাব عقبی طرف سے کیسے راستہ ہو سکتا ہے۔“ پورن
نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اور اگر گیٹ پر ہمیں روک دیا گیا اور اندر نہ جانے دیا گیا تو
پھر..... کنگ نے کہا۔

”ایسا ہی ہوگا ہو سکتا ہے کہ وہاں مسلح افراد موجود ہوں۔“ سٹارک
نے کہا۔

”ہاں یہ بھی ممکن ہے جتاب بہر حال کوشش تو کی جا سکتی
ہے..... پورن نے کہا۔

”دیکھو پورن لامحالہ عقبی طرف سے کوئی نہ کوئی راستہ ہوگا

”گلاش پورن تم واقعی بہترین ڈرائیور ہو..... کنگ نے بے
ساختہ پورن کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی مہربانی ہے جتاب ویسے میں ان علاقوں میں مسافر دیکھنے
چلاتا رہا ہوں اور اکثر بارشوں میں سڑکیں ٹوٹ جاتی تھیں تو مجھے ایسے
ہی راستوں پر سفر کرنا پڑتا تھا“..... پورن نے جواب دیا اور کنگ نے
اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے انتہائی سخت اور خطرناک
سفر کے بعد پورن نے ایک جگہ لے جا کر جیب روک دی۔

”جتاب اس سے آگے پیدل جانا پڑے گا جیب نہیں جا سکتی۔“
پورن نے کہا۔

”کتنا فاصلہ ہو گا یہاں سے“..... کنگ نے پوچھا۔

”زیادہ نہیں ہے جتاب وہ سامنے چرمائی چڑھ کر جب ہم دوسری
طرف اتریں گے تو لیبارٹری کے عقبی طرف پہنچ جائیں گے۔“ پورن
نے کہا تو کنگ نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں جیب سے اتر
گئے تو پورن نے جیب کو ایک سائیلنسر پر کر کے لٹکایا، عقبی ہوئی پتھان
کے نیچے چھپا کر کھڑا کیا تاکہ اوپر سے دیکھنے پر نظر نہ آئے اسے خطرہ تھا
کہ کہیں فوجی چیکنگ کرتے ہوئے اوپر سے اسے دیکھ نہ لیں اور پھر
جیب کو لاک کر کے وہ بھی نیچے اتر آیا۔ سٹارک نے نیچے اترتے وقت
جیب کی عقبی میٹ کے نیچے رکھا ہوا اسلحے کا مخصوص بیگ اٹھا کر
کاندھے پر لادیا تھا۔

”اس میں سے سائینسرنگے مشین پمپ نکال کر ایک لمحے دے دو

کیونکہ ایسی لیبارٹریوں میں ایسے راستے لازماً بنائے جاتے ہیں۔" کنگ نے کہا۔

"جواب اگر ہوگا بھی ہی تو بہر حال مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ میں عقبی راستے سے کبھی نہ اندر گیا ہوں اور نہ باہر آیا ہوں۔" پورن نے جواب دیا۔

"جلو پھر لیکن ہم پہلے چپ کر جائزہ لیں گے پھر آگے جائیں گے۔" کنگ نے کہا اور پورن نے اجابت میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر سامنے کے رخ پر پہنچ گئے۔ وہاں لیبارٹری کا بڑا گیٹ تھا اور واقعی باہر دو باوردی مسلح گارڈ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"دو گارڈ ہیں۔" سنارک نے کنگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پورن تم ہمیں روک ہم ان گارڈز کو گور کرتے ہیں پھر ہم تمہیں اشارے سے بلا لیں گے لیکن ایک بات سن لو ہم چاہے جو کچھ بھی کریں تم نے نہ ہی آواز نکالنی ہے اور نہ شور مچانا ہے۔ میں صدی آدمی ہوں اس لئے اب میں ہر صورت میں لیبارٹری دیکھ کر اور ڈاکٹر امر ناتھ سے ملاقات کر کے ہی واپس جاؤں گا۔" کنگ نے کہا۔

"میں تو آپ کے حکم کا غلام ہوں جنتاب۔" پورن نے کہا تو کنگ نے سنارک کو اشارہ کیا اور وہ دیوار کی سائیڈ میں لگ کر تیز سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ دونوں گارڈ گیٹ کے سامنے ایک دوسرے کی طرف منہ کیے کھڑے تھے لیکن ان دونوں کے عقب میں چوڑے

ستون تھے اس لئے وہ دیوار کی سائیڈ کو نہ دیکھ سکتے تھے اور چونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی اس طرف سے بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے وہ مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ کنگ اور سنارک آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے پھر وہ اس چوڑے ستون کے پیچھے پہنچ کر رک گئے۔ کنگ نے جیب سے سائٹرس لگا مشین پشٹ نکالا اور سنارک کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ تیزی سے ستون کے پیچھے سے نکلا اور ان محافظوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ دونوں اسے اور اس کے پیچھے آتے ہوئے سنارک کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے۔ لیبارٹری کا بڑا گیٹ بند تھا۔ البتہ اس میں چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ ان دونوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں سنبھالنے کی کوشش ہی کی تھی کہ کناک کناک کی ٹھوڑوں کے ساتھ ہی وہ دونوں وہیں دھیر ہوتے چلے گئے ان کے منہ سے ہلکی سی کراہیں ضرور نکلیں لیکن سیدھی دل کے اندر اتر جانے والی گولیوں نے انہیں چھتے کا بھی موقع نہ دیا اور کنگ اور سنارک نے بھٹ کر انہیں اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے باہر اس جگہ پہنچ گئے جہاں پورن موجود تھا۔

"نیچے کھائی میں اچھال دو۔" کنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے پر لے ہوئے گارڈ کو ہزاروں فٹ نیچے کھائی میں چھال دیا۔ سنارک نے بھی اس کی پیروی کی۔

"یہ۔ یہ۔ جنتاب یہ تو قتل ہے جنتاب۔" پورن کا رنگ زرد پڑ گیا اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں کہ کناک کی آواز کے ساتھ ہی وہ بھی

تھک کر سر دوسری طرف نکالا اور ماحول کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔
 سامنے ایک چھوٹا سا مچن تھا جس کے گرد برآمدہ اور اس کے پیچھے کمرے
 بنے ہوئے تھے۔ وہاں کوئی آدمی باہر موجود نہ تھا اور وہ کمزوری سے نکل
 کر دوسری طرف کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اسے ساتھ ہی ایک کمرے کے
 باہر ڈاکٹر امر ناتھ سنگھ کی نیم پلیٹ نظر آ گئی۔ وہ تیز قدم اٹھاتا اس
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اس پر پردہ پڑا ہوا
 تھا جس کی وجہ سے اندر کا منظر نظر نہ آ رہا تھا۔ باہر کوئی دربان یا
 چوڑاسی بھی موجود نہ تھا۔ کنگ نے آگے بڑھ کر پردہ ہٹایا اور تیزی سے
 اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور دفتر کے انداز میں ہی سجایا گیا تھا۔
 بڑی دفتری میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی تو خالی تھی لیکن کمرے کے
 کونے میں ایک چھوٹی میز موجود تھی جس کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی
 بیٹھی ٹائپ کرنے میں مصروف تھی۔ کنگ اور اس کے پیچھے سٹارک
 کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے اختیار اٹھ کر کمزوری ہو گئی۔ اس کے
 چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ڈاکٹر امر ناتھ کہاں ہے؟“ کنگ نے اس کے قریب پہنچ کر
 سر دھچکے میں کہا۔

”ڈاکٹر صاحب تو لیبارٹری میں ہیں۔ ہم مگر آپ کون ہیں اور اس
 طرح اچانک یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں؟“ لڑکی نے اہتائی حیرت
 بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر صاحب کو بلاؤ اس طرح کہ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ہم

اچھل کر نیچے گرا۔ کنگ کی چلائی ہوئی گولی اس کے بھی دل میں
 سیدھی اتر گئی تھی اور نیچے گر کر وہ صرف چند لمحے ہی تھپ سکا اور پھر
 ساکت ہو گیا اس کی کھلی بے نور آنکھوں میں اہتائی حیرت و استعجاب
 کا تاثر بھجھ ہو کر رہ گیا تھا۔

اس کی جیب سے جیب کی چابیاں نکالو اور اسے بھی کھائی میں
 پھینک دو جلدی کرو۔ کنگ نے کہا تو سٹارک تیزی سے زمین پر
 پڑے ہوئے پورن پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے اس کی جیب میں
 سے چابیاں نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیں اور پھر اس کی لاش اٹھا کر
 اس نے ان گارڈ کے پیچھے کھائی میں ڈال دی۔

”آؤ اب ہم نے اس ڈاکٹر امر ناتھ کو یہ اعمال بنانا ہے۔“ کنگ
 نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں جتنے بھی افراد ہوں سب کو شتم کر دیا
 جائے۔“ سٹارک نے کہا۔

”جیسی بھی صورت حال ہوگی ویسے ہی کر لیں گے۔ میں چاہتا
 ہوں کہ کسی طرح ڈاکٹر امر ناتھ تک ہم پہنچ جائیں اس کے بعد
 جو نیشن خود بخود ہمارے حق میں ہو جائے گی۔“ کنگ نے کہا اور
 سٹارک نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس گیٹ کی چھوٹی
 کمزوری کراس کر کے اندر داخل ہوئے تو دور تک ایک بند راہداری تھی
 جس کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ اس دروازے میں بھی چھوٹی کمزوری
 لگی ہوئی تھی وہ راہداری کراس کر کے اس کمزوری تک پہنچے تو کنگ نے

خصوص انداز میں جھٹکایا تو اس کا جسم ایک بار زوردار انداز میں پھوٹا اور پھر ساکت ہو کر جھومتے لگا کنگ نے اسے کرسی کے عقب میں قالین پر پھینک دیا اور پھر وہ سٹارک کے ساتھ دفتر کے دروازے کی سائیڈ میں رک کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے قدموں کی آواز ابھری اور پھر ایک اوجھڑا عمر آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ کنگ یلٹت اس پر چھٹا اور دوسرے لمحے آنے والا اس کے چوڑے پٹکے سینے سے لگا ہوا تھا۔ کنگ کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد تھا۔

"تم ڈاکٹر امر ناتھ ہو یو لو..... کنگ نے اس کی گردن کے گرد بازو کو ہٹا کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں میں ڈاکٹر امر ناتھ ہوں مگر..... ڈاکٹر نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا تو کنگ نے اسے آگے کی طرف دھکیل دیا۔ ڈاکٹر جلدی سے اپنی گردن مسلتے ہوئے مڑا تو کنگ اور سٹارک دونوں نے اس کی طرف سائینسنگلے مشین پشٹل اٹھا دیئے اور ڈاکٹر امر ناتھ کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تمہاری پری کی لاش اس کی کرسی کے پیچھے قالین پر پڑی ہوئی ہے اور گیٹ سے باہر موجود جہاز کے گارڈز کی لاشیں کھائی میں پھینچ چکی ہیں اور جہاز ابھی یہی حشر ہو سکتا ہے۔ دوسری صورت میں اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہوگا..... کنگ نے اچھائی سرد لہجے میں کہا جب کہ سٹارک تیزی سے مڑ کر ایک بار پھر دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا تھا۔

یہاں موجود ہیں جلدی بلاؤ فوراً..... کنگ نے یلٹت پشٹ پر موجود ہاتھ آگے کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں سائینسنگلے مشین پشٹل موجود تھا جس کی نال کارخ اس نے اس لڑکی کی طرف کر دیا تھا۔ لڑکی کا چہرہ یلٹت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"جلدی کرو ورنہ گولی سے کھوپڑی اڑا دوں گا..... کنگ نے غراتے ہوئے کہا تو لڑکی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سلسلے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا یا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"خبردار اگر اسے شک پڑا یا وہ یہاں فوراً نہ آیا بلاؤ اسے فوراً..... کنگ نے کہا۔

"ہیلو پری بول رہی ہوں..... لڑکی نے اپنے لہجے کو زبردستی سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب سے میری بات کر اؤ جلدی..... پری نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔

"ڈاکٹر صاحب میں پری بول رہی ہوں۔ آپ فوراً اپنے آفس آجائیں دارالحکومت سے خصوصی کال ہے۔ ایمرجنسی کال جلدی آجائیں..... پری نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر صاحب آرہے ہیں مگر..... پری نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوگا۔ کنگ نے دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر رکھا اور لڑکی کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ وہ بری طرح تپ رہی تھی لیکن کنگ نے ہاتھ کو

”تم۔ تم کون ہو۔ کیا چلے ہو۔ کیا تعاون.....“ ڈاکٹر امر ناتھ نے حیرت اور خوف کے ملے جلے لہجے میں کہا۔
 ”ہمیں ڈاکٹر یونس اور اس کا فارمولا چلے بولو تعاون کرتے ہو یا جہیں گولی مار کر ہم آگے چلیں.....“ کنگ نے کہا۔
 ”ڈاکٹر یونس۔ وہ کون ہے اس لیبارٹری میں تو کوئی مسلمان ڈاکٹر نہیں ہے.....“ ڈاکٹر امر ناتھ نے ہوسٹ جباتے ہوئے کہا۔
 ”یکو اس مت کرو اگر ہم یہاں تک پہنچ سکتے ہیں تو تم سمیت چہاری اس لیبارٹری کے ہر آدمی کو گولیوں سے اڑا سکتے ہیں میں تمہیں صرف ایک منٹ دیتا ہوں بولو ورنہ میں گولی چلا دوں گا.....“ کنگ نے خراستے ہوئے کہا۔
 ”ڈاکٹر خان تو یہاں تھا لیکن وہ تو آج صبح چلا گیا۔ فوج کے افسر اسے لے گئے ہیں.....“ ڈاکٹر امر ناتھ نے کہا۔
 ”پھر تم بھی چھٹی کرو.....“ کنگ نے کہا اور ہوسٹ بھینچے۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔
 ”رک جاؤ رک جاؤ مت مارو مجھے رک جاؤ.....“ ڈاکٹر امر ناتھ نے اتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”چہاری اس لیبارٹری میں کتنے آدمی ہیں.....“ کنگ نے پوچھا۔
 ”ہت سے ہیں۔ بیس بائیس کے قریب ہیں سنو میں کچ کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر خان چلا گیا ہے.....“ ڈاکٹر امر ناتھ نے کہا۔
 ”دیکھو ڈاکٹر نہیں معلوم ہے کہ ڈاکٹر خان یہاں چھپا ہوا ہے اور

باہر فوج موجود ہے۔ اگر ڈاکٹر خان چلا گیا ہو تا تو فوج کو نگرانی کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اس لئے میں تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں بولو ورنہ.....“ کنگ نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”مم۔ مم کچ کہہ رہا ہوں تم یقین کرو.....“ ڈاکٹر امر ناتھ نے کہا لیکن دوسرے لمحے کنگ کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر امر ناتھ جھٹکا ہوا پھل کر نیچے قالین پر جا گرا۔ اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی تو کنگ کی لات حرکت میں آئی اور ڈاکٹر ایک بار پھر جج مار کر نیچے گر گیا اور ساکت ہو گیا۔
 ”آؤ شادک اب یہاں قتل عام کرنا پڑے گا.....“ کنگ نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔
 ”یہاں آفس میں لیبارٹری کا کوئی نقشہ موجود ہو گا ورنہ ہم پھنس بھی سکتے ہیں.....“ شادک نے کہا۔
 ”اوہ ہاں واقعی ایک منٹ میں دیکھتا ہوں.....“ کنگ نے کہا اور میز کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک باہر سے قدموں کی آواز آتی سنائی دی اور کنگ آگے بڑھنے کی بجائے تیزی سے مڑ کر دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس نے سفید اور کوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کی نظریں قالین پر پڑے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر امر ناتھ پر جمی ہوئی تھیں۔
 ”خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو.....“ کنگ نے اس کی کتہنی پر مشین پٹل

"ڈاکٹر نارائن۔ میں ڈاکٹر نارائن ہوں..... اس نوجوان نے ہلکاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اسی لمحے کنگ بھی میز کے پیچھے سے نکل کر اس کے قریب آگیا۔

"ڈاکٹر خان کہاں ہے بولو..... کنگ نے مشین پسٹل کی نال اس کی پیشانی پر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو نیچے ایرجنسی بلاک میں ہے۔ مم مم مگر..... ڈاکٹر نارائن نے ایسے لہجے میں کہا جسے وہ لاشعوری انداز میں بول رہا ہو۔

"اے سہاں کون بلا سکتا ہے..... کنگ نے کہا۔

"ڈاکٹر امر ناتھ اور کوئی نہیں بلا سکتا۔ ایرجنسی بلاک کو ڈاکٹر امر ناتھ ہی کھول سکتا ہے اور کوئی نہیں کھول سکتا..... ڈاکٹر نارائن نے کہا۔

"لیبارٹری میں جہازے اور ڈاکٹر امر ناتھ کے علاوہ اور کتنے آدمی

ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں..... کنگ نے پوچھا۔

"بڑے ہال میں ہیں۔ کام کر رہے ہیں۔ اٹھارہ آدمی ہیں دو سنور میں ہیں..... ڈاکٹر نارائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ستارک اسے ساتھ لے جاؤ اور سب کو گور کرو اس سمیت۔"

کنگ نے ستارک سے کہا تو ستارک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"جلو میرے ساتھ اس ہال میں اور سنو اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں گولی کھوپڑی میں اتار دوں گا..... ستارک نے ڈاکٹر نارائن کو دھکیل کر دروازے کی طرف لے جاتے ہوئے

کی نال لگاتے ہوئے کہا تو وہ نوجوان تیزی سے مڑا لیکن دوسرے لمحے وہ بھی جھٹکا ہوا پھل کر نیچے جا گرا۔ اس کی کھنٹی پر بھی کنگ کا بھروسہ نہ پڑا تھا اور نیچے گر کر وہ صرف ایک لمحے کے لئے تڑپا بھر ساکت ہو گیا۔

"اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو ستارک..... کنگ نے میز کی طرف دوبارہ بڑھتے ہوئے کہا تو ستارک نے جلدی سے اپنی سیٹ کھولی اور اس بے ہوش نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر رکے اور پھر سیٹ کی مدد سے اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے۔

"اے ہوش میں لے آؤ..... کنگ نے میز کی درازیں کھول کر ان کی تلاشی لیتے ہوئے ستارک سے کہا اور ستارک نے جھک کر بے ہوش پڑے نوجوان کے پھرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔

"اے اٹھا کر سامنے کر سی پر بٹھا دو سہاں کوئی نقشہ نہیں ہے اب یہ بتائے گا سب کچھ..... کنگ نے درازوں کی تلاشی لیتے ہوئے کہا اور ستارک نے جھک کر اس نوجوان کو بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر اسے ایک کرسی پر ڈال دیا۔

"تم۔ تم کون ہو..... نوجوان کے حلق سے ڈری سی آواز نکلی۔

"جہاز اکیا نام ہے..... ستارک نے غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

بٹھا لو..... کنگ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر امر ناتھ کا چہرہ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا۔

”کک کک کیا مطلب کیا تم نے سب کو ہلاک کر دیا ہے سب کو..... ڈاکٹر امر ناتھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کنگ کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”ہاں اٹھارہ آدمی ہال میں اور دو سنور میں تھے سب ہلاک کر دیے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر خان نیچے ایمر جنسی ہلاک میں موجود ہے اور اس ایمر جنسی ہلاک کا راستہ صرف تم کھول سکتے ہو۔ یو لو اسے کھولے ہو یا پھر جہاد نے جسم کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کی جائے..... کنگ نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

”تمہیں غلط بتایا گیا ہے سہاں کوئی ایمر جنسی ہلاک نہیں ہے اور نہ ہی ڈاکٹر خان جہاں موجود ہے وہ صبح چلا گیا تھا..... ڈاکٹر امر ناتھ نے کہا تو کنگ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشیل جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس کی آکڑی بوٹی انگلی لوہے کے نیزے کی طرح ڈاکٹر امر ناتھ کے چہرے کی طرف لپکی اور دوسرے لمحے کمرہ ڈاکٹر امر ناتھ کی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم بری طرح پھوٹنے لگا۔ کنگ نے کھڑی انگلی اس کی آنکھ میں نیزے کی طرح مار دی تھی۔ پھر اس نے انگلی ایک جھٹکے سے واپس کھینچی اور اسے ڈاکٹر امر ناتھ کے نباس سے صاف کرنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر امر ناتھ اس دوران تکلیف کی بے پناہ شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھ میں سے

کہا۔
”م مجھے کچھ نہ کہو میں کوئی غلط حرکت نہیں کروں گا..... ڈاکٹر نارائن نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”بیگ جہادی پشت پر موجود ہے سٹارک جیسے موقع دیکھنا ہے دریغ اسے استعمال کر دینا..... کنگ نے ڈاکٹر نارائن کے پیچھے جاتے ہوئے سٹارک سے کہا اور سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان دونوں کے باہر نکل جانے کے بعد کنگ نے اپنی بیٹ کھولی اور پھر اس نے جھک کر قرش پر بے ہوش چڑے ہوئے ڈاکٹر امر ناتھ کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد اس نے ڈاکٹر امر ناتھ کو بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس کے چہرے پر زور دار تھپوں کی بارش کر دی۔ تیسرے زور دار تھپ پر ڈاکٹر امر ناتھ جھٹکا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کی ناک اور منہ کے کونوں سے خون کی لکیریں بہنے لگی تھیں۔

”ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے..... کنگ نے اس کے چہرے پر ایک اور تھپ مارتے ہوئے کہا۔
”تم۔ تم کون ہو۔ کیا چاہتے ہو۔ مت مارو مجھے کون ہو تم۔“
ڈاکٹر امر ناتھ نے چختے ہوئے کہا۔

”سنو لیبارٹری میں موجود جہادے تمام آدمی ہلاک ہو چکے ہیں اب جہاں جہادی جتھیں سننے والا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ بات اپنے ذہن میں

خون اور مواد مل کر اس کے چہرے پر بہتا ہوا اس کے لباس پر گر رہا تھا کنگ نے انگلی صاف کی اور ایک بار پھر اس کے چہرے پر تھپ مارنے شروع کر دیئے۔ وہ اس سرد مہری سے یہ سب کچھ کر رہا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی ریت سے بھرے ہوئے بورے پر مشق ستم کر رہا ہو۔ تیسرے یا چوتھے تھپ پر ڈاکٹر امر ناتھ ایک بار پھر جھٹکا ہوا ہوش میں آگیا۔

پپ پپ پانی۔ تجھے پانی دو۔ مت مارو مجھے پانی دو۔ ڈاکٹر امر ناتھ نے ہڈیانی انداز میں کہا۔

جب تک تعاون نہیں کرو گے کچھ نہیں ملے گا اور اسی طرح جہاز کے جسم کا ایک ایک عضو نساغ اور ناکارہ کر دیا جائے گا۔ کنگ نے انتہائی سرد مہراں لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم میں تعاون کروں گا مجھے مت مارو مت مارو مجھے پانی دے دو میں تعاون کروں گا۔ ڈاکٹر امر ناتھ نے چچھتے ہوئے کہا تو کنگ ایک طرف موجود ایک کی طرف بڑھ گیا جس میں شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں اس نے ایک بوتل اٹھائی اس کا ذہن کھولا اور پھر بوتل لا کر اس نے ڈاکٹر امر ناتھ کے منہ سے لگا دی۔ ڈاکٹر امر ناتھ اس طرح شراب پینے لگا جیسے صدیوں کے پیاسے کو پانی پینے کو مل گیا ہو۔ ایک چوتھائی بوتل جب اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو کنگ نے بوتل ہٹائی اور باقی ماندہ شراب اس نے ڈاکٹر امر ناتھ کی زخمی آنکھ اور چہرے پر ڈال دی۔ ڈاکٹر امر ناتھ زخمی آنکھ پر شراب پڑتے ہی درد کی

شدت سے ایک بار پھر جمع پڑا لیکن جلد ہی وہ نارمل ہو گیا۔ اب اس کا تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ خاصی حد تک نارمل ہو چکا تھا۔

”یہ تو ابھی ٹریڈ ہے ڈاکٹر امر ناتھ درنہ تم تو کیا تمہاری روح بھی صدیوں تک جچھتی رہے گی۔۔۔۔۔ کنگ نے انتہائی سرد مہراں اور انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ ڈاکٹر خان نیچے ہے۔ امیر جنسی ہلاک میں۔ تم اسے لے جاؤ مگر مجھے مت مارو۔ تم انتہائی قالم اور سفاک آدمی ہو مجھے مت مارو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر امر ناتھ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اب واقعی حد سے زیادہ خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

”پہلے مجھے تفصیل بتاؤ۔ کس قسم کا ہے یہ امیر جنسی ہلاک۔ کس طرف سے اس کا راستہ جاتا ہے اور کس طرح کھلتا ہے جلدی بتاؤ۔۔۔۔۔ کنگ نے انگلی اٹھا کر اس کی دوسری آنکھ کے سامنے ہڑاتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امر ناتھ نے اس طرح تیزی سے تفصیل بتانی شروع کر دی جیسے ٹیپ ریکارڈر چل پڑا ہو۔ وہ پوری تفصیل سے سب کچھ بتاتا چلا گیا۔ اسی لمحے سٹارک کمرے میں داخل ہوا۔

”کیا ہوا۔۔۔۔۔ کنگ نے سٹارک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آل ازاو کے۔۔۔۔۔ سٹارک نے جواب دیا تو کنگ مطمئن ہو کر دوبارہ ڈاکٹر امر ناتھ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے اس سے کئی سوال پوچھے اور جب اسے تسلی ہو گئی کہ اب وہ امیر جنسی ہلاک کھول کر ڈاکٹر خان تک پہنچ جائے گا تو وہ سٹارک کی طرف مڑا۔

سے نکلتا ہے۔..... کنگ نے کہا تو سٹارک سر ملانا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

آپ نے ڈاکٹر خان کو ساتھ نہیں لیا۔..... سٹارک نے باہر آتے ہی کہا۔

”نہیں اسے ہم کہاں ساتھ ساتھ لا دے پھرتے۔ میں نے اس سے فارمولا حاصل کر لیا ہے اب باقی کام ہمارے سائنس دان خود ہی کر لیں گے۔“ کنگ نے کہا اور سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا لیبارٹری کے گیٹ سے نکل کر وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے اس طرف کو بڑھ گئے جدر سے وہ یہاں پہنچے تھے پھر وہ لیبارٹری کے عقبی طرف پہنچے تھے کہ انہوں نے دور لیبارٹری کو آنے والی سڑک کی طرف دو فوجی جیپوں کو تیز رفتاری سے آتے ہوئے دیکھا جو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے اور سڑک وہاں سے خاصی نشیب میں تھی اس لئے دونوں جیپیں انہیں نظر آگئیں لیکن وہ فوراً ہی دوسری طرف گہرائی میں اترتے چلے گئے جہاں سے قریب ہی ان کی جیپ موجود تھی۔

”جلدی چلو۔ ملٹری کی جیپیں جیسے ہی لیبارٹری میں پہنچیں گی قیامت برپا ہو جائے گی اور اس پورے علاقے کو گھیر لیا جائے گا۔“ کنگ نے کہا اور سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے نیچے اترنے کی رفتار بڑھادی اور تھوڑی دیر بعد وہ گہرائی میں پہنچ چکے تھے جہاں ان کی جیپ موجود تھی۔

”باس جیپ کی تو نشاندہی بھی ہو سکتی ہے کیوں نہ ہم یہاں سے

”اس کا خیال رکھنا میں ڈاکٹر خان کو لے کر آ رہا ہوں۔“ کنگ نے کہا اور تیزی سے مرکز دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم۔ تم کون ہو اور یہاں تک کیسے پہنچ گئے ہو۔“ ڈاکٹر امر ناتھ نے کنگ کے باہر جاتے ہی سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خاصوش بیٹھے رہو۔“ سٹارک نے اسے جھجکتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امر ناتھ ہونٹ بھینچ کر خاصوش ہو گیا۔ بحر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد کنگ اندر داخل ہوا لیکن وہ اکیلا تھا۔

”کیا ہوا باس وہ ڈاکٹر خان نہیں ملا۔“ سٹارک نے چونک کر پوچھا۔

”مل گیا ہے۔“ کنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود مشین پستل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازیں کے ساتھ ہی گولیاں کر سی پر بندھے ہوئے بیٹھے ڈاکٹر امر ناتھ کے سینے میں گھسٹی چلی گئیں اور ڈاکٹر امر ناتھ کے حلق سے مشکل سے ہی ایک جچ نکل سکی اور پھر وہ چند لمحے چپ کر ساکت ہو گیا۔ کنگ نے مشین پستل واپس جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے ڈاکٹر امر ناتھ کی لاش کو گھسیٹ کر نیچے قالین پر ڈالا اور اس کے عقبی طرف بندھے ہوئے ہاتھوں سے بیلٹ کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ بیلٹ کھول کر اس نے اپنی پتلون پر اطمینان سے باندھی اور پھر ادھر ادھر سرسری سی نظریں ڈال کر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”آؤ سٹارک میں نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اب ہمیں فوراً یہاں

جیسے اس کے جسم میں موجود تمام ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب جسم میں دوڑنے والی ردی تیز لہروں میں قدرے کمی واقع ہوئی تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور پھر اسے محسوس ہوا کہ اس کا جسم حرکت کر رہا ہے تو اسے بے پناہ مسرت کا احساس ہوا وہ ایک جھٹکنے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس کی نظریں ستارک پر پڑیں جو ایک جھاڑی کے قریب نیچے مزے انداز میں بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ جب کہیں نیچے کھائی میں گر چکی تھی جو یہاں سے نظر نہ آ سکتی تھی۔ کنگ نے پہلے تو ستارک کو آوازیں دیں۔ مگر جب ستارک کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر کافی نیچے اترنے کے بعد وہ اس جگہ کے قریب پہنچ گیا جہاں ستارک موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ستارک کے پاس پہنچا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ ستارک کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ کنگ کے ذہن کو شدید دھچکا سا پہنچا اور وہ بے اختیار ستارک کے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔ ستارک طویل عرصے سے اس کا دست راست تھا اور ستارک کی اس طرح اچانک موت سے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اکیلا رہ گیا ہو۔ لیکن ظاہر ہے وہ اب ستارک کو زندہ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے ستارک کی لاش کو کھینچ کر سیدھا کیا اس کی پشت پر موجود اسلحے کا بیگ اس نے کھول کر علیحدہ کیا اور پھر لاش کو اٹھا کر اس نے نیچے گہرائی میں اچھال دیا۔ جب ستارک کی لاش اس کی نظروں

پیدل کا ندوگاؤں پہنچ جائیں وہاں سے ہمیں آسانی سے سواری مل جائے گی لیکن ہمیں راستوں کا بھی علم نہیں ہے اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں مقامی زبان بھی نہیں آتی۔..... ستارک نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ جب تک پہنچ گئے۔ ستارک نے جیب سے چابیاں نکالیں اور جیب کھول کر وہ اس میں سوار ہو گئے۔

”میں نے یہاں تک پہنچے ہوئے خاص طور پر رستے کی نشانیاں مارک کی تھیں کیونکہ میرے ذہن میں یہ خدشہ موجود تھا کہ شاید ہمیں پورن کا خاتمہ کرنا پڑے“..... کنگ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ستارک گھوم کر تیزی سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کنگ نے جیب کو بیک کر کے موڑا اور پھر تیزی سے اسی رستے پر اس نے جیب دوڑا دی جس رستے سے وہ یہاں پہنچے تھے۔ لیکن یہ راستہ واقعی انتہائی دشوار گزار اور خطرناک تھا۔ اس لئے کنگ کو جیب کی رفتار آہستہ رکھنی پڑ رہی تھی۔ ویسے وہ ماہر ڈرائیور تھا اس لئے بہر حال وہ اس خطرناک رستے پر جیب کو آگے بڑھانے لے جا رہا تھا کہ اچانک ایک انتہائی خطرناک موڑ کا سامنا ہوا۔ اسے پوری قوت سے بریک لگانی پڑی اور اس کے اس طرح اچانک بریک لگانے کی وجہ سے جیب کا توازن برقرار نہ رہ سکا اور وہ لڑکھرائی ہوئی نیچے گہرائی کی طرف گرنے ہی لگی تھی کہ ستارک اور کنگ دونوں نے انتہائی بھرتی سے جھلانگیں لگا دیں اور پھر وہ دونوں ہی قلابازیاں کھاتے ہوئے علیحدہ علیحدہ جگہوں پر جھاڑیوں میں جا گرے۔ کنگ کو ایک لمحے کے لئے تو ایسے محسوس ہوا

کر سورن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ جناب بالکل مل جائے گی جناب“..... سورن نے نوٹوں کو نیدوں کی طرح جھپٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”کیا بندہ وسست ہو سکتا ہے“..... کنگ نے پوچھا۔

”جناب یہاں ایک آدمی کے پاس جیب ہے وہ کرائے پر رہتا ہے میں اس سے لے آتا ہوں جناب“..... سورن نے کہا۔

”جلدی لے کر آجیے فوری روانہ ہونا ہے“..... کنگ نے کہا۔

”ابھی جناب صرف دس بارہ منٹوں میں جناب“..... سورن نے کہا اور پھر اسے ڈیرے پر چھوڑ کر وہ تیزی سے واپس مڑا اور ڈیرے سے باہر نکل گیا۔ کنگ نے پشت پر لدا ہوا بیگ اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ ڈاکٹر نوٹس سے حاصل کیا ہوا فارمولا نکال کر وہ اسے پوری طرح حفاظت سے رکھ لے لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھرتے اس نے جلدی جلدی ساری جیبیں کیے بعد دیگرے نوٹوں شروع کر دیں لیکن جیسے جیسے وہ جیبیں دیکھتا جا رہا تھا اس کا چہرہ تار یک پڑتا چلا جا رہا تھا۔ فارمولے کی فائل اس نے تہہ کر کے اندرونی جیب میں رکھی تھی لیکن اب یہ جیب خالی تھی اور فارمولے والی فائل کسی بھی جیب میں موجود نہ تھی۔

”یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ کیا ہوا۔ یہ فارمولا کہاں چلا گیا“..... کنگ کے

سے اوجھل ہو گئی تو اس نے ایک بار پھر طویل سانس لیا اور بیگ اٹھا کر اپنی پشت پر باندھا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اب اسے پیدل ہی کسی نہ کسی آبادی تک پہنچنا تھا۔ اسے راستہ یاد تھا اس لئے وہ تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ اس پختہ سڑک تک پہنچ گیا۔ جو کاندو گاؤں کی طرف جاتی تھی اور جہاں سے وہ جیب پر ادھر آئے تھے۔ کنگ نے ادھر ادھر دیکھا سڑک خالی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ کسی بھی وقت اس سڑک پر فوجی جیب پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے وہ نیچے اتر گیا اور پھر سڑک کے ساتھ ساتھ وہ گہرائی میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ کاندو گاؤں تک پہنچ ہی گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس احاطے میں موجود تھا جہاں پورن کے بھائی اور باپ رہتے تھے۔ اس کے احاطے میں داخل ہوتے ہی پورن کا بھائی اسے دیکھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔

آپ اکیلے جیب کہاں ہے جناب اور پورن وہ نہیں آیا آپ کے ساتھ پورن کے بھائی سورن نے قریب آکر سلام کرتے ہوئے کہا۔

”پورن کو میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ انتہائی اہم جنسی کام کے سلسلے میں دارالحکومت بھیج دیا تھا۔ کام ایسا تھا کہ میں خود ساتھ نہیں جا سکتا تھا۔ کیلہاں سے دارالحکومت کے لئے کسی سواری کا بندہ وسست ہو سکتا ہے“..... کنگ نے جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال

ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے۔ اس کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ جیب سے نیچے گرتے وقت یقیناً یہ قاتل اس کی جیب سے نکل گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت ایسی نہ تھی کہ وہ قاتل اس کی جیب سے نکل سکتی۔ اس نے بے اختیار طویل سانس لیا۔ اب ظاہر ہے اسے واپس اسی جگہ جانا ہو گا تاکہ وہ فارمولا وہاں سے تلاش کر سکے۔ وہ بیٹھا سوچتا رہا کہ کیا فوری طور پر وہاں واپس جانے یا دارالحکومت جانے کے بعد پھر وہاں سے آئے کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اب تک اس سارے علاقے میں فوج پھیل چکی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک جیب اور سٹارک کی تلاش بھی مکمل کر چکے ہوں۔ ان حالات میں فوری طور پر واپس جانا اس کے لئے خطرناک بھی ہو سکتا تھا لیکن بغیر فارمولے کے اس کا دل واپس دارالحکومت جانے کو بھی نہ چاہ رہا تھا اور وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ سورن اندر داخل ہوا۔

”آئیے جناب میں جیب لے آیا ہوں“..... سورن نے کہا تو کنگ سر ہلاتا ہوا اٹھا اس نے سائیڈ پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور ڈبرے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد جیب تیزی سے دارالحکومت جانے والی سڑک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کنگ نے دیکھا کہ سڑک پر فوجی جیسیں انتہائی تیز رفتاری سے آ جا رہی تھیں۔

”یہ کیا ہو رہا ہے فوجی جیسیں بہت نظر آ رہی ہیں“..... کنگ نے سورن سے کہا۔

”معلوم نہیں جناب ویسے پہلے تو اتنی لمبی کبھی ادھر نظر نہیں

آئی“..... سورن نے جواب دیا اور کنگ نے اشیات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ سارنگ شہر پہنچ گئے۔ ”تم مجھے اسی شہر میں چھوڑ کر واپس چلے جاؤ مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا ہے میں یہاں سے دارالحکومت خود چلا جاؤں گا“..... کنگ نے اچانک کہا۔

”کہاں اتاروں آپ کو“..... سورن نے کہا۔

”کسی ہوٹل کے سامنے اتار دو“..... کنگ نے کہا اور سورن نے اشیات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک بڑے سے ہوٹل کے گیٹ کے سامنے جیب روک دی۔

”جناب آپ کی بقایا رقم“..... سورن نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تم رکھ لو“..... کنگ نے کہا اور بیگ لے کر وہ نیچے اتر گیا۔ سورن نے اسے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور جیب آگے بڑھا کر لے گیا۔ کنگ بیگ اٹھائے اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک جیب آگے جا کر موڑ نہیں مڑ گئی۔ اس کے بعد کنگ تیزی سے پیدل چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مارکیٹ میں پہنچ گیا۔ ایک سٹور سے اس نے اپنے ساز کا نیا لباس خرید اور اسے پیک کر آکر وہ باہر آگیا۔ پھر ایک جنرل سٹور سے اس نے کامیونیکیشن کے نام سے ایسا سامان خرید کر پیک کر لیا جس سے وہ آسانی سے میک اپ کر سکتا تھا۔ گوا سے معلوم تھا کہ لیبارٹری میں کوئی ایسا آدمی زندہ نہیں بچاؤ

شروع کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ باہر روم سے باہر آیا تو نہ صرف اس کا لباس بدل چکا تھا بلکہ اس کا چہرہ اور بالوں کا رنگ تک تبدیل ہو چکا تھا۔ پہلے والے لباس سے کرنسی اور دوسرا سامان اس نے اپنی جیبوں میں رکھ لیا۔ اس کے باگ اپنا پرانا لباس اور میک اپ کے لئے استعمال شدہ سامان اس نے وہیں چھوڑ دیا اور ایک بار پھر چھوٹی سی عقبی دیوار پھاند کر وہ کوٹھی سے باہر آگیا۔ اب اس نئے طبلے میں وہ اطمینان سے کسی بھی ہوٹل میں جا کر ٹھہر سکتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ فارمولے کی فائل جہاں گری ہوگی وہاں کوئی نہیں جائے گا کیونکہ جہاں جیپ گری تھی وہ جگہ وہاں سے کافی دور تھی اس کے خیال کے مطابق فارمولا جہاں بھی گرا ہوگا وہاں محفوظ رہے گا اور وہ حالات ٹھیک ہوتے ہی وہاں سے فارمولا حاصل کر کے اطمینان سے اسٹالیہ واپس چلا جائے گا۔

اس کا حلیہ بتا سکے لیکن ہو سکتا ہے کہ فوجی کاندو گاؤں میں پہنچ جائیں اور پھر وہاں سو رن اور اس کے باپ کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی اس کے متعلق معلومات فوج کو مہیا کر سکتے ہیں اس لئے اس نے لباس اور چہرہ بدلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سامان لے کر وہ مین مارکیٹ سے نکلا اور پھر اس نے ایک دکاندار لڑکے سے کسی کالونی کا پتہ پوچھا جہاں اسے کرایہ پر کوٹھی مل سکے۔

"جناب یہاں سے قریب ہی ایک نو تعمیر شدہ کالونی ہے جناب وہاں کئی کوٹھیاں خالی ہیں جناب"..... دکاندار لڑکے نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور کنگ اس کا شکریہ ادا کر کے اس کالونی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کالونی میں پہنچ گیا۔ یہ واقعی نو تعمیر شدہ کالونی تھی اور کئی کوٹھیاں تو ابھی زیر تعمیر تھیں۔ اسے کسی ایسی کوٹھی کی تلاش تھی جس پر کرائے کے لئے خالی کا بورڈ موجود ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایسی کوٹھی تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ کوٹھی کا پھانگ بند تھا اور اس پر تالا لگا ہوا تھا۔ باہر کرایہ کے لئے خالی کا بورڈ لگا ہوا تھا جس کے نیچے رابطے کے لئے پتہ بھی درج تھا۔ کنگ اس کوٹھی کی عقبی سمت پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ عقبی دیوار پھاند کر کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ کوٹھی واقعی خالی تھی لیکن اس میں ضروری فرنیچر اور سامان موجود تھا۔ کنگ نے ایک باہر روم کو چیک کیا اس میں پانی بھی موجود تھا اور آئینہ بھی۔ اس نے اپنا لباس اتار دیا اور پہلے غسل کیا۔ اس کے بعد نیا لباس پہن کر اس نے آئینے کی مدد سے میک اپ کرنا

نکاح ہوا سادہ کھائی دے رہا تھا۔ شاگل پرانے منسٹر ہاؤس کے میٹنگ روم میں صدر کی شمولیت سے بے اختیار ہنسنے لگا تھا اسے معلوم تھا کہ صدر اجائی اہم ترین معاملات میں ہی پرانے منسٹر ہاؤس کی میٹنگ میں شامل ہوتے ہیں۔ ورنہ عام معاملات میں تو پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہی میٹنگ کال کر لی جاتی ہے۔ شاگل اور سیکرٹری دفاع سرچو پڑہ نے صدر اور وزیراعظم کو سلام کیا جب کہ کرنل جوشی اور کرنل مہو ترا دونوں نے فوجی انداز میں سلیٹ کیے۔

”تشریف رکھیں“..... صدر نے کہا اور پھر صدر اور وزیراعظم اپنے لئے مخصوص کرسیوں پر بیٹھ گئے تو وہ سب بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”پرانے منسٹر صاحب آپ حالات بتائیں“..... صدر نے پرانے منسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہیں سر“..... پرانے منسٹر نے کہا اور پھر وہ سامنے بیٹھے ہوئے افراد کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”کافرستان نے ایک اہم دفاعی ہتھیار بنانے کے لئے ایک پلان تیار کیا۔ اس ہتھیار میں کافرستان کی مدد اقوام متحدہ کے دو سائنس دانوں ڈاکٹر سرتی اور ڈاکٹر شو نارڈ نے کرنی تھی یہ ہتھیار کافرستانی ڈاکٹر سرتی کی دریافت کردہ مار سیلاریز پر مبنی تھا۔ ڈاکٹر سرتی اور ان کے ساتھی ڈاکٹر شو نارڈ نے چونکہ یہ ریہ اقوام متحدہ کے تحت ریسرچ کرتے ہوئے دریافت کی تھیں اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ان

پرانے منسٹر ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال میں اس وقت کرسیوں پر چار افراد موجود تھے جن میں سے ایک کافرستان سیکرٹروس کا چیف شاگل۔ ملزری انتیلی جنس کا چیف کرنل جوشی ملزری کے ماؤنٹین سیکشن کا چیف کرنل مہو ترا اور سیکرٹری دفاع سرچو پڑہ موجود تھے۔ جب کہ سامنے موجود دو اونچی پشت والی کرسیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگل کو اچانک کال کر کے اس میٹنگ میں فوری پہنچنے کا کہا گیا تھا اس لئے شاگل نے جہاں آنے کے بعد دوسروں سے اس میٹنگ کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا اس لئے وہ بھی خاموش ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد کوئے میں موجود وزیراعظم کے لئے مخصوص دروازہ کھلا اور پھر صدر مملکت اندر داخل ہوئے تو وہ سب بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ صدر کے پیچھے وزیراعظم تھے جن کا پہرہ قدرے

سکا الدبہ اسے پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ نہیں دیکھا گیا تھا اس لئے یہی سمجھا گیا کہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس اس سلسلے میں کارروائی کر رہی ہے۔ اس دوران ملٹری انٹیلی جنس میں ایک خصوصی شعبہ قائم کیا گیا تھا جس کے فرائض میں کافرستان کی تمام سائنسی دفاعی لیبارٹریوں کی حفاظت تھی اس کا انچارج کرنل نوشاد کو بنایا گیا جو اس سلسلے میں ایکری میا سے خصوصی تربیت لے کر آئے تھے۔ کرنل نوشاد کے سیکشن نے ان دونوں پاکیشیائی ہینٹوں کو گرفتار کر لیا لیکن وہ پراسرار طور پر ان کے قبضے سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ رپورٹ ملنے کے بعد فیصلہ کیا کہ اس اہم ہتھیار کو ضائع کرنے کی بجائے اس کا تحفظ اس طرح کیا جائے کہ لیبارٹری کو آف کر دیا جائے۔ ڈاکٹر خان کی موت ایک بار پھر حقیقی حادثے کے طور پر ظاہر کی جائے اور ڈاکٹر خان کو اس کے فارمولے سمیت کسی غیر اہم جگہ پر چھپا دیا جائے جب حالات نارمل ہو جائیں تو پھر دوبارہ کام شروع کیا جائے۔ سہانچہ اس منصوبے کے تحت کرنل نوشاد نے ایک ہیلی کاپٹر حادثے میں ڈاکٹر خان کی موت ظاہر کر دی اور ڈاکٹر خان کو تسمیر پہاڑیوں میں واقع ایک ایسی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا جہاں لکڑی کے کپڑوں کے سلسلے میں دلیرج ہو رہی تھی۔ اس لیبارٹری کے نیچے ایک خاص بلاک بنا ہوا تھا جس میں ڈاکٹر خان کو پہنچا دیا گیا اور اس بلاک کو سیلڈ کر دیا گیا۔ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر امر ناتھ کو اس بارے میں علم تھا۔ پھر اچانک کرنل نوشاد اور اس کا اسسٹنٹ کیپٹن سریندر

ریز کو امن کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے اس لئے ڈاکٹر سرتی کھل کر اس ہتھیار پر کافرستان میں کام نہ کر سکتے تھے۔ الدبہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس کی لیبارٹری قائم ہونے کے بعد وہ درپردہ اس کے لئے کام کرتے رہیں گے لیکن اس ہتھیار کی حیثیاری میں ایک خاص سائنسی رکاوٹ ایسی تھی جس کا حل ایک پاکیشیائی سائنس دان کے پاس تھا اس پاکیشیائی سائنس دان کا نام ڈاکٹر محمد یونس خان تھا اس نے جو فارمولہ ایجاد کیا تھا اس فارمولے کی مدد سے اس ہتھیار بنانے کی رکاوٹ دور ہو سکتی تھی۔ سہانچہ ڈاکٹر یونس سے بات چیت کی گئی۔ ڈاکٹر یونس سے معاملات طے ہو گئے تو انہیں کافرستان شفٹ کر دیا گیا اور پاکیشیا میں ان کی موت کو ایکسڈنٹ کے لئے ذریعہ کنفرم کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس خدشے کے پیش نظر کہ اگر کسی بھی وقت اس اہتائی اہم ہتھیار کی حیثیاری کے بارے میں پاکیشیائی انجینٹ باخبر ہو سکتے ہیں حکومت کافرستان نے حکومت اپ لینڈ سے معاہدہ کیا اور یہ لیبارٹری اپ لینڈ میں بنائے جانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ سہانچہ لیبارٹری حیار ہو گئی اور وہاں ضروری مشینری بھی نصب کر دی گئی۔ یہ مشینری ڈاکٹر یونس جیسے ہم ڈاکٹر خان کہتے تھے کی نگرانی میں نصب ہو رہی تھی اور ڈاکٹر خان اس لیبارٹری میں موجود تھے کہ اچانک اطلاع ملی کہ پاکیشیائی انجینٹ ڈاکٹر یونس کو تلاش کر رہے ہیں۔ یہ انجینٹ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ ان میں سے ایک انجینٹ اپ لینڈ کا شہری تھا جب کہ دوسرے کے بارے میں معلوم نہیں ہو

بھرے بری طرح سچ کر دیتے گئے تھے لیکن مخصوص نشانوں کی مدد سے انہیں پہچان لیا گیا۔ چنانچہ فوری فیصلہ کیا گیا کہ ڈاکٹر خان کو اس لیبارٹری سے ہی نکال لیا جائے اور اسے ملٹری انٹیلیجنس کی تحویل میں رکھا جائے۔ چنانچہ ملٹری انٹیلیجنس کی ایک ٹیم کرنل جوشی کی سربراہی میں لیبارٹری میں گئی تاکہ وہاں سے ڈاکٹر خان کو لے کر وہ اسے ملٹری انٹیلیجنس کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیں لیکن جب یہ ٹیم اس لیبارٹری میں پہنچی تو وہاں حالات بدل چکے تھے۔ وہاں کے حالات اور مزید کارروائی کے بارے میں اب کرنل جوشی بتائیں گے..... پرائم منسٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل جوشی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

جناب جب میں ٹیم سمیت وہاں لیبارٹری میں پہنچا تو گیٹ کے باہر دربان تک موجود نہ تھے اور جب ہم لیبارٹری میں داخل ہوئے تو وہاں قتل عام ہو چکا تھا۔ آفس میں ڈاکٹر امر ناتھ اور ان کی پرسنل سیکورٹی کی لاشیں پڑی ہوئی ملیں۔ اس کے بعد لیبارٹری ہال میں پہنچے تو وہاں اٹھارہ افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ملیں جنہیں انتہائی سفاکی سے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ دو افراد کی لاشیں سنور اور ہال کے درمیانی حصے میں پڑی ملیں۔ ہم نے امیر جنسی ہلاک چیک کیا تو وہاں ڈاکٹر خان کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ اس پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا گیا تھا۔ وہاں کی کلاشی لی گئی لیکن وہاں سے کسی قسم کا کوئی فارمولہ مل سکا۔ ہم نے ملٹری کو کال کیا اور ارد گرد کے علاقے کی چیکنگ کرائی تو

دونوں پراسرار طور پر غائب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ اس کے سیکشن نے ایک بار پھر دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے گرفتار کر لیا تھا۔ کرنل نوشاد نے ان سے ضروری پوچھ گچھ کے لئے انہیں اپنے ایک اڈے میں بٹے ہوئے تاریک روم میں پہنچا دیا اور پھر وہ خود کمیشن سریندر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے لیکن اس کے بعد وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ کرنل نوشاد، کمیشن سریندر اور اڈہ کا نچارج فوجی سب پراسرار طور پر غائب ہو گئے اڈہ خالی ملا۔ جس جیب میں کرنل نوشاد اور کمیشن سریندر اس اڈے میں گئے تھے وہ بھی غائب تھی۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ کرنل نوشاد کی رہائش گاہ پر موجود ملازم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کرنل نوشاد کی فیملی آبائی گاؤں گئی ہوئی تھی اور رہائش گاہ پر صرف ان کا ایک ملازم موجود تھا جسے ہلاک کر دیا گیا۔ رہائش گاہ کی باقاعدہ تلاشی لی گئی اور کرنل نوشاد کا وہ کمرہ جسے وہ آفس کے طور پر استعمال کرتے تھے اس کا ٹالافارنگ کر کے توڑا گیا تھا۔ اس آفس کی کلاشی کے دوران کرنل نوشاد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دائری ملی جس میں یہ درج تھا کہ ڈاکٹر خان کو تیسرے پہاڑی والی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے جس کا نچارج ڈاکٹر امر ناتھ ہے لیکن یہ عام سی بات تھی اس لئے میں نے صرف اتنا فیصلہ کیا کہ اس لیبارٹری کے گرد ملٹری انٹیلیجنس کی کھردنی سیکشن کو پھیلا دیا جائے تاکہ غیر متعلقہ افراد وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔ اس دوران کرنل نوشاد اور کمیشن سریندر کی سب شدہ لاشیں کونٹریکٹ کے تہہ خانے سے دستیاب ہو گئیں۔ گو ان دونوں کے

نہیں واپس بھیج دیا گیا اور وہ جیب سمیت واپس چلے گئے تھے اور اس کے بعد دوبارہ نہیں آئے۔ کاندو گاؤں سے اس گائیڈ پورن کے بھائی سے مزید معلومات ملیں کہ ان میں سے ایک الیکری جس کا نام کنگ تھا اکیلا پیدل ان کے گھر پہنچا اور اس نے بتایا کہ اس کا ساتھی جیب میں سوار ہو کر پورن کے ساتھ دارالحکومت چلا گیا ہے اور اب اس نے بھی دارالحکومت جانا ہے۔ سہانچہ پورن کا بھائی سورن اس گاؤں کے ایک آدمی سے جیب کرائے پر لے آیا اور وہ الیکری جس کا نام کنگ تھا اس جیب میں سوار ہو کر سانگ شہر پہنچا تو اس نے دارالحکومت جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور سورن اسے وہاں ایک ہوٹل کے سامنے ڈراپ کر کے واپس گاؤں آگیا لیکن اس ہوٹل میں اس الیکری کو نہیں دیکھا گیا اور تب سے وہ الیکری اب تک غائب ہے۔ پورے ملک میں اس کی تلاش کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا..... کرنل جوشی نے تفصیل بتائی اور پھر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر خان ہلاک ہو چکا ہے۔ فارمولا غائب ہے۔ اس طرح کافرستان کا یہ اہتانی اہم مشن ایک لحاظ سے اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے لیکن اس میں دو باتیں اہتانی اہم ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ کنگ اور شدارک دونوں کے قودقامت ان دو پاکستانی ایجنٹوں سے یکسر مختلف ہیں جنہیں پہلے کرنل فوڈانے گرفتار کیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ دونوں غیر ملکی ان سے علیحدہ شخصیتیں ہیں اور دوسری اہم بات جو ان

لیبارٹری کے قریب ہی ایک کھائی میں سے دونوں گارڈز اور ایک مقامی آدمی کی لاشیں ملیں انہیں بھی گولیاں ماری گئی تھیں۔ پھر چیکنگ کا دائرہ دور دور تک وسیع کیا گیا تو لیبارٹری کے عقبی طرف کافی دور ایک کھائی میں سے ایک الیکری کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ اس کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی اور ساتھ ہی ایک جیب کا ڈھانچہ بھی ملا۔ جیب بلندی سے پھسل کر نیچے گری تھی اور اسے اگلے لگ گئی تھی لیکن وہاں قریب سے کوئی زندہ آدمی دستیاب نہ ہوا۔ مزید انکوائری پر پتہ چلا کہ یہ جیب سانگ میں ایک نریو لنگ ہینس کی ملکیت ہے۔ اس نریو لنگ ہینس سے معلوم ہوا کہ دو الیکری جن میں سے ایک کا نام کنگ اور دوسرے کا شدارک بتایا گیا تھا۔ انہوں نے شکار اور تفریح کے لئے جیب، اسلحہ اور دوسرا سامان حاصل کیا تھا اور ایک مقامی آدمی پورن جو لیبارٹری کے قریب ایک گاؤں کاندو کا رہنے والا تھا بطور گائیڈ ان کے ساتھ گیا تھا۔ پھر یہ بات معلوم ہو گئی کہ لیبارٹری کے ساتھ کھائی میں سے ملنے والی لاش اسی گائیڈ کی تھی جس کا نام پورن بتایا گیا اور جس الیکری کی لاش ملی وہ ان دونوں الیکریوں میں سے ایک تھا اور اس کا نام شدارک تھا دوسرا الیکری غائب تھا کاندو گاؤں سے معلوم ہوا کہ دونوں الیکری گائیڈ پورن کے ساتھ وہاں ان کے گھر پہنچے اور پھر وہاں سے وہ لیبارٹری روانہ ہوئے تھے۔ اس سڑک پر موجود ملٹری چیک پوسٹ کے انچارج کپٹن نے بتایا کہ جیب پر سوار دو غیر ملکی ایک مقامی آدمی پورن کے ساتھ لیبارٹری جانے کے لئے وہاں آئے تھے لیکن

ہو تو ان کے بارے میں معلوم ہوئی ہے وہ یہ کہ یہ دونوں انہی ناموں اور انہی جلیوں میں پاکیشیا سے کافرستان آئے اور پھر کافرستان سے اپ لینڈ گئے۔ اب لینڈ میں شاید یہی دونوں ایکریمین ماہرین کے روپ میں لیبارٹری پہنچے کیونکہ لیبارٹری کے ذریعے مواد کو ٹھکانے لگانے کے لئے ایکریمین سے دو ماہرین طلب کیے گئے تھے جنہیں لیبارٹری میں جانے کے لئے سپیشل پرمٹ دینے گئے تھے۔ لیبارٹری میں موجود افراد کے مطابق یہ دونوں ماہرین اس وقت لیبارٹری پہنچے جب ڈاکٹر خان لیبارٹری سے جا چکے تھے اور ان کی حادثاتی موت کا اعلان ہو چکا تھا۔ یہ دونوں وہاں ایک رات رہے اور پھر واپس اپ لینڈ دارالحکومت چلے گئے لیکن اس کمپنی کی طرف سے مسلسل یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کے دونوں ماہرین اب لینڈ پہنچنے کے بعد غائب ہو گئے ہیں اور اب تک ان کا پتہ نہیں چل رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں کنگ اور سٹارک ان ماہرین کے روپ میں ہی لیبارٹری گئے۔ ان میں سے سٹارک کی لاش مل گئی ہے لیکن کنگ غائب ہے اور ماہرین نے جو رپورٹ مجھے پیش کی ہے اور اس میں اس واردات کا جو تجزیہ کیا گیا ہے اس کے مطابق یہ دونوں غیر ملکی پورن کے ہمراہ چیک پوسٹ سے واپس ہو کر کسی اور رستے سے لیبارٹری پہنچے وہاں اس پورن کو مسلح دربانوں سمیت مار کر کھائی میں پھینک دیا گیا پھر ان دونوں نے لیبارٹری میں قتل عام کیا۔ ڈاکٹر امر ناتھ پر تشدد کیا گیا اور اس سے ایبرجنسی ہلاک کھلوا یا گیا۔ وہاں ڈاکٹر خان سے فارمولا حاصل کیا گیا

اور ڈاکٹر خان کو ہلاک کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں اس جیب کے ذریعے واپس جانے لگے تو جیب پھسل کر نیچے گر گئی اور ان میں سے کنگ بچ جانے میں کامیاب ہو گیا جب کہ سٹارک کھائی میں گر کر گردن ٹوٹنے سے ہلاک ہو گیا پھر یہ کنگ واپس کاندو گاؤں پہنچا اور وہاں سے جیب میں سوار ہو کر سارنگ شہر پہنچا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ کنگ اور سٹارک کے بارے میں مزید جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق ان کا تعلق ایکریمین سے نہیں بلکہ اسٹالپ سے ہے اور یہ دونوں اسٹالپ کی ایک سرکاری ایجنسی سے وابستہ ہیں۔ اسٹالپ میں ہمارے ایجنٹوں نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق اسٹالپ بھی اس ہتھیار پر کام کر رہا ہے اور اسے بھی ڈاکٹر خان کا فارمولا چاہئے تھا۔ اسٹالپ حکومت نے ڈاکٹر خان سے رابطہ کیا لیکن ڈاکٹر خان چونکہ ہمارے ساتھ معاہدہ کر چکا تھا اس لئے اس نے انکار کر دیا جس پر اسٹالپ حکومت نے اپنے ان دو ایجنٹوں کو بھیجا اور انہوں نے یہ واردات کی ہے۔۔۔۔۔ وزیر اعظم نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

یہ سارا اسک چونکہ پرائم منسٹر صاحب نے خود ہی مکمل کیا ہے اس لئے مجھے اس بارے میں کوئی رپورٹ نہ تھی اب جب مجھے رپورٹ دی گئی ہے تو میرے کہنے پر یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

جناب اس کا تو مطلب ہے کہ اس واردات میں پاکیشیائی ایجنٹس شامل نہیں تھے جب کہ پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی

"جناب میرا خیال ہے کہ کنگ فارمولا لے کر اسٹالیہ واپس نہ پہنچ سکے گا۔..... شاگل نے کہا تو سب جو تک پڑے۔"

"آپ نے یہ بات کس بنیاد پر کی ہے؟..... وزیراعظم نے حریت مجھے ملے ہیں کہا۔"

"جناب پاکیشیائی ایجنٹ بھی اسی فارمولے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لامحالہ جب انہیں معلوم ہو گا کہ اسٹالین ایجنٹ فارمولا لے اڑا ہے تو وہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس کنگ کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور جیسے ہی وہ ٹریس ہوا فارمولا اس سے حاصل کر کے پاکیشیا پہنچا دیا جائے گا۔..... شاگل نے کہا۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں پاکیشیا میں بھی اسٹالیہ کی طرح ایجنٹوں کو ریڈ الارٹ کر دینا چاہیے؟..... صدر نے کہا۔"

"جی ہاں یہ ضروری ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس قدر اہم فارمولے کے پیچھے پاکیشیا سیکرٹ سرورس کیوں نہیں آتی۔ ملزئی اسٹیلی جنس کیوں آتی ہے ورنہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سرورس اس فارمولے کے پیچھے آتی تو وہ ان ملزئی اسٹیلی جنس سے زیادہ فعال ثابت ہوتی۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یا تو یہ فارمولا پاکیشیا کے لئے زیادہ اہم نہیں ہے یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سرورس تک اس بارے میں اطلاع نہیں پہنچی۔..... شاگل نے کہا۔"

"کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ اس کنگ کو تلاش کر کے اس سے فارمولا حاصل کر لیں؟..... صدر نے کہا۔"

"ایجنٹوں کی وجہ سے یہ ساری کارروائی کی گئی پھر وہ پاکیشیائی ایجنٹ اچانک غائب ہو گئے اور ان کی جگہ اسٹالیہ کے ایجنٹوں نے لے لی۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟..... سیکرٹری دفاع سرچوڑہ نے کہا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس فارمولے کے پیچھے دونوں ملکوں کے ایجنٹ کام کر رہے تھے۔ پاکیشیا کی ملزئی اسٹیلی جنس کے ایجنٹ اور اسٹالیہ کے ایجنٹ۔ پہلے وہ پاکیشیائی ایجنٹ سامنے آئے اور ان اسٹالیہ ایجنٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ نہ مل سکی لیکن آخری مرحلے میں اسٹالیہ ایجنٹ لیبارٹری پہنچے اور واردات کرنے میں کامیاب ہو گئے۔..... وزیراعظم نے کہا۔"

"پھر تو جناب اب یہ فارمولا لازماً اسٹالیہ پہنچے گا۔ ہمیں پوری توجہ اب اسٹالیہ میں دینی چاہیے اور وہاں سے ہمارے ایجنٹ یہ فارمولا واپس لے آئیں کیونکہ اب یہ فارمولا کافرستان کی ملکیت ہے۔" کہہ کر نٹل جوش نے کہا۔

"اسٹالیہ میں کافرستانی ایجنٹوں کو ریڈ الارٹ کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ کنگ فارمولے سمیت وہاں پہنچے میں کامیاب ہو گیا تو ہمارے ایجنٹ فوری کارروائی کر کے اس سے فارمولا حاصل کر لیں گے۔" وزیراعظم نے جواب دیا۔

"مسٹر شاگل آپ خاموش ہیں آپ کی کیا رائے ہے۔ اب حکومت کو اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟..... صدر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا تو شاگل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔"

"بالکل ممکن ہے جناب ہمیں پہلے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی ورنہ جیسے ہی وہ پاکیشیائی لکبت ٹریس ہوئے تھے اگر ہمیں اطلاع دے دی جاتی تو یہاں تک نوبت ہی نہ پہنچتی۔ اب بھی اس کنگ کے بارے میں تفصیل ہمیں مہیا کی جائے تو ہم اسے ٹریس کر لیں گے۔" شاگل نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے پرائم مسٹر صاحب پھر ملے ہو گیا کہ آپ کنگ کے بارے میں رپورٹس سیکرٹ سروس کو مہیا کریں گے اور سیکرٹ سروس اس کنگ کو تلاش کر کے اس سے فارمولا حاصل کرے گی اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بھی تفصیلات سیکرٹ سروس کو مہیا کر دیں تاکہ ان کے بارے میں بھی سیکرٹ سروس کام کرے۔ ملزئی ایتیلی جنس اس معاملے میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے اس لئے اب یہ کیس سرکاری طور پر سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔" صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا کیونکہ اس طرح کیس کا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر ہونے سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی صدر صاحب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی وزیراعظم اور میٹنگ میں شریک باقی افراد بھی کھڑے ہو گئے۔

ظاہر توصیف کے ساتھ سارنگ کی سارتر ٹریولنگ ایجنسی میں داخل ہوا۔ وہ قہوڑی در پہلے ہی چارٹرڈ ایوی ایشن کے ذریعے دارالحکومت سے سارنگ پہنچے تھے یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے فوری طور پر ایک ہوٹل میں کمرے بک کرائے اور پھر عمران نے انہیں سارتر ٹریولنگ ایجنسی بھیج دیا اور خود وہ ٹائیگر کے ساتھ ایک اور ٹپ کی طرف چلا گیا۔ تاکہ اگر سارتر مناسب بندوبست نہ کر سکے تو عمران اس لیبارٹری بک پہنچنے کا بندوبست کرے۔ چنانچہ بلیک زرو توصیف کے ساتھ سیدھا اس ٹریولنگ ایجنسی پہنچا۔

"یہ سر۔" کاؤنٹر بوائے نے ان کے اندر داخل ہوتے ہی ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر سارتر سے ملنا ہے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"وہ لپے آفس میں ہیں۔ ملزئی کے افسران ان سے بات چیت کر

رہے ہیں آپ کچھ دیر انتظار کر لیں۔ ان کے جانے کے بعد آپ ان سے مل لیں۔..... کاؤنٹر بوائے نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ ادھر تشریف رکھیں جناب اور فرمائیں آپ کیا بیٹنا پسند کریں گے۔..... کاؤنٹر بوائے نے ایک طرف رکھے ہوئے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر توصیف سمیت وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ انہیں وہاں ڈیڑھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ ملزئی آفیسران اندرونی راہداری سے نکل کر آئے اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”اب آپ تشریف لے جائیں جناب۔..... کاؤنٹر بوائے نے کہا تو بلیک زیرو اور توصیف اٹھے اور اس طرف کو بڑھ گئے جدھر سے وہ دونوں ملزئی آفیسران آئے تھے۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے آخر میں دروازہ تھا جس پر سارتر کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ بلیک زیرو نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ آفس کے انداز میں سجایا گیا ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے اور بلیک زیرو کے اندر داخل ہونے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ پریشانی کے تاثرات موجود تھے۔ لیکن چونکہ وہ کاروباری آدمی تھا اس لئے اس نے جلد ہی لپٹے آپ کو سنبھال لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”خوش آمدید جناب۔..... سارتر نے کہا۔

”میرا نام الطاف ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں آصف۔ دارالحکومت کی ایروائیز چارٹرڈ سروس کی طرف سے آپ کو ہمارے متعلق کال کیا گیا ہو گا۔..... بلیک زیرو نے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ توصیف بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

”جی فرمائیں میری پہنچی آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہے۔“ سارتر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اس کا بھڑہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر اجتنابی لگھا ہوا اور ڈیڑھ گھنٹے نظر آ رہا تھا۔

”ہمیں جیب بھی چلے اور گائیڈ بھی جو ہمیں کاندہ گاؤں اور اس سے قطع علاقے تک لے جاسکے۔..... بلیک زیرو نے کہا تو سارتر بے اختیار چو نک پڑا۔

”اوہ اوہ آپ بھی وہیں جانا چاہتے ہیں۔ نہیں جناب بیٹلے ہی میرے لئے اجتنابی خوفناک مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے میں اب آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔..... سارتر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب کہیسا مسئلہ اور آپ بے حد پریشان بھی نظر آ رہے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا تو سارتر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”کل ایروائیز چارٹرڈ سروس کی ٹپ پر دو ایکری آئے تھے انہوں نے بھی اس علاقے میں شکار کے لئے جانا تھا میں نے ان کے لئے ایک گائیڈ کا بندوبست کر دیا اور جیب اور دوسرا سامان بھی دے دیا۔ ابھی ملزئی

کے آفیر ان آئے تھے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ان دونوں ایکری میز نے وہاں پہنچ کر اجنبی خوفناک واردات کی ہے۔ یہ دونوں اس گائیڈ جس کا نام پورن تھا کے ساتھ وہاں لیبارٹری میں جانا چاہتے تھے لیکن سڑک پر موجود ملٹری سیکورٹی نے انہیں اجازت نہ دی کیونکہ وہاں کسی سائنس دان ڈاکٹر خان کو رکھا گیا تھا اور ان کی حفاظت کے لئے ہر غیر متعلقہ آدمی کا داخلہ وہاں بند کر دیا گیا تھا لیکن یہ دونوں پورن کی مدد سے کسی خفیہ راستے سے وہاں لیبارٹری پہنچ گئے وہاں جا کر انہوں نے پورن کو بھی ہلاک کر دیا اور لیبارٹری میں موجود تمام سائنس دانوں کو جین کی تعداد بائیس کے قریب قتل کر دیا اور وہاں رکھے گئے اس سائنس دان کو بھی انہوں نے ہلاک کر دیا اور اس کے پاس کوئی ضروری اور سیکرٹ کاغذات تھے وہ لے اڑے۔ واپسی میں اس خفیہ راستے پر جیپ گہرائی میں گر گئی اور ان میں سے ایک ایکری می ہلاک ہو گیا۔ جب کہ دوسرا جس کا نام کنگ تھا وہ وہاں سے واپس جہاں سارنگ پہنچا ہے اور پھر غائب ہو گیا ہے چونکہ جیپ میری پہنچنی کی تھی اور گائیڈ نے انہیں ہسپا کیا تھا اس لئے ملٹری آفیر ان میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی ہے کہ میں بھی ان غیر ملکیوں کا ساتھ نہیں دوں گا۔ میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ میرا تو بزنس ہے میں ان کا ساتھ نہیں کیسے ہو سکتا ہوں تو انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر وہ کنگ ٹریس نہ ہو سکا تو مجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔ میں اس سلسلے میں بے حد پریشان ہو گیا ہوں اب آپ بھی وہاں جانا چاہتے ہیں۔ میں معذرت

خواہ ہوں اور مزید کسی جگہ میں نہیں بھٹنا چاہتا۔ سارتر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 کیا ان غیر ملکیوں نے واقعی اس سائنس دان کو ہلاک کر دیا ہے۔..... بلیک زرو نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔
 جی ہاں ملٹری آفیر ان نے مجھے خود بتایا ہے۔..... سارتر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ایسی صورت میں جب کہ اس علاقے میں ایسا خوفناک جرم ہوا ہو۔ ہم بھی نہیں جانا چاہتے اس لئے آپ کی مہربانی کہ آپ نے یہ سب کچھ بتا کر ہمیں بھی پریشانی سے بچایا ہے ورنہ ہم تو تفریح کے لئے وہاں جانا چاہتے تھے اور وہاں قاتل ہے حالات بے حد کشیدہ ہوں گے۔
 بلیک زرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

آپ کی مہربانی جناب کہ آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ ویسے تو مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوتی لیکن ان حالات میں میں واقعی معذرت خواہ ہوں۔..... سارتر نے کہا۔

کیا اس کنگ نے آپ سے دوبارہ رابطہ قائم نہیں کیا۔ بلیک زرو نے پوچھا۔

وہ کہیے کہ سنا ہے وہ تو قتل عام کا مجرم ہے۔ کاش مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں اسے دھکے دے کر پہنچنے سے باہر نکلوا دیتا۔ سارتر نے کہا تو بلیک زرو سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

گڈ بائی۔..... بلیک زرو نے کہا اور پھر مصافحہ کیے بغیر وہ واپس

دیر بعد وہ ایک بڑے سے شوروم کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ریڈی میڈ لباسوں کا شوروم تھا۔

”جی فرمائیے“..... ایک کاؤنٹر بوائے نے ان کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی بلیک زیرو سے مخاطب ہوا۔

”آپ کے پاس بڑے سے بڑے سائز کا لباس بھی ہوگا“..... بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس سرائیکسٹر الاراج سائز کے لباس بھی ہمارے پاس ہیں“۔ کاؤنٹر بوائے نے جواب دیا۔

”ایکسٹر الاراج سائز کون سا ہے۔“ ذرا دکھائیے“..... بلیک زیرو نے کہا تو کاؤنٹر بوائے نے ایک پیکنٹ الماری سے نکالا اور اس میں سے

لباس نکال کر اس نے اسے کھول کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

”اس سے تقریباً ذیل بڑا سائز بھی مل جائے گا“..... بلیک زیرو نے لباس دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس سر آؤ سائز سیکشن علیحدہ ہے“..... کاؤنٹر بوائے نے ایک کونے میں موجود دوسرے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور

بلیک زیرو مرملا تا ہوا اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ کے پاس ایکسٹر الاراج سائز سے تقریباً ذیل سائز کے سوٹ بھی ہوں گے“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”یس سر اس سے بھی بڑے مل سکتے ہیں“..... کاؤنٹر پر موجود آدمی نے جواب دیا۔

پلٹ پڑا۔ توصیف بھی خاموشی سے اٹھا اور اس کے پیچھے دفتر سے باہر آ گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ معاملہ ختم ہو گیا وہ کنگ فار مولالے اڑا اور ہم ابھی وہاں جانے کا انتظام ہی کرتے پھر رہے ہیں“..... توصیف نے

کہا۔

”ہاں اور اب ہمیں فوری طور پر اس کنگ کو ٹریس کرنا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن کیسے۔“ وہ کوئی بھی ٹیک اپ کر سکتا ہے“..... توصیف نے کہا۔

”ہاں لیکن اس کا قد و قامت جو عمران صاحب نے بتایا ہے وہ خاص طرز کا ہے۔ اس قد و قامت کے حامل افراد ہزار میں سے دس بھی نہیں

ہوں گے اس لئے اس قد و قامت کی بناء پر اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن یہاں کس طرح معلوم کریں گے کس سے پوچھیں گے“..... توصیف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا تو کام ہی ایسے ناممکن کو ممکن بنانا ہوتا ہے آؤ میرے ساتھ“..... بلیک زیرو نے

مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ توصیف کو ساتھ لئے مین مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ یہ سائنگ شہر کا مین بازار تھا جہاں ہر قسم کی بڑی بڑی دکانیں تھیں۔ بلیک زیرو اس پورے بازار میں گھومنا رہا اور پھر تھوڑی

”بس اب لباس کا کھر اور ڈیزائن بھی سامنے آگیا اب تو اسے آسانی سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔“ بلیک زرو نے دکان سے باہر آنے ہوئے توصیف سے کہا تو توصیف نے سر ہلادیا۔

”آپ نے کمال کر دیا طاہر صاحب آپ کو کیسے اندازہ ہوا کہ اسی دکان سے ہی سوٹ خرید آگیا ہوگا۔“ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”غیر ملکیوں کی اپنی نفسیات ہوتی ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ بڑے سنور سے خریداری کرتے ہیں اور اس میں مارکیٹ میں ریڈی میڈ لباس کا بھی بڑا سنور تھا۔“ طاہر نے جواب دیا اور توصیف نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آپ تو مجھے عمران صاحب کے ہزار گتے ہیں وہ بھی اسی طرح ہمیں حیران کر دیتے ہیں۔“ توصیف نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”جلو شکر ہے اب عمران کی بجائے اس کے ہزار تک نوبت پہنچ گئی۔“ بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا اور توصیف بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب کیا واپس لپٹے ہو مل چلتا ہے۔“ توصیف نے کہا۔
 ”کیوں اس کنگ کو تلاش نہیں کرنا۔“ بلیک زرو نے کہا تو توصیف چونک پڑا۔

”کہاں تلاش کریں گے کیا ہر ہو مل میں۔“ توصیف نے

”اس کاؤنٹر سے ایک انکری می نے ایکسٹرا لارج سے تقریباً ڈبل سائز کا سوٹ خریدا ہے اس کا تو کہنا ہے کہ اس سے بڑا سائز ہی آپ کے پاس موجود نہ تھا۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”انکری می جی ہاں۔ ایک صاحب نے کل یہاں سے سوٹ خریدا ہے۔ ان کا سائز واقعی ڈبل سے بڑا تھا لیکن ہم نے انہیں ان کے سائز کا سوٹ ہیما کر دیا تھا۔“ کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔

”کس کھر اور ڈیزائن کا سوٹ تھا۔ میں بھی ویسا ہی خریدنا چاہتا ہوں۔“ بلیک زرو نے کہا تو کاؤنٹر پر بوائے مڑا اور پھر اس نے ایک الماری میں سے بڑا سا بیگ نکالا اور اسے کھول کر اس میں موجود سوٹ نکال کر اس نے ٹیبل پر رکھ دیا۔

”اس کے ساتھ کا تھا۔“ کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔
 ”بھی کھر اور یہی ڈیزائن تھا یا اس میں فرق تھا۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”جی بالکل یہی کھر اور یہی ڈیزائن تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میرے کاؤنٹر پر گاہک بے حد کم آتے ہیں۔“ کاؤنٹر میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوکے شکریہ یہ کھر اور ڈیزائن تو مجھے اچھا نہیں لگا۔ میں نے اپنے ایک دوست کے لئے گفٹ خریدنا تھا ٹھیک ہے کوئی اور چیز لے لیتا ہوں شکریہ۔“ بلیک زرو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

توصیف اس کے پیچھے تھا۔

چونک کر کہا۔

”پہلے میں نے غیر ملکوں کی نفسیات بتائی ہے جس طرح بڑے ستور سے خریداری کرتے ہیں اسی طرح ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی بڑے ہوٹل میں ٹھہریں اور اس لباس کی خریداری بتا رہی ہے کہ کنگ نے لباس کے ساتھ ساتھ یقیناً میک اپ بھی کر لیا ہوگا۔ اس لئے وہ اب پوری طرح مطمئن ہوگا کہ اسے نکالش نہیں کیا جاسکتا اس لئے وہ سارنگ کے سب سے بڑے ہوٹل میں ہی ٹھہرا ہوگا اور جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں وہی سارنگ کا سب سے بڑا ہوٹل ہے اس لئے سب سے پہلے وہیں سے آغاز کریں گے۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا تو توصیف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”وہی عمران صاحب کی طرح گھما پھرا کر بات کرنے کی عادت۔ بات تو وہی ہوتی کہ اپنے ہوٹل واپس جانا ہے۔“ توصیف نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”جانا تو اپنے ہی ہوٹل ہے لیکن میں نے واپسی کے لئے وجہ تسمیہ علیحدہ بتائی ہے۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا اور توصیف نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔ ہوٹل میں پہنچ کر بلیک زیرو بجائے دوسری

منزل پر واقع اپنے کمرے میں جانے کے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”میرا ایک ایکری می دوست کل یہاں آکر ٹھہرا ہے مجھے اس کے کمرے کا نمبر چاہئے۔“ بلیک زیرو نے کاؤنٹر پر موجود آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا نام ہے جناب آپ کے دوست کا۔“ کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

”ہمیں تو اس کانک نیم معلوم ہے اصل نام کا علم نہیں ہے اور سب اسے وی کہتے ہیں۔“ البتہ میں تمہیں اس کا قد و قامت اور اس کے لباس کا کمر اور ڈیزائن بتا سکتا ہوں۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے قد و قامت اور لباس کا ڈیزائن اور کھر تفصیل سے بتا دیا۔

”اے اے اس قد و قامت کے صاحب واقعی ٹھہرے ہیں۔ میں نے خود ہی بنگلہ کی تھی۔ ایک منٹ۔“ کاؤنٹر مین نے چونک کر کہا پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے حصے سے ایک فائل اٹھا کر اوپر رکھی اور اسے کھول کر اس میں موجود کارڈ کو چیک کرنے لگ گیا۔

”یہی سر یہ ہیں وہ صاحب سٹیفن کنگ۔ بالکل یہی ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے لیکن وہ تو اس وقت اپنے کمرے میں نہیں ہیں کافی دور ملے وہ باہر گئے ہیں اور پھر ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔“ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

”کس کمرے میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہ۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”دوسری منزل کمرہ نمبر اٹھائیس۔“ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

”اوکے شکریہ۔“ بلیک زیرو نے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے تھا۔ وہ خود دوسری منزل پر ٹھہرے ہوئے تھے اور اس کے کمرے کے نمبر بارہ سے پندرہ تھے چند لمحوں بعد وہ لفٹ کے

ہوئے کہا اور توصیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آداب عمران صاحب سے مل لیتے ہیں۔ اب ظاہر ہے اس کی واپسی کا انتظار کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ عمران کے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ عمران کرسی پر نیم دراز ایک اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ ناٹیکر الیہ وہاں موجود نہ تھا۔

”اوہ اوہ آئیے۔ آئیے چشم مارو شن دل ماشا د سہیشل البکت صاحب زبے نصیب۔۔۔۔۔۔ عمران نے اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”چپلے چائے منگوائیے پھر آپ سے رپورٹ لی جائے گی۔“ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ارے ہم کیا اور ہماری رپورٹ کیا۔ رپورٹ تو سہیشل البکت کے پاس ہوگی لیبارٹری میں ہونے والے قتل عام کی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رسیور اٹھا کر اس نے روم سروس کا مخصوص نمبر پر ریس کر دیا۔ بلیک زیرو نے معنی خیز نظروں سے توصیف کی طرف دیکھا تو توصیف بے اختیار مسکرا دیا۔

”تو آپ کو بھی علم ہو گیا کہ لیبارٹری میں قتل عام ہوا ہے۔“ بلیک زیرو نے عمران کے واپس کر بیڈل پر رسیور رکھتے ہی کہا۔

”ارے ہم کیا اور ہمارا علم کیا۔ بس اٹنی اٹنی خبر سنی ہے ربانی طور کی بلکہ اب تو ظاہر ہی کہنا چاہئے کیونکہ سٹارک صاحب تو یہ دنیا

ذریعے دوسری منزل پر پہنچ گئے۔

”عمران صاحب اپنے کمرے میں ہیں۔۔۔۔۔۔ توصیف نے عمران کے کمرے کے دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”چپلے اس سٹیفن کنگ کے کمرے کی تلاش لے لیں پھر عمران صاحب سے مل لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کمرہ نمبر اٹھائیس کے سامنے تھا دروازے پر سٹیفن کنگ کے نام کا کارڈ بھی لگا ہوا تھا اور دروازہ بند تھا۔ بلیک زیرو نے جیب سے اپنے کمرے کی چابی نکالی اور اسے کی ہول میں ڈال کر اس نے اسے دائیں بائیں مخصوص انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ٹھک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا اور بلیک زیرو نے چابی نکالی وہ پھر پینڈل دبا کر اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

”کیا اس منزل کے ہر کمرے کی چابی دوسرے کمرے کو لگ جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ توصیف نے اس کے پیچھے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”لگ تو نہیں جاتی البتہ لگائی جاسکتی ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو توصیف بھی بے اختیار مسکرا دیا اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ کمرے میں کسی قسم کا کوئی سامان موجود نہ تھا اور دروازہ بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔

”اس کا مطلب ہے کہ فارمولا اس کے پاس ہی ہے۔ میں سمجھا تھا۔“

اس کے پاس کوئی بیگ ہو۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھ

ہی چھوڑ گئے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زرو نے بے اختیار ہنستے ہوئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری اب تک کی ساری کارگزاری بے معنی رہی۔ آپ کو تو یہاں بیٹھے بیٹھے ساری خبریں مل گئیں۔" بلیک زرو نے برا سامت بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"زیادہ بھاگ دوڑ کی ضرورت نہیں پڑی۔ ہمیں کنگ کے کمرے کی کلاشی لے کر بھی مایوسی ہوتی ہوگی۔ بھائیں بھائیں کرنا تعالیٰ کرہ ہی نظر آیا ہوگا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زرو کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور درخشاں دھندلا ہوا اندر داخل ہوا ٹرائی پر چائے کے برتن موجود تھے۔ اس نے برتن درمیانی سوج پر رکھے اور پھر ٹرائی ایک طرف رکھ کر وہ خاموشی سے باہر چلا گیا تو صیف نے آگے بڑھ کر چائے پانی شروع کر دی۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم نے کنگ کے کمرے کی کلاشی لی ہے۔" بلیک زرو نے قدرے حیرت پھرے لہجے میں کہا۔

"جہازے اور تو صیف کے قدموں کی آوازیں کنگ کے کمرے کے دروازے کے سامنے ہی رکی تھیں۔ باقی اس اعتبار میں لکھا ہوا ہے کہ کرہ خالی ہے۔" عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے باہر برآمدے میں بھی ساتسی لکچادات نصب کر رکھی ہیں شاید کہ کمرے میں بیٹھے بیٹھے سب کچھ سن لیتے ہیں۔" بلیک زرو نے کہا۔

"انہوں کی تو دل کی دھڑکنیں سنائی دی جاتی ہیں یہ تو پھر قدموں کی آوازیں تھیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہی عمران صاحب کیا واقعی آپ نے ہمارے قدموں کی آوازیں سے یہ سب اندازہ لگایا ہے یا دروازہ کھول کر چیک بھی کیا تھا۔" تو صیف نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ارے جب دل کی آنکھ کھل جائے تو پھر ان ظاہری آنکھوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو یہ بات تو میں نے مان لی کہ آپ نے فون پر کسی سے لیبارٹری کے قتل عام اور وہاں سٹارک کی موت اور کنگ کی واپسی کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ کنگ اس ہوسٹل میں اسی منزل پر ٹھہرا ہوا ہے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"یہ تو صیف یہ صیف چلنے والا راز ہے لیکن اب کیا کیا جائے رپورٹ تو بہر حال لیڈر کو دینی ہی پڑتی ہے ورنہ وہ چیف صاحب اس چھوٹے سے چیک سے بھی انکاری ہو جائیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زرو بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

"تو پھر دل تھام کر سنو قصہ غم۔" عمران نے چائے کی چمکی لیتے ہوئے کہا تو بلیک زرو اور تو صیف دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"صورت احوال آنک۔۔۔۔۔ کہ میں یہاں خیریت سے ہوں اور امید

واثق رکھتا ہوں کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا شروع کیا۔

”بس بس تحریری قصہ غم نہیں زبانی سلیپے۔۔۔۔۔ بلکہ اُڑوئے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا جلوہ دانی ہی سی۔ زبانی قصہ غم تو بڑا مختصر سا ہے کہ میں نے ایک ایسے آدمی کی ٹپ حاصل کر لی جو اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر امر ناتھ کا بھائی تھا اور یہاں فوج میں کرٹل تھا ہم دونوں اس سے جا کر ملے تو وہاں صورت حال ہی بدلی ہوئی تھی ڈاکٹر امر ناتھ کا بھائی تو نہ مل سکا کیونکہ وہ لیبارٹری گیا ہوا تھا اس کا ایک ساتھی مل گیا اس بھارے نے ازراہ ہمدردی بتایا کہ لیبارٹری میں قتل عام ہوا ہے اور ڈاکٹر امر ناتھ کی لاش بھی ملی ہے اس لئے اس کا بھائی وہاں گیا ہوا ہے جب میرے سوالات کی وجہ سے اس کی ہمدردی کا دائرہ مزید وسیع ہوا تو پھر تفصیل سامنے آگئی کہ دو ایکری اور ایک مقامی آدمی ایک جیب میں سوار ہو کر اس چٹیک پوسٹ پر پہنچے جو لیبارٹری سے چھلے آتی تھی لیکن چٹیک پوسٹ پر موجود کمیشن نے انہیں آگے جانے کی بجائے واپس بھیج دیا لیکن یہ لوگ کسی حقیر راستے سے وہاں پہنچ گئے اور پھر وہاں انہوں نے قتل عام کر دیا۔ لیبارٹری میں بیسیں یا بیس افراد کو ہلاک کر دیا جب کہ لیبارٹری کے گیٹ پر موجود گارڈز کی لاشیں پاس ہی کھائی میں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ وہ مقامی آدمی بھی تھا جو انہیں ساتھ لے کر گیا تھا اس مقامی آدمی کی وجہ سے ہی یہ بات سامنے

آئی ہے کہ یہ وہی دو ایکری بھائیوں کا گروپ ہے۔ پھر مزید تفصیلی چٹیک کے بعد لیبارٹری سے کچھ دور ایک کھائی میں پڑی وہ جیب بھی مل گئی اور ایک غیر ملکی کی لاش بھی قریب سے مل گئی اس جیب کو دیکھ کر صاف پتہ چلتا تھا کہ جیب ہلدی سے کھائی میں جا گری ہے اور وہ غیر ملکی بھی ہلدی سے گرا ہے جب کہ دوسرے غیر ملکی کی لاش دستیاب نہیں ہوئی لیکن اس کا پتہ چل گیا کہ وہ کاندھا گاؤں گیا اور وہاں ایک مقامی آدمی نے کرائے کی جیب میں اسے یہاں سارنگ میں پہنچایا جس ایکری کی لاش ملی اس کے قتل و قدامت کے بارے میں معلوم ہو گیا تو اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ سرنے والا سٹارک تھا اور کنگ دندہ بچ گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لیبارٹری میں سارے حفاظتی انتظامات ایک سائنس دان کے لئے کئے گئے تھے اور اس سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر خان تھا کی لاش بھی ملی ہے تو محاطات صاف ہو گئے کہ کنگ اور سٹارک وہاں نیچے اور انہوں نے یہ سارا قتل عام کیا۔ پھر واپسی میں جیب بچے گرنے کی وجہ سے سٹارک ہلاک ہو گیا جب کہ کنگ بچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہاں جانا فصول تھا اس لئے خاموشی سے آکر یہاں بیٹھ گیا کہ جب لیبارٹری واپس آئے تو اسے قصہ غم سنا کر غم کا یوبھ ہٹا کیا جاسکے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی۔

”ہم دونوں یہاں سے سارتر کے پاس گئے تو وہاں دو ملٹری آفیسران موجود تھے۔ جب وہ واپس گئے تو ہم سارتر سے ملے سارتر سے اس ساری

واردات کی تفصیل کا علم ہوا کیونکہ کنگ اور سٹارک کو گائیپہ اسی نے
 پہنایا تھا اس لئے ملزئی آفسران اس ساری واردات میں اسے بھی
 ساتھ ہی ملوث کرتے پرستے ہوئے تھے اس لئے وہ بے حد پریشان تھا۔
 بہر حال اس سے تفصیل معلوم ہونے کے بعد اب وہاں جانا فضول
 تھا۔ سچتاؤ ہم بھی وہاں سے واپس لگے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی
 کارکردگی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 سنور میں جانے اور وہاں سے اس لباس کی تفصیل معلوم کرنے کے
 بارے میں بھی بتا دیا جو کنگ نے خرید ا تھا اور پھر ہوٹل کے کلائنر سے
 معلومات حاصل کرنے تک کی روٹیہ اور سٹادی تو عمران بے اختیار
 مسکرا دیا۔

”غم کسی کا بھی ہو ایک جیسا ہی ہوتا ہے میں نے بھی اس سنور
 سے ہی معلومات حاصل کیں اور پھر جی ہوٹل مجھے ایسا نظر آیا جہاں
 کنگ جیسے لوگ ٹھہر سکتے ہوں سچتاؤ اس کا کمرہ بھی مادک ہو گیا جو
 خالی تھا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب ہمیں اس کنگ کو تلاش کرنا چاہئے ورنہ وہ فارمولا لے
 کر نکل جائے گا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”فارمولا اس کے پاس ہو گا تو شک کا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک
 زیرو کے ساتھ ساتھ تومیل بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب فارمولا اس کے پاس کیوں نہیں ہو گا۔ پھر اس
 نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

”جہاز خیال ہے کہ کنگ واقعی کنگ ہے مطلب جس طرح
 بادشاہ کو احمق سمجھا جاتا ہے اسی طرح کنگ بھی احمق ہے۔“ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پلیز درافضات سے بات کر دیجئے۔ اب میں چاہے
 لاکھ سینٹیل انجینٹ بن جاؤں لیکن بہر حال استاد تو استاد ہی رہتا
 ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار
 ہنس پڑا۔

”میں بات اپنے حریف کو بھی سمجھا دیتے تو اچھا تھا۔ بہر حال یہ تو
 بڑی معمولی سی بات ہے۔ کنگ کے پاس اگر واقعی فارمولا ہوتا تو اسے
 پاگل کئے گئے کاٹا تھا کہ وہ واپس دار الحکومت جانے کی بجائے جہاں
 سارنگ میں دگ جاتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ لباس اور میک اپ کے لئے جہاں دکا ہو گا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو
 نے کہا۔

”اس کے بعد چونکہ وہ فائرنگ کر کے تھک گیا ہو گا اس لئے اس
 نے باقاعدہ ہوٹل میں کمرہ الاٹ کرایا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چوک پڑا۔

”واقعی یہ بات تو سوچنے کی ہے مگر اتو اس طرف خیال ہی نہ گیا
 تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”کنگ کے جہاں رکے اور ہوٹل میں ٹھہرنے سے ہی یہ بات ظاہر

ہو جاتی ہے کہ اس کے ہاتھ سے فارمولا کسی بھی وجہ سے نکل گیا ہے اور وہ اسے واپس حاصل کرنے کے لئے جہاں رکا ہے وہ نہ اس کے رکنے کا کوئی جواز سمجھ میں نہیں آتا۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے کہ واپسی پر جب جیب گہرائی میں گری تو کنگ اور سٹارک دونوں نے اپنی جانیں بچانے کے لئے چھلانگیں لگائی ہوں گی سٹارک کنگ سے کہتا ہے کہ کنگ بچنے نکلا لیکن اس کی جیب میں موجود فارمولا اس طرح گرنے کی وجہ سے کہیں گر گیا ہو گا جس کا اس وقت تو کنگ کو علم نہ ہو سکا اور بعد میں علم ہوا ہو گا جہاں وہاں اسے فوری طور پر پکڑے جانے کا خطرہ محسوس ہوا اس لئے اس نے فوری طور پر وہاں سے نکل آنے میں ہی عافیت سمجھی تاکہ بعد میں جا کر وہ وہاں سے فارمولا حاصل کر سکے اس لئے وہ جہاں رک گیا..... عمران نے کہا تو بلیک زبرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”واقعی جانے استاد خالی است۔ لیکن پھر ہمیں اس کے پیچھے جانا چاہئے..... بلیک زبرو نے کہا پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دے سکا دروازہ کھلا اور ٹائنگر اندر داخل ہوا۔

”باس کنگ جیب لے کر واپس کا ندوگادوں کی طرف ہی گیا ہے میں نے معلوم کر لیا ہے سہاں ایک ایسی فرم موجود ہے جو جیمین اور کاریں کرائے پر دیتی ہے کنگ نے ہوش کے ریفریش سے وہاں سے جیب حاصل کی ہے میں نے اس جیب کا نمبر حاصل کیا۔ پھر مزید معلومات جو ملی ہیں ان کے مطابق اس جیب کو اسی مرکز پر جاتے

ہوئے دیکھا گیا ہے جو کا ندوگادوں کی طرف جاتی ہے..... ٹائنگر نے جواب دیا۔

”وہ فارمولا واپس حاصل کر کے بہر حال ہمیں آنے کا..... بلیک زبرو نے کہا۔

”ضروری نہیں کہ وہ جہاں واپس آئے وہ سیدھا دارالحکومت بھی پہنچ سکتا ہے اور وہاں سے فارمولے سمیت فلائی بھی کر سکتا ہے یا فارمولا استالین سفار تھانے کے ذریعے یا کسی کو ریزر سرورس کے ذریعے بھی استالین بھیج سکتا ہے اس لئے ہمیں بہر حال اس کے پیچھے جانا پڑے گا..... عمران نے کہا اور بلیک زبرو نے اشیات میں سر ہلا دیا۔

”تم جیب لے آئے ہو..... عمران نے کہا تو ٹائنگر نے اشیات میں سر ہلا دیا۔

”اور اس جگہ کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں جہاں وہ جیب اور سٹارک کی لاشیں دستیاب ہوئی ہیں..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں پاس..... ٹائنگر نے جواب دیا۔

”پھر جہاں بیشہ کر مزید وقت ضائع کرنا زیادتی ہے..... عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زبرو، توصیف اور ٹائنگر بھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ایک جیب میں بیٹھ کر کانڈو گاؤں کی طرف گیا ہے۔ صاحب نے شمشیر
سنگھ نے جواب دیا۔

تفصیل بتاؤ! حق آدمی تاکہ میں اندازہ کر سکوں کہ جہاد
محمودی نے صحیح تیرہ ہی اٹھایا ہے یا نہیں..... شاگل نے خراٹے
ہوئے کہا۔

یاس تجھے اطلاع ملی کہ اس کنگ جیسے قہر و قامت کے آدمی کو
ایک کالونی کی بند کوٹھی کی عقی دیوار پھاند کر اندر جاتے ہوئے دیکھا
گیا ہے میں فوراً اس کو ٹھی پر پہنچا تو وہاں لباس، میک اپ کا سامان اور
اجنبی جدید اسلحے سے مبرا ہوا تھلا موجود تھا لیکن وہ آدمی غائب تھا۔
میں نے میرا درگزر سے معلومات اکٹھی کیں تو مجھے ایک ایسا آدمی مل
گیا جس نے اسے عقی دیوار پھاند کر باہر جاتے ہوئے دیکھا تھا لیکن
اس کے بتاتے ہوئے طے اور لباس میں اس جتنے آدمی کے بتاتے ہوئے
طے میں زمین آسمان کا فرق تھا میں سمجھ گیا کہ اس کو ٹھی میں اس کنگ
نے لباس تبدیل کیا اور میک اپ کیا ہے۔ میں نے میرا اس کی تلاش
شروع کی تو مجھے اطلاع مل گئی کہ وہ ہوٹل تحری سٹار میں دیکھا گیا ہے
وہاں سے ایک نیکی ڈرائیور مل گیا جس نے بتایا کہ اس نے اسے
ہوٹل سے کب کر کے جان ڈیورس کمپنی کے شوروم پہنچایا تھا میں نے
جان ڈیورس کمپنی میں جا کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کنگ نے وہاں
ہوٹل کا ریفرنس کارڈ دے کر ایک جیب حاصل کی ہے اور وہ اکیلا
جیب لے کر چلا گیا ہے۔ اس جیب کے نمبروں سے ایک پتہ چل پپ

ملی خون کی گھنٹی بجے ہی میز کے نیچے بیٹھے ہوئے شاگل نے ہاتھ
بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔

میں..... شاگل نے تیر لے میں کہا۔

شمشیر سنگھ بول رہا ہوں یاس..... دوسری طرف سے ایک
مردبانہ آواز سنائی دی۔

یو لو کیا رپورٹ ہے جلدی یو لو..... شاگل نے وحالتے ہوئے
لے میں کہا۔

میں نے اس قتل عام کرنے والے غیر ملکی کو ٹریس کر لیا ہے
یاس..... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل محاورہ نہیں بلکہ حقیقتاً
کری سے اچھل پڑا۔

اور اوہ کہاں ہے وہ۔ جلدی بتاؤ کہاں ہے..... شاگل نے حلق
کے بل جھنجھے ہوئے کہا۔

مقبی سینوں پر دو مسلح آدمی موجود تھے۔ پائلٹ شاگل کے ساتھ ہی
حکومت سے آیا تھا جب کہ مسلح آدمیوں کا تعلق شمشیر سنگھ کے
گروپ سے تھا۔

تم نے سارنگ گارڈن دیکھا ہوا ہے ناں..... شاگل نے
جس سے مخاطب ہو کر کہا۔

سارنگ میں میری سسرال ہے جناب اس لئے میں یہاں ہے
تیار بار آیا ہوں اور یہاں کے سب علاقے میرے دیکھے بھالے ہوئے
ہیں..... پائلٹ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل
نے اجابت میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک خاصے وسیع
میدان کے ایک کونے میں اتار گیا۔ اسی لمحے دور سے نوجوان شمشیر
سنگھ ہیلی کاپٹر کی طرف آنا دکھائی دیا۔

”دوڑ کر آؤ نائنس یہ کیا بیمار مرے کی طرف چل رہے ہو۔“
شاگل نے ہیلی کاپٹر کے دروازے سے ہی حلق کے بل پچھتے ہوئے کہا
اور شمشیر سنگھ واقعی دوڑ پڑا۔

آؤ بیٹھو اتنی دیر میں ہم کاندہ دگاؤں پہنچ جاتے۔ چہ نہیں کسی احمق
نے تم جیسے سست الوجود لوگوں کو سیکرٹ سروس میں جبری کر رکھا
ہے نائنس..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب پائلٹ نے..... شمشیر سنگھ نے گھبرائے ہوئے لہجے کہا
شروع کیا شاید وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر پٹرول پمپ
سے کافی دور اتارا ہے۔

ہوائے سے تپ چلا کہ اس کنگ نے اس پمپ سے جیپ کی ٹینگی قفل
کرائی ہے اور اس کا رخ اس سڑک کی طرف تھا جس طرف کاندہ دگاؤں
آتا ہے..... شمشیر سنگھ نے جواب دیا۔

تم اس کاندہ دگاؤں اور اس علاقے کے بارے میں جانتے ہو۔
شاگل نے بے چین لہجے میں کہا۔

”میں سر میں جو کد سارنگ کا رہنے والا ہوں اس لئے یہ سارا علاقہ
میرا اچھی طرح دیکھا بھالا ہوا ہے..... شمشیر سنگھ نے جواب دیا۔

تم اس وقت کہاں موجود ہو..... شاگل نے پوچھا۔
”میں سارنگ گارڈن کے ساتھ والے پٹرول پمپ سے کال کر رہا
ہوں..... شمشیر سنگھ نے جواب دیا۔

تم وہیں روکو میں ہیلی کاپٹر جہازے پاس پہنچ رہا ہوں۔“ شاگل
نے تیز لہجے میں کہا اور سیور رکھ کر وہ تیزی سے کرسی سے اٹھا اور تیز چر
قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس وقت سارنگ کی ایک
بڑی کونٹھی میں موجود تھا۔ شمشیر سنگھ سارنگ میں سیکرٹ سروس کا
مناستہ تھا اور یہ کونٹھی شمشیر سنگھ کی ہی ملکیت تھی۔ شاگل ہیلی کاپٹر
دارالحکومت سے سارنگ آگیا تھا کیونکہ ملزئی ایشلی جنس کی طرف سے
اس کنگ کے بارے میں جو رپورٹ ملی تھی اس کے مطابق وہ سارنگ
میں رک گیا تھا اس لئے شاگل اس کی تلاش میں خود سارنگ آگیا تھا
تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے اس طرف
بڑھنے لگا جو سارنگ گارڈن تھا شاگل سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جب

کیا سر..... شمشیر سنگھ کہے ہوئے لہجے میں بوجھا۔

”اوہ اوہ میں سمجھ گیا اب میں سمجھ گیا ہوں۔ وہ ڈاکٹر خان کا فارمولا کنگ کے مرنے والے ساتھی ستارک کے پاس ہوگا اور جیب الٹنے پھر ستارک کی لاش جس کھائی میں گرنی ہوگی۔ وہاں تک وہ کنگ ہونے کی وجہ سے نہ کچھ سکا ہوگا۔ اس لئے اب وہ اپنے ساتھی کک کی لاش اٹھانے گیا ہوگا تاکہ اس فارمولے کی فاصل حاصل کر پائل ایسا ہی ہوگا گڈ آئیڈیاوری گڈ آئیڈیا.....“ شاگل نے یہی اچھا خیال سنایا اور خود ہی اپنے آئیڈیے کی تعریف بھی شروع کر

۔ مگر سر ستارک کی لاش تو فوجی اٹھا کر لے گئے ہوں جے۔ شمشیر سنگھ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

۔ اوہ یوٹانسس فوجی لاش لے گئے ہوں جے فارمولا تو نہیں لے لے ہوں جے فوجیوں کو الہام تو نہیں ہوا ہوگا کہ فارمولا ستارک کے پاس ہے تم جیسے احمق کم ہی مجھے ملے ہیں یوٹانسس.....“ شاگل نے جلی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب جب فارمولا ستارک کے پاس تھا تو وہ تو لاش کے ساتھ ہی گیا ہوگا اس کی جیب میں ہی ہوگا.....“ شمشیر سنگھ نے باقاعدہ بل بیٹھے ہوئے کہا وہ یقیناً شالا کمزاج شاس نہ تھا ورنہ اس طرح کی بات نہ کرتا۔

”تم تم سمجھتے ہیں احمق ہوؤں۔ پاگل ہوں۔ بیوقوف ہوں۔ میں

میں میں اب یہ باتیں نہیں کرو۔ پائلٹ کو بتاؤ کہ کہاں جانا۔ جلدی بتاؤ.....“ شاگل نے اس کی بات کو درمیان میں ہی کاٹے ہوئے کہا۔

”جناب وہ کاندو گاؤں ہی گیا ہوگا اور اس نے کہاں جانا ہے۔“ شمشیر سنگھ نے کہا۔

”ساتم نے چلو کاندو گاؤں.....“ شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں سر.....“ پائلٹ نے کہا اور دوسرے لہجے میں کاپڑ قصاصی بلند ہو گیا۔

”وہ اب کاندو گاؤں کیوں گیا ہوگا وہاں کیا لینے گیا ہے.....“ شاگل نے اچانک چونک کر شمشیر سنگھ سے کہا اسے شاید اچانک اس بات کا خیال آیا تھا۔

”مم میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب وہ ادھر جاتے دیکھا گیا ہے اور ادھر کاندو گاؤں ہی ہے.....“ شمشیر سنگھ نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سر ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کی لاش لینے گیا ہو.....“ اچانک پائلٹ نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ واقعی ایسا ہی ہوگا اور پھر تو ہمیں وہاں جانا چاہئے جہاں اس کی جیب الٹی ہے ورنہ اوہ واقعی ایسا ہی ہوگا پائلٹ ایسے ہی ہوا ہوگا.....“ شاگل بات کرتے ہوئے خود ہی اچھل پڑا۔

فایا تھا۔

”تو جہاں کیا خیال ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف کو احمق ہونا چاہئے۔ ٹانسس۔ بہر حال اب تم بتاؤ گے کہ وہ جیب کہاں اپنی ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”جناب مجھے تو معلوم نہیں ہے میں کیسے بتاؤں گا۔“ شمشیر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم احمق آدمی ہو، ٹانسس تمہیں کیسے نہیں معلوم تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔ سنو میں بتاتا ہوں تمہیں احمق آدمی کنگ اور سٹارک مرکز کے رستے لیبارٹری جارہے تھے کہ اسی رستے سے واپس آتے ہوئے ہی جیب اپنی ہوئی۔“ شاگل نے کہا۔

”جناب بہت سے رستے ہو سکتے ہیں لیکن وہاں کسی فوجی سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ جیب کہاں اپنی پڑی ہے۔“ شمشیر سنگھ نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے جولو فوجیوں سے پوچھ لیں گے۔“ شاگل نے مسکرت ہوتے ہوئے جواب دیا اپنی کاپڑ تیزی سے پہاڑیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا شاگل انھوں سے دور بین لگائے تھے جھانک کر ارد گرد کے ماحول کو چیک کر رہا تھا کہ اچانک ایک کچی ہائی سڑک پر اسے ایک جیب دوڑتی ہوئی دکھائی دی۔

”یہ جیب۔“ وہ کہیں یہی اس کنگ کی تو جیب نہیں ہے۔“ شاگل نے چونک کر کہا تو شمشیر سنگھ نے سر باہر نکالا اور جھٹک کر دیکھنے لگا۔

”نہیں سوچ سکتا کیوں۔“ بولو کیا میں احمق ہوں۔ تم مجھ سے زیادہ عقلمند ہو۔“ شاگل نے حلق کے بل چپکے ہوئے کہا اس خامخا اور احمق تھا جسے ابھی شمشیر سنگھ کو اٹھا کر ایلی کاپڑ سے باہر اچال دے گا۔

”مم مم میرا یہ مطلب نہ تمہارے میں تو۔“ شمشیر سنگھ نے بولو کے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر جہادری جیب میں فارمولا ہو اور میں تمہیں اتنی بلندی سے اٹھا کر نیچے پھینک دوں تو کیا یہ ضروری ہے کہ فارمولا نیچے گرنے تک جہادری جیب میں ہی رہے وہ ٹکڑ کر کسی تھماڑی کی اوٹ میں بھی تو گر سکتا ہے۔“ کیوں بولو میں غلط کہہ رہا ہوں بولو۔“ کراؤنی خیر۔“ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوه اوه سرد واقعی اب میں سمجھ گیا سر۔ آپ تو واقعی انتہائی گہری بات سوچتے ہیں میں واقعی احمق ہوں سر کہ آپ کی یہ گہری بات نہ سمجھ سکا سر۔“ شمشیر سنگھ نے اس بار انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا تو شاگل کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھلتا چلا گیا۔

”گڈ تم واقعی سمجھدار آدمی ہو جو میری بات اتنی جلدی سمجھ گئے ہو۔“

”تم جیسے عقلمند آدمی کی واقعی سیکرٹ سروس کو بے حد ضرورت ہے۔“ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جناب آپ کی ذہانت واقعی قابل فخر ہے۔“ جناب۔“ شمشیر سنگھ نے پہلے سے بھی زیادہ خوشامدانہ لہجے میں کہا شاید یہ بات اسے بھی سمجھ آگئی تھی کہ شاگل خوشامد پسند ہے اس لئے اب وہ مسلسل خوشامد پر

نے جھٹھتے ہوئے کہا تو ہیلی کا پڑ کے دونوں اطراف سے دھماکے ہوئے اور سیاہ دھبے کے میزائل تیزی سے دوڑتی ہوئی جیب کی طرف بڑے اور پھر نیچے خوفناک دھماکے ہوئے ایک میزائل تو جیب کے اچانک وٹ جانے کی وجہ سے ایک چٹان سے جا ٹکرایا تھا جب کہ دوسرا جیب کے آخری حصے کے کنارے سے جانکر آیا اور دوسرے لمحے جیب اس طرح فضا میں اڑھیلی جیسے کوئی بچہ گیند کو اچھالتا ہے اور پھر ہوا میں ہی ٹکرایا یاں کھاتی ہوئی نیچے گہرائی میں گر گئی ہوئی ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ یہ دونوں دھماکے ان میزائلوں کے ہی تھے۔ جیب بہر حال وٹ ہو چکی تھی۔

”اس گہرائی میں نہ اتار دوں اسے جہاں وہ جیب گری ہے۔“
پائلٹ نے کہا۔

”الحق ہو گئے ہو ناٹنس وہ غیر ملکی مجرم ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مرا نہ ہو زخمی ہو اس صورت میں وہ ہم پر بھی فائر کھول سکتا ہے ناٹنس۔“
کچھ دور اتار دو تاکہ ہم اچھی طرح دیکھ بھال کر کے اس تک پہنچ سکیں۔“ شاگل نے جھٹھتے ہوئے کہا تو پائلٹ نے اذیت میں سر ہلادیا اور پھر ہیلی کا پڑ کو بلندی پر لے جا کر وہ آگے بڑھنا چلا گیا تھوڑی دیر بعد اس نے ایک جگر کاٹا اور پھر ایک کافی کھلی سطح چٹان پر اس نے ہیلی کا پڑ اتار دیا۔

”تم دونوں شمشیر سنگھ کے ساتھ نیچے جاؤ اور جیک کرو لیکن مشین گنیں ساتھ لے جاؤ اور احتیاط کرنا اگر وہ کنگ ہلاک ہو چکا ہو تو ٹھیک

”بالکل جتنا ہی جیب ہے، جتنا اس نے پچھلے حصے پر اس کہنی کا نام لکھا ہوا ہے جس سے یہ جیب کرائے پر لی گئی ہے بالکل جتنا ہی جیب ہے جتنا۔“ شمشیر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

”جہاں بے پاس دور مار رہا نقلیں ہیں۔“ شاگل نے سڑ کر بیچے بیٹھے ہوئے مسیح افراد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”وا نقلیں تو نہیں ہیں سر میزائل گنیں موجود ہیں۔“ ان میں سے ایک نے کہا۔

”تو اتار دو اس جیب کو اتار دو۔ یہ مجرم ہے قوی مجرم اسے زندہ رہنے کا حق نہیں ہے اتار دو جیب کو۔“ شاگل نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناں ہیلی کا پڑ کی بلندی کم کرادیں۔“ ایک مسیح آدمی نے عقی طرف بڑے ہوئے تھیلے میں سے میزائل گن اٹھاتے ہوئے کہا۔

”بلندی کم کرو پائلٹ۔“ شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا تو پائلٹ نے اذیت میں سر ہلادیا اور پھر ہیلی کا پڑ کی بلندی تیزی سے کم ہوئی شروع ہو گئی لیکن ہیلی کا پڑ ابھی جیب کی عقب میں ہی تھا جیب اب گہرائی میں اتری چلی جا رہی تھی اسی لمحے دونوں مسیح افراد گنیں لے کر ہیلی کا پڑ کی دونوں سائیڈز میں ہو گئے تھے ہیلی کا پڑ کی بلندی جو تک خاصہ کم ہو گئی تھی اس لئے اب دوڑتی ہوئی جیب انہیں کافی واضح نظر آرہی تھی۔

”فائر کرو کہیں یہ کسی غار میں نہ چھپ جائے فائر کرو۔“ شاگل

کھول دیا اور اوپر کو اٹھتا ہوا آدمی گولیوں کی بارش میں جھپٹتا ہوا کئی قدم پیچھے کی طرف لڑکھواتا ہوا ہٹا اور پھر پیچھے سر کے بل نیچے گرا اور گرتا چلا گیا بلیک زبرد دو بارہ ہیلی کاپڑ کی طرف متوجہ ہو گیا کیونکہ وہاں شاگل اور پائلٹ موجود تھے اور چونکہ مشین گن کی فائرنگ اور اس آدمی کی تضحیں لازماً وہاں تک پہنچ گئی ہوں گی اس لئے وہ لوگ بھی اس پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔ شاگل اور پائلٹ دونوں بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑے نظر آ رہے تھے پھر شاگل تیزی سے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک وہ ہوا میں اچھلا اور اس کے منہ سے جیٹھنکی اور ہوا میں ہاتھ پیر مارتا ہوا نیچے کہیں گہرائی میں گر کر بلیک زبرد کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اسی لمحے اس نے پائلٹ کے ساتھ بھی کچھ ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ کسی طرف سے ان پر سائیلنسر لگے ہتھیار سے فائر کئے جا رہے ہیں لیکن ایسا کون کر سکتا تھا۔ کیا اس کا کوئی ساتھی اس طرف موجود تھا یا پھر کوئی اور پارٹی ہے پائلٹ زمین پر گر کر چپ رہا تھا کہ اس پر دوبارہ فائرنگ ہوئی اور اب بلیک زبرد نے واضح طور پر ٹھک ٹھک کی آوازیں سنیں۔ اور جلد لمحوں بعد وہ تڑپتا ہوا پائلٹ جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا بلیک زبرد ہونٹ میچنے خاموش کھڑا تھا التب مشین گن اس کے ہاتھوں میں موجود تھی وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ فائرنگ کس نے کی ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ایک آدمی کو اس چٹان پر چڑھ کر ہیلی کاپڑ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا اسے دیکھتے ہی بلیک زبرد بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس آدمی کا قد وقامت دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہی اسٹالین

الکبت کنگ ہے جس کی تلاش میں وہیں آئے تھے۔ اور اب یہ بات بھی سامنے آگئی تھی کہ شاگل اور پائلٹ کو کس نے ہٹ کیا ہے کنگ دوڑتا ہوا ہیلی کاپڑ کی پائلٹ سیٹ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ سیٹ اس انداز اور سمت میں تھی کہ بلیک زبرد اس پر براہ راست فائر نہ کھول سکتا تھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپڑ کا پتکھا تیزی سے گھومتے لگا تو بلیک زبرد نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس راڈ کی طرف کیا جس پر نیچے کے پر جڑے ہوئے تھے اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے گولیاں ایک تو اتار سے ٹھیک اس جوڑ پر پڑیں اور پھر ایک دھماکے سے وہ جڑا ہوا حصہ ٹوٹ گیا اور گھومتے ہوئے پر بجلی کی سی تیزی سے سائڈ پر موجود اونچی چٹان سے ٹکرانے اور پرزے پرزے ہو کر بکھر گئے ظاہر ہے اب ہیلی کاپڑ بیکار ہو گیا تھا۔ بلیک زبرد کو یہ سب کچھ اس لئے کرنا پڑا تھا کہ کنگ کے اس طرح ہیلی کاپڑ کے ذریعے فرار ہونے کا صاف مطلب تھا کہ وہ فارمولا حاصل کر چکا ہے اور بلیک زبرد جانتا تھا کہ اگر کنگ ہیلی کاپڑ پر بیٹھ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر اس کا ہاتھ آنا ناممکن ہو جائے گا۔ ہیلی کاپڑ کو بیکار کرتے ہی بلیک زبرد تیزی سے بھاگتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھتا چلا گیا جس پر ہیلی کاپڑ کھڑا تھا جب کہ دوڑتے ہوئے اس نے کنگ کو ہیلی کاپڑ سے نیچے پھلانگ لگاتے اور ایک چٹان کے پیچھے چھپتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جلد لمحوں بعد بلیک زبرد ایک چٹان کو پھلانگتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔

منہ سے کراہی نکل گئی اور وہ ضرب کھا کر بے اختیار نیچے گر ہی تھا کہ کنگ ہیلی کا پڑ کے نیچے سے ہو کر اس کی طرف کود پڑا۔ وہ اس قدر رفتار سے دوڑ رہا تھا کہ بلیک زیرو کے اٹھنے سے پہلے ہی اس کے سر پر پہنچ جانا چاہتا ہو اور واقعی ہوا بھی ایسی ہی اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہوتا کنگ اس کے سر پہنچ چکا تھا کنگ اس کے قریب آتے ہی جڑے ماہرانہ انداز میں ہوا میں اچھلا اور اس نے دونوں ناٹگیں پھیلا دیں تاکہ بلیک زیرو کو روٹ بدل کر کسی سائیڈ پر نہ ہو جائے لیکن اس کی ناٹگیں پھیلتے ہی بلیک زیرو کا جسم کسی سانپ کی سی تیز رفتاری سے نیچے کی طرف کھسکا چلا گیا۔ اور جب کنگ کے دونوں پیر اس کے بازوؤں کے قریب سائیڈ پر لگے بلیک زیرو کا نچلا جسم کسی کمان کی طرح مڑا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے کنگ کی پشت سے لگے اور کنگ جھٹکا ہوا اچھل کر آگے کی طرف دوڑتا چلا گیا بلیک زیرو قلا بازی کھا کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا جب کہ کنگ بھاری جسم کے زور سے کئی قدم آگے جا کر رکا اور پھر وہ تیزی سے واپس پلٹا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ کنگ کے پلٹنے سے پہلے ہی اس پر ضرب لگا دینا چاہتا تھا اور کنگ ابھی مڑ کر پوری طرح سنبھلا ہی نہ تھا کہ بلیک زیرو کی زور دار اور بھور فلائنگ کلک پوری قوت سے کنگ کی ناف پر پڑی اور کنگ کا جسم کسی رپڑی گیند کی طرح فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ کنگ نے قلا بازی کھا کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی جبکہ بلیک زیرو فلائنگ کلک مارنے کے بعد قلا بازی کھا کر سیدھا ہو گیا

”خبردار ہاتھ اٹھا دو ورنہ فائر کھول دوں گا۔“ بلیک زیرو نے مشین گن کا رخ چٹان کی طرف کرتے ہوئے پیچ کر کہا اور پھر اس نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ اس نے کنگ کے ہاتھ گھومتے اور ایک ہتھ رانفل سے نکلنے والی گولی کی طرف اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک سائیڈ پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے لمحے اس کے ہاتھ کو شدید جھٹکا لگا اور اس کے ہاتھ میں بیکری ہوئی مشین گن اڑتی ہوئی نیچے گہرائی میں جا گری۔ بلیک زیرو نے مشین گن ہاتھ میں سے نکلنے ہی پوری قوت سے چھلانگ لگائی اور ہیلی کا پڑ کی اوٹ میں ہو گیا۔

”باہر آ جاؤ میرے ہاتھ میں ریوالتور ہے۔“ بلیک زیرو نے چپختے ہوئے کہا گو اس کے پاس اب ریوالتور تو ایک طرف پنسل تک نہ تھی لیکن ظاہر ہے کنگ کو وہ یہ بات کیسے بتا سکتا تھا۔ کنگ کے ہتھ مارنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کنگ کے پاس اسلحہ موجود نہیں ہے ورنہ وہ ہتھ کی بجائے لامحالہ اسلحہ کا استعمال کرتا۔ بلیک زیرو نے جیسے ہی دھمکی دی کنگ دونوں ہاتھ سر پر رکھے چٹان کی اوٹ سے باہر آ گیا۔

”اپنا منہ دوسری طرف کر لو جلدی کرو ورنہ۔“ بلیک زیرو چپختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے کنگ نے اچانک ایک لمبی چھلانگ لگائی اور اب وہ بھی ہیلی کا پڑ کے دوسرے کونے میں پہنچ گیا تھا۔ اس کی ناٹگیں ہیلی کا پڑ کے نیچے سے نظر آرہی تھیں کہ اسی لمحے ایک ہتھ جیسے اڑتا ہوا ہیلی کا پڑ کے نیچے سے بلیک زیرو کی ٹانگ سے ٹکرایا اور بلیک زیرو کے

کنگ نے فضا میں قلا بازی کھا کر اپنے آپ کو واقعی سنبھال لیا تھا لیکن شاید اس کے سارے گردن میں لگے تھے کہ قلا بازی کھا کر جیسے ہی اس کے دونوں پیر نیچے لگے ایک پیر ایک پیر پڑا جب کہ دوسرا کافی نیچے زمین سے جا لگا جس کی وجہ سے اس کا توازن بری طرح بگڑا اور اس نے شاید اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کے نتیجے میں اس کا جسم خود بخود قلا بازی کھا گیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی جگہرائی میں گم ہوتی چلی گئی اس کا جسم بھی پلک جھپکنے میں بلیک زرو کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا وہ سنبھالنے کی کوشش میں کسی اٹھا گہرائی میں جا کر اٹھا۔ بلیک زرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا اور اس جٹان کے کنارے پہنچ کر اس کے ہونٹ خود بخود بھنج گئے کیونکہ اس طرف واقعی اچھائی خوفناک گہرائی تھی۔ بلیک زرو نے سر آگے بڑھا کر دیکھا تو اسے نیچے کافی گہرائی میں ایک جھاڑی پر کنگ کی لاش پڑی نظر آگئی۔ اس کا جسم میڑے میڑے انداز میں جھاڑیوں پر پڑا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ وہ لاش میں تبدیل ہو چکا ہے۔ بلیک زرو واپس مڑا اور اس طرف کو بڑھنے لگا بعد میں اسے نیچے فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس طرف ہی اس کے باقی ساتھی یا کوئی ایک ساتھی موجود ہو گا۔ ویسے شاگل کے تین مسلح ساتھی جو نیچے اترے تھے ان میں سے ایک کو تو بلیک زرو نے ختم کر دیا تھا جب کہ باقی دو بھی ابھی تک واپس نہ آئے تھے۔ اس سے

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہوں گے۔ کنگ کی طرف سے اسے فکر نہ رہی تھی کیونکہ ظاہر ہے وہ اب کہاں جا سکتا تھا۔ وہ جس جگہ گرا ہوا تھا وہاں تک پہنچنے کے لئے بلیک زرو کو کافی وقت لگ سکتا تھا اس لئے اس نے اس کا خیال چھوڑ کر پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ کئی چٹانوں کو چھلانگتا ہوا نیچے اترا اس نے سامنے شاگل کی لاش پڑی ہوئی دیکھی وہ اوندمے منہ گرا پڑا تھا اور بے حس و حرکت تھا۔ بلیک زرو اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے کنگ کی گویوں نے اسے لاش میں تبدیل کر دیا تھا۔ بلیک زرو اس کے قریب سے گزر کر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے زور زور سے عمران کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔

”ظاہر صاحب ظاہر صاحب..... نیچے سے اسے ٹائنگر کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

”میں آ رہا ہوں.....“ بلیک زرو نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا رخ بدل لیا کیونکہ جس طرف سے ٹائنگر کی آواز سنائی دی تھی وہ سمت دوسری تھی۔ بلیک زرو نے اپنی رفتار تیز کر دی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ پوری طرح غماط بھی سمجھ گیا کہ اگر اس کا پیر پھسل گیا تو پھر وہ بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔ کافی نیچے اترنے کے بعد اسے ان دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی صاف دکھائی دینے لگیں۔ ان کے گرنے کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ انہیں نیچے

سے انداز میں چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے کانوں میں عمران کی کراہ پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسی لمحے عمران ایک بار پھر کراہا۔ اس کی بند آنکھوں میں ہلکی سی تھر تھراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کو ہوش آ رہا تھا اور یہ بات بلیک زیرو کے لئے حیران کن تھی کیونکہ عمران کی نبض تو کسی اور بات کی نشاندہی کر رہی تھی۔ بہر حال اس نے جلدی سے پانی چلو میں بھرا اور ایک بار پھر عمران کا منہ کھول کر پانی اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ عمران نے لمبے لمبے گھونٹ لینے شروع کر دیئے تو بلیک زیرو اسے مسلسل پانی پلاتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ روکے تو عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔

”لینے رہیں عمران صاحب لینے نہیں آپ شدید زخمی ہیں اور آپ کا بے تحاشا خون نکل چکا ہے نجانے آپ کو ہوش کس طرح آگیا ہے.....“ بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم ٹھیک ہو۔ وہ توصیف اور ٹانگیوہ کہاں ہیں۔ ان کا کیا ہوا.....“ عمران نے اچھائی آہستہ سے اور کمزور آواز میں کہا۔

”وہ سب بھی ٹھیک ہیں آپ زیادہ نہ بولیں.....“ بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے سستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے اور اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ بلیک زیرو نے جھٹک کر عمران کی نبض پکڑی تو اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے

رکھیں اور پھر جھٹک کر اس نے پانی چلو میں بھرا اور عمران کا منہ دوسرے ہاتھ سے کھول کر اس نے پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔ جب کچھ پانی عمران کے حلق سے نیچے اتر گیا تو اس نے دونوں ہاتھوں سے پانی اچھال اچھال کر عمران کے پورے جسم پر ڈالنا شروع کر دیا تاکہ زخموں سے بہتا ہوا خون رک جائے۔ وہ کافی دیر تک مشینیں انداز میں ایسا کرتا رہا۔ پھر اس نے عمران کو ایک بار پھر اٹھایا اور اسے نالی سے اٹھا کر ایک طرف پہلو کے بل لٹایا اور اس کی پشت پر اور پہلو پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ پشت پر موجود زخم مسلسل بہتے ہوئے پانی میں رہنے کی وجہ سے نہ صرف صاف ہو گئے تھے بلکہ ان سے خون دستا بھی بند ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو نے تھوڑا سا پانی ڈالا اور پھر عمران کو پشت کے بل لٹا کر اس نے ایک بار پھر اس کے جسم پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب زخموں سے خون بہنا بند ہو گیا ہے تو اس نے ایک بار پھر چلو میں پانی بھر کر عمران کا منہ کھول کر حلق میں پانی اندر لٹنا شروع کر دیا۔ تھوڑا سا پانی ڈالنے کے بعد اس نے عمران کے چہرے پر پانی ڈالا اور اس کے بعد اس کی نبض تمام لی اور نبض تھامتے ہی اس کا چہرہ ایک بار پھر بگڑتا چلا گیا کیونکہ عمران کی نبض ڈوبتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

”اوہ اوہ انہیں فوری ہسپتال پہنچانا چاہئے ورنہ..... مگر..... اب کیا کیا جائے اوہ اوہ نہ وہ جیپ رہی اور نہ ہی وہ ہیلی کاپٹر۔ اوہ اب کیا کیا جائے.....“ بلیک زیرو نے پریشانی کے انداز میں بے اختیار تلچنے کے

در تک مسلسل وہ پانی ڈالتا رہا۔ اس طرح زخم صاف بھی ہو گئے اور
 من میں سے خون رستا بھی بند ہو گیا۔ ٹانگیں کی پتلون جگہ جگہ سے پھٹ
 چکی تھی۔ پھر اس نے ٹانگیں کے حلق میں بھی پانی ڈالتا شروع کر دیا اور
 تھوڑی دیر بعد ٹانگیں کی آنکھوں میں بھی جب تھر تھراہٹ سی نمودار
 ہونے لگی تو اس نے ہاتھ اٹھائے اور پانی اس کے جہرے اور جسم پر ڈالتا
 شروع کر دیا۔

”بب بب باس۔ باس حت حت تم زندہ رہو گے۔ بب بب باس
 تم زندہ.....“ ٹانگیں کے منہ سے مسلسل آوازیں نکلنے لگیں۔ حالانکہ
 اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور نہ ہی وہ پوری طرح ہوش میں آیا تھا وہ
 ناشعوری انداز میں ہی بولے چلا جا رہا تھا۔

”عمران زندہ ہے اور انشاء اللہ زندہ رہے گا۔ تم فکر مت
 کرو.....“ بلیک زبرد نے ٹانگیں کو کاندھے سے پکڑ کر سمجھوتے
 ہوئے کہا تو ٹانگیں کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

”بب باس واقعی زندہ ہے۔ اودہ نایا تیرا شکر ہے تو نے میری
 دعائیں قبول کر لیں تو بزار حیم دکریم ہے.....“ ٹانگیں نے آنکھیں
 کھول کر ایک نظر ساتھ ہی پڑے ہوئے عمران کی طرف دیکھا اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا
 کرنا شروع کر دیا۔

”توصیف کہاں ہے۔ اس کا کچھ پتہ ہے.....“ بلیک زبرد نے اسے
 ٹھیک بار پھر سمجھوتے ہوئے کہا۔

تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ عمران فوری طور پر خطرے کی پوزیشن سے باہر
 آگیا تھا لیکن بلیک زبرد جانتا تھا کہ کسی بھی لمحے اس کی حالت دوبارہ
 خراب ہو سکتی ہے لیکن بہر حال ایسا ہی اس کے نقطہ نظر سے غنیمت تھا
 لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ عمران کو
 اس حالت میں چھوڑنے کا بھی اس کا دل نہ چاہ رہا تھا اور ٹانگیں اور
 توصیف کا بھی اس نے پتہ نہ کرنا تھا۔ اس نے عمران کو تسلی دے دی
 تھی لیکن ظاہر ہے اسے توصیف کے بارے میں تو سرے سے معلوم ہی
 نہ تھا اور ٹانگیں کو بھی وہ چیک نہ کر سکا تھا لیکن ایسا بہر حال اسے
 اطمینان تھا کہ ٹانگیں کا اسے آوازیں دینا اور اس کی آوازوں کا جواب
 دینا ہی یہ ثابت کر رہا تھا کہ ٹانگیں کی حالت بہر حال خطرے سے باہر
 ہی ہوگی۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس
 طرف کو بڑھ گیا جہاں ٹانگیں پڑا ہوا تھا۔ ٹانگیں کو وہ جس حالت میں
 چھوڑ آیا تھا وہ اسی حالت میں پڑا تھا۔ بلیک زبرد نے اس کے قریب جا کر
 اسے سیدھا کیا تو اس کے دونوں ہونٹ بے اختیار بھجھ گئے ٹانگیں کی
 دونوں ٹانگیں خون سے تھوڑی ہوئی تھیں۔ اس کا اوپر کا جسم معمولی
 زخمی تھا لیکن اس کی دونوں ٹانگوں میں سے جگہ جگہ سے خون رس رہا
 تھا۔ اس نے جلدی سے گھسیٹ کر اسے بھی کاندھے پر لادا اور تیزی
 سے مڑ کر دوڑتا ہوا اسی چٹنے کی طرف بڑھ گیا۔ چٹنے کے قریب جا کر
 اس نے ٹانگیں کو زمین پر لٹایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے پانی بھر بھر کر
 اس نے ٹانگیں کی دونوں ٹانگوں کے زخموں کو دھونا شروع کر دیا۔ کافی

جن میں سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔ اس کا چہرہ بھی ہلدی کی طرح زرد پڑ چکا تھا۔ نجانے تو صیف نے ان زخموں کے باوجود اس قدر فاصلہ کیسے طے کر لیا تھا۔ بلیک زیرو نے جھک کر تو صیف کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور مڑ کر تیزی سے اسی طرف کو بھاگنے لگا جدھر عمران اور ٹائیگر پہنچے ہوئے تھے۔ ٹائیگر اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا لیکن اس کی ٹانگیں ویسے ہی سیدھی اور بے حس و حرکت تھیں۔

”اوہ۔ اوہ خیریت کہیں..... ٹائیگر نے تو صیف کو بلیک زیرو کے کاندھے پر بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر چپختے ہوئے لہجے میں کہا۔“
 ”فی الحال تو خیریت ہے آگے بھی اللہ تعالیٰ خیریت ہی رکھے گا..... بلیک زیرو نے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور پھر تو صیف کو اس نے ہتھے ہوئے پانی کی نالی کے قریب زمین پر پشت کے بل لٹا دیا اور جلوؤں سے پانی بھر بھر کر اس نے زخم صاف کرنے شروع کر دیئے۔
 تھوڑی سی صفائی کے بعد اس نے ایک ہاتھ کے جلو میں پانی بھرا اور دوسرے ہاتھ سے تو صیف کے جبڑے سمجھ کر اس کا منہ کھولا اور پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔ جب کچھ پانی تو صیف کے حلق میں اتر گیا تو اس نے پانی اس کے بہرے اور سر پر ڈالنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد تو صیف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”عم۔ عم۔ عم۔“ عمران صاحب کا کیا ہوا۔ عمران صاحب کا کیا ہوا۔
 تو صیف نے آنکھیں کھول کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر شدید تعامت کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا اور دوبارہ نیچے گر گیا۔

”توصیف۔ اوہ توصیف۔ ہاں۔ اس نے دو آدمیوں پر فائر کھول دیا تھا۔ وہ دونوں مر گئے تھے۔ ورنہ وہ باس کو مار ڈالتے۔ تو صیف بھی ان کی گولیوں سے زخمی ہو گیا تھا لیکن وہ پانی کی تلاش میں گھسٹا ہوا آگے بڑھ گیا تھا پھر مجھے نظر نہیں آیا۔ پھر میں نے آپ کی آواز سنی۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا میں تو مسلسل باس کی صحت اور زندگی کی دعائیں مانگ رہا تھا اور بس..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر وہ بھی کہیں بے ہوش پڑا ہو گا۔ میں اسے تلاش کرتا ہوں..... بلیک زیرو نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے وہ عمران اور ٹائیگر کو اٹھا کر لے آیا تھا اور اس نے اس طرف کا رخ کر لیا جدھر ٹائیگر نے تو صیف کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ قریب ہی اسے وہ دو آدمی بھی ایک کھائی میں پڑے نظر آ گئے جو شاگل کے ساتھی تھے ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے تھے۔ بلیک زیرو انہیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے خون کے دھبے جگہ جگہ آگے جاتے دکھائی دے رہے تھے اور پھر تھوڑا آگے جانے کے بعد وہ ایک گہرائی میں اترتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ یکثرت ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس نے گہرائی میں تو صیف کو اوندھے منہ پڑے دیکھ لیا تھا۔ تو صیف بھی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے جلدی سے تو صیف کو پلٹا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ تو صیف زندہ تھا لیکن اس کی حالت بھی عمران جیسی ہی تھی اس کے پیٹ میں دو گولیاں لگی تھیں

آؤں اور پھر انہیں لے جاؤں۔..... بلیک زرو نے کہا۔
 "لیکن اس میں تو بے حد در لگ جائے گی۔" ٹائیگر اور توصیف
 نے کہا۔

"عمران کو تو چلو میں اٹھالوں اور سڑک تک لے جاؤں لیکن ٹائیگر
 کی دونوں ٹانگیں زخمی ہیں اسے کون اٹھائے گا اور تم بھی شاید ابھی
 چل نہ سکو۔..... بلیک زرو نے کہا۔

"تم باس کو اٹھا کر لے جاؤ اور انہیں ہسپتال پہنچاؤ۔ ہماری فکر
 جموڑو۔ ہم مر بھی گئے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن باس کی زندگی کی
 پوری قوم اور پورے ملک کو ضرورت ہے۔..... ٹائیگر نے جلدی سے
 کہا۔

"ٹائیگر ٹھیک کہہ رہا ہے طاہر صاحب آپ عمران صاحب کو لے
 جائیں ہماری فکر جموڑیں ہم کسی نہ کسی طرح گھسنے گھسناے سڑک
 تک پہنچا دی جائیں گے آپ عمران صاحب کی فکر کریں۔..... توصیف
 نے بھی ٹائیگر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کیسے ہو سکتا ہے لیکن عمران کی حالت ابھی ٹھیک نہیں
 ہے اور فاصلہ بھی کافی زیادہ ہے۔ ادھر اس کنگ سے فارمولا بھی
 حاصل کرنا ہے۔..... بلیک زرو نے کہا تو ٹائیگر اور توصیف دونوں
 بے اختیار چونک پڑے۔

"کنگ سے فارمولا۔ اوہ اوہ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا یہ کون لوگ
 تھے۔ کیا یہ سب کچھ کنگ نے کیا تھا اب وہ کہاں ہے۔..... ٹائیگر نے

"لیٹے رو لیٹے رمو۔ عمران بھی ٹھیک ہے لیکن جہادی حالت
 ٹھیک نہیں ہے۔..... بلیک زرو نے کہا اور ایک بار پھر اس نے اس
 کے منہ میں پانی ڈالتا شروع کر دیا۔ اس بار توصیف نے کافی پانی پی
 لیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی ہے پتہ زردی کافی حد تک کم ہو گئی۔
 "جہادے زخم میں نے جھیک کر لئے ہیں۔ گولیاں سائٹ سے لگ
 کر اوپر سے نکل گئی ہیں۔ تم صرف خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے
 نڈھال ہو رہے ہو۔ میں جہادے زخموں کی سینٹج کر دیتا ہوں۔"
 بلیک زرو نے کہا اور پھر اس نے پانی سے اس کے زخموں کو اچھی طرح
 دھویا اور پھر اپنی قمیض کا دامن پھاڑ کر کپڑے کی دو چھوٹی چھوٹی
 گدیاں بنا کر زخموں پر رکھیں اور باقی کپڑے کی پٹی بنا کر باندھنی
 شروع کر دی۔ کچھ در بعد وہ سینٹج سے فارغ ہو گیا۔

"عمران صاحب کی پوزیشن کیا ہے تم بتاتے کیوں نہیں ٹائیگر تم
 بتاؤ۔..... توصیف نے پریشان سے لہجے میں پہلے بلیک زرو سے کہا اور
 پھر مڑ کر اٹھ کر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔

"مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ طاہر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ٹھیک
 ہے۔..... ٹائیگر نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک نہیں ہے انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچانے کی
 ضرورت ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت یہاں ایسی کوئی سواری
 نہیں ہے جس پر انہیں ہسپتال لے جایا جاسکے۔ اب تو ابھی ہو سکتا ہے
 کہ میں دوڑتا ہوں سڑک پر جاؤں اور وہاں سے کوئی جیپ جبر گہاں لے

کہ عمران کی حالت کے پیش نظر وہ جلد از جلد سڑک تک پہنچ جانا چاہتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ سڑک تک فاصلہ کافی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب اس جگہ پہنچا جہاں وہ گہرائی میں کنگ کو چھوڑ کر گیا تھا۔ اس نے جھک کر ایک بار پھر نیچے دیکھا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چو تک پڑا۔ کیونکہ جہاں پہلے کنگ پڑا ہوا تھا اب کنگ وہاں موجود نہ تھا۔

”اوه اسے کون اٹھا کر لے گیا اس کا مطلب ہے یہاں اور لوگ بھی موجود ہیں۔“ بلیک زرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کراہا تو اس نے فوراً ہی اپنا ذہن بدل دیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے عمران کی زندگی کا تحفظ ہونا چاہئے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا اس لئے وہ دوبارہ آگے بڑھنے لگا لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک کوئی بھاری بھر کم چیز اس کی پشت پر ایک دھماکے سے لگی اور وہ زور دار دھکاکھا کہ عمران سمیت اچھل کر منہ کے بل نیچے جا گر۔ پشت پر شدید ضرب لگنے سے اس کے پورے جسم میں یلکھت درد کی ایک تیز ہر ادھر کی طرف اٹھی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یلکھت سیاہ چادر سی پھیلنے چلی گئی۔ اس نے لاشعوری طور پر اپنے سر کو جھٹکا دے کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن یلکھت سیاہ دلدل میں جیسے ڈوبا ہوا چلا گیا۔ آخری احساس جو اس کے ذہن میں ابھرا وہ اس کی اپنی ذات کی بجائے عمران کے بارے میں ہی تھا۔

”کہا تو بلیک زرو نے انہیں مختصر طور پر سارے حالات بتا دیئے۔“ آپ سب کو چھوڑیں طاہر صاحب آپ عمران صاحب کو بچائیں۔“ فارمولا بھی چھوڑیں۔“ تو صیف اور ٹائیگر نے بلیک زبان ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب تو نیم غشی کی حالت میں ہیں اور کسی بھی وقت ان کی حالت آؤٹ آف کنٹرول ہو سکتی ہے میں انہیں لے جاتا ہوں۔“ انہیں ہسپتال چھوڑ کر میں پھر واپس آؤں گا اور تمہیں بھی لے جاؤں گا۔ اس وقت تک تمہیں یہیں رہنا ہوگا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔“ بلیک زرو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ گو اس کا دل ان دونوں کو یہاں اس حالت میں چھوڑ جانے کو نہ کہہ رہا تھا لیکن عمران کی حالت دیکھ کر اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا اسے معلوم تھا کہ عمران کسی بھی وقت ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ سہتا چہ آخر کار اس نے دل پر ہتھ رکھ کر فیصلہ کر ہی لیا۔

”ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں۔“ آپ عمران صاحب کو بچائیں پلیز۔“ دونوں نے کہا تو بلیک زرو نے آگے بڑھ کر پشت کے بل پڑے ہوئے عمران کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال لیا۔ عمران کے منہ سے ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔ لیکن اس کی آنکھیں مسلسل بند تھیں۔ بلیک زرو تیزی سے واپس مڑا اور پھر احتیاط لیکن تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ احتیاط وہ اس بات کی کر رہا تھا کہ چلتے ہوئے عمران کے جسم کو جھٹکانے لگے لیکن تیز وہ اس لئے چل رہا تھا

ہے۔ اس کا پورا جسم حرکت کر رہا تھا۔ گو حرکت کرنے سے اس کے جسم میں درد کی ہلکی تیز ہو جاتی تھیں لیکن جسم کو حرکت میں دیکھ کر اسے جو مسرت ہوئی تھی اس نے درد کی شدت کو بھی خاصا کم کر دیا تھا۔ بہر حال وہ اس جھاڑی سے نکل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے جسم کو ادھر ادھر حرکت دے کر دیکھا تو وہ پوری طرح فٹ تھا اور اب درد کی وہ تیز ہلکی بھی ختم ہو گئی تھیں۔ اس نے جھٹک کر اپنی پنڈلی کو دیکھا تو وہاں ایک چھوٹا سا زخم موجود تھا اور اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ درد کی تیز لہروں کا مرکز یہی چھوٹا سا زخم تھا۔ اب جبکہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا تو اب درد کی ہلکی خاصی کم ہو گئی تھیں وہ سمجھ گیا کہ جھاڑی کی کوئی نوک دار شاخ اس زخم میں گھسی ہوئی تھی جس کی وجہ سے درد کی تیز لہروں میں اس کے پورے جسم میں درد کر رہی تھیں اور شاید انہی درد کی لہروں کی وجہ سے ہی اسے ہوش بھی آگیا تھا اور اب جب کہ وہ جھاڑی سے نکل آیا تھا تو اب درد کی وہ پہلی جیسی شدت باقی نہ رہی تھی اسے یقیناً فارمولے کا خیال آیا تو اس نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات ابھر آئے۔ فارمولے کی تہہ شدہ قائل بند ستور اس کی جیب میں موجود تھی ورنہ اسے خطرہ تھا کہ جیب کی طرح اس قدر گہرائی میں گرتے ہوئے کہیں پھر قائل اس کی جیب سے نہ نکل گئی ہو لیکن اس بار ایسا نہ ہوا تھا۔

وہ آدمی کہاں گیا جس کی وجہ سے میں نیچے گرا تھا اور وہ کون

کونک کی آنکھیں کھلیں تو اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلے لگیں اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم اکڑ گیا ہو۔ اور پورے جسم میں خون کی بجائے درد کی لہروں دوڑ رہی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں بھی دھماکے سے دوڑ رہے تھے۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں اس حملہ آور سے ہونے والی لڑائی اور پھر اچانک پیر ایک تقریر پھسل جانے کی وجہ سے اس کے عمیق گہرائی میں گرنے کا منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ اب اسے احساس ہوا کہ وہ عمیق گہرائی میں ایک جھاڑی کے اوپر کسی لاش کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے اس نے بے اختیار آنکھیں کی کوشش کی لیکن جھاڑی کے اندر تقریباً آدھے سے زیادہ گھس جانے کی وجہ سے اس کا جسم تیزی سے حرکت نہ کر پا رہا تھا۔ اللہ ہے اسے یہ محسوس کر کے خاصا سکون ہوا تھا کہ ایک بار پھر وہ کسی انتہائی اور سخت قسم کی چوٹ سے محفوظ رہا

میں اترنے کی کوشش محبت ہوگی۔ اسے دیکھ کر کنگ کے ذہن پر نفرت کا لاوا سا بیٹنے لگا۔ وہ آدمی چند لمحوں بعد مڑا اور اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ کنگ تیزی سے اوپر چڑھنے لگا پھر اس نے گہرائی کے سرے پر جا کر جیسے ہی سر اوپر کیا اسے کچھ فاصلے پر وہ آدمی جانا دکھائی دیا اس کی پشت کنگ کی طرف تھی۔ کنگ کے پاس کوئی اسلحہ تو نہ تھا لیکن بہر حال وہاں ہتھر موجود تھے۔ اس نے ایک قدرے بڑا سا ہتھر اٹھایا اور تیزی سے اچھل کر اوپر چڑھ آیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور بڑا سا ہتھر رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتا ہوا اس آدمی کی پشت سے پوری قوت سے نکل آیا اور وہ آدمی چیختا ہوا کندھے پر لڑے ہوئے آدمی سمیت منہ کے بل نیچے جا گر۔ کنگ نے جھٹک کر دوسرا ہتھر اٹھایا ہی تھا کہ اس نے محسوس کیا کہ دونوں آدمی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ہتھر ہاتھ میں رکھا اور آگے بڑھا چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ قریب جا کر وہ اس ہتھر سے اس آدمی کا سر کھیل کر اس کا خاتمہ کر دے گا۔ چنانچہ قریب جا کر اس نے جب ایک ہاتھ سے منہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے اس آدمی کو اٹا تو اس کے چہرے پر طنز یہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس آدمی کی ناک اور چہرہ گرتے ہوئے کسی ہتھر سے ٹکرایا تھا اس لئے اس کا چہرہ خون آلود ہو رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ کنگ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہتھر ایک طرف پھینکا اور جھٹک کر ایک بڑی سی پتھر دونوں ہاتھوں میں اٹھائی۔

تھا..... کنگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سر گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اوپر کناروں پر اسے جب کوئی آدمی یا کسی آدمی کا سایہ تک نظر نہ آیا تو وہ قدم بڑھاتا ہوا ایک سائیڈ پر بڑھنے لگا جدر ایسی شکست چٹائیں تھیں کہ انہیں پکڑ پکڑ کر وہ اوپر چڑھ سکتا تھا اور پھر اس نے اوپر کی طرف چڑھائی کا آغاز کر دیا۔ پھر چھائی خاصی سخت تھی اور اسے ہاتھوں پر پھسلنے اور گرنے کا خطرہ لاحق تھا اس لئے وہ انتہائی احتیاط اور آہستگی سے قدم بہ قدم اوپر چڑھ رہا تھا۔ کافی طویل جدوجہد کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جو تھی تو گہرائی میں لیکن بہر حال کسی حد تک چوڑی اور مسطح تھی۔ وہ کچھ دیر وہاں لیٹ کر سانس برابر کرتا رہا اور پھر اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے اٹھ کر ایک پتھر کی اوٹ میں دب گیا اور پھر اس نے ایک آدمی کو نیچے گہرائی میں جھانکنے ہوئے دیکھا وہ کچھ فاصلے پر اور کافی بلندی پر تھا اور اس نے لپٹے کا ندھے پر بھی کسی بے حس و حرکت جسم کو اٹھایا ہوا تھا۔ پھر اس آدمی نے مڑ کر ادھر ادھر دیکھا تو پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا کنگ بے اختیار چونک پڑا۔ قد و قامت سے وہ اس آدمی کو پہچان گیا تھا۔ یہ وہی تھا جس نے اس کے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کر کے بیکار کر دیا تھا اور پھر اسے بھی اس عمیق گہرائی میں دھکیل دیا تھا۔ یہ تو اس کی قسمت اچھی تھی کہ وہ پہنچ گیا تھا ورنہ اس کے مرنے میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی اور شاید یہ آدمی بھی اسے چھوڑ کر اس لئے آگے چلا گیا تھا کہ وہ اسے مردہ دکھا ہو گا اور کسی مردہ آدمی کے لئے اس کے اس قدر گہرائی

تو اس کا جسم بھی تیزی سے سمٹا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس نے اس آدمی کو بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ اس آدمی نے ایک نظر مڑ کر دور پڑے ہوئے اس آدمی کی طرف دیکھا جسے وہ کاندھے پر اٹھا کر لے آیا تھا اور کنگ نے دیکھا کہ وہ آدمی دونوں کہنیوں کا سہارا لے کر اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

”یہ کنگ ہے ظاہر اس کے پاس لازماً فارمولا ہو گا۔۔۔۔۔ اس اٹھتے ہوئے آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔

”آپ ٹھیک تو ہیں عمران صاحب۔۔۔۔۔ اس آدمی نے جسے ظاہر کہا گیا تھا کہا تو کنگ کے ذہن میں دھماکا سا ہوا کہ یہ ذہنی آدمی جو اب تقریباً اٹھ کر بیٹھ چکا تھا وہ عمران تھا جس کا نام جراثیم کی دنیا کے لئے وحشت بن چکا تھا۔

”ہاں میں ٹھیک ہوں تم مری فکر نہ کرو اور کنگ سے فارمولا حاصل کرو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”تو تم ہو وہ عمران جس کا نام سن کر لوگ کانپ اٹھتے ہیں۔ نجانے یہ دنیا کس قدر بزدل ہو چکی ہے کہ وہ تم جیسے جو ہے سے ڈرنے لگ گئی ہے۔۔۔۔۔ کنگ نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ عمران کو اس حالت میں دیکھ کر اسے نجانے کیوں بے پناہ مسرت سی محسوس ہونے لگ گئی تھی۔

”میں تمہارے جسم کا قیمہ کر دوں گا۔۔۔۔۔ کنگ نے چٹان مناہتھر دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر سر کے اوپر لے جاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ چٹان مناہتھر اس بے ہوش پڑے آدمی کے سر پر مارتا۔ اچانک اس سے آگے بے ہوش پڑے ہوئے اس آدمی کی کراہ سنائی دی جسے پہلے آدمی نے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ کراہ کی آواز سننے ہی کنگ تیزی سے اس آدمی کی طرف گھوما ہی تھا کہ اچانک ایک ہتھر اڑتا ہوا اس کے سینے سے ٹکرایا اور کنگ چونک بھاری ہتھر دونوں ہاتھوں میں سر سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا اس لئے ہتھر گلتے ہی وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور ہتھر سمیت پشت کے بل نیچے گرنا چلا گیا۔ یہ تو شکر تھا کہ اس نے بھاری ہتھر کو سر سے کافی اوپر اٹھایا ہوا تھا اور نیچے گرتے ہوئے وہ ہتھر اس کے سر سے کچھ دور جا کر اورد نہ تو یہ بھاری ہتھر اس کے پسینے سر پر گرنا اور ظاہر ہے اس کا سر اور ہتھر کا قیمہ بن جاتا۔ اچانک نیچے گرتے ہوئے اس کے دونوں پیروں قوت سے اس بے ہوش آدمی کے پہلوؤں میں لگے اور وہ آدمی دونوں پیروں کی ضرب کھا کر اچھل کر ایک ڈیڑھ فٹ دور جا کر ا۔ کنگ نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے اس کا سر پوری قوت سے سخت زمین سے ٹکرایا تھا اس لئے کچھ لمحوں کے لئے اس کا ذہن جھنجھٹا سا گیا لیکن اسی لمحے کنگ کو احساس ہوا کہ جسے اس نے ہتھر مار کر کپکنے کی کوشش کی تھی اور جو اس کے گرتے ہوئے پیروں کی ضرب کھا کر اچھل کر ایک ڈیڑھ فٹ دور جا کر اٹھا وہ تیزی سے اٹھ رہا

میرے حوالے کر دو۔ طاہر نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔
 - ابھی تو تم اس عمران کو اٹھانے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگے
 طے جا رہے تھے اس وقت تو ہمیں فارمولا یاد نہیں آیا تھا اب کیسے یاد
 آگیا۔..... کنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کی زندگی ایک کروڑ فارمولوں سے زیادہ قیمتی ہے
 اس لئے میں انہیں اٹھا کر سڑک پر لے جا رہا تھا تاکہ وہاں سے کسی
 سواری کا بندوبست کر کے انہیں ہسپتال پہنچایا جاسکے لیکن اب میں
 دیکھ رہا ہوں کہ ان کی حالت ٹھیک ہو گئی ہے اب انہیں فوری کوئی
 خطرہ لاحق نہیں ہے اس لئے اب مجھے کوئی جلدی نہیں ہے اور سنو
 جہاں اساتھی تو مارا جا چکا ہے۔ اگر تم زندہ واپس اسٹاپے جانا چاہتے ہو
 تو فارمولا میرے حوالے کر دو۔ ورنہ دوسری صورت میں جہاں لاش
 کو یہاں کے گدھے ہی نوچ نوچ کر کھائیں گے۔..... طاہر نے کہا تو
 کنگ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”شریر کے جبروں سے شکار چھیننا تم جیسے گیدڑوں کا کام نہیں ہوا
 کرتا۔ ابھی چند لمحوں بعد جہاں یہ زبان ہمیشہ کے لئے بے حس
 و حرکت ہو جائے گی۔..... کنگ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

”سنو کنگ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور یہ فارمولا
 ہمارے ملک کی ملکیت ہے اس لئے جہاں سے حق میں بہتر یہی ہے کہ
 تم فارمولا ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ دوسری صورت میں تم واقعی
 مارے جاؤ گے۔ جسے تم گیدڑ کہہ رہے ہو یہ شخص سپریم فائر ہے سپریم

”یہ گہرائی میں گر گیا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر میں بھی کچھا تھا کہ
 یہ مر چکا ہے اور تجھے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی فکر تھی اس لئے
 میں اسے جھوڑ کر آپ کی طرف چلا گیا تھا لیکن یہ نہ صرف زندہ تھا بلکہ
 صحیح سلامت بھی نظر آ رہا ہے لیکن یہ کنگ انتہائی بددل آدمی ہے اس
 نے بددلوں کی طرح میری پشت پر ہتھ مارا ہے۔ میں کچھا تھا کہ اسٹاپین
 ایکشن بہادر ہو گا۔..... طاہر نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا تو
 کنگ کے جسم میں اس فقرہ سن کر جیسے آگ سی بجڑا اٹھی۔

”میں۔ میں جہاں ہی بنایاں تو ڈروں گا۔ پہلے بھی میرے پھسل جانے کی
 وجہ سے میں نیچے جا کر اٹھا ورنہ میں تم جیسے جوہوں کو تو اپنے بوٹ کے
 نیچے کچل دیا کرتا ہوں۔..... کنگ نے بے اختیار جھنجھے ہوئے لہجے میں
 کہا۔

”جھوٹ مت بولو کنگ تم نے طاہر کو اس وقت ہتھ سے کچلنے کی
 کوشش کی تھی جب یہ بے ہوش پڑا تھا۔ تجھے اچانک ہوش آگیا اور میں
 نے تمہیں ہتھ اٹھا کر طاہر کی طرف بڑھنے دیکھا تو میں نے جہاں سے سینے
 پر ہتھ مارا تھا۔ تم واقعی بددل آدمی ہو اور بددل آدمی کو زندہ رہنے کا
 کوئی حق حاصل نہیں ہے۔..... عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا وہ
 اب اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش میں مصروف تھا۔

”نہ نہ انھیں عمران صاحب اس کہنے اور بددل آدمی کے لئے میں
 اکیلا ہی کافی ہوں۔..... طاہر نے کہا اور پھر وہ کنگ کی طرف مڑ گیا۔
 ”اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو کنگ تو وہ فارمولا خاموشی سے نکال کر

سننے ہی تیزی سے بچھے بننے لگا شاید وہ عمران کی طبیعت خراب ہونے کا سن کر گھبرا گیا تھا اس کے بچھے بننے ہی کنگ نے موقع غنیمت سمجھا اور بجلی کی سی تیزی سے اس پر چھلانگ لگا دی اس کا کھلا ہوا بازو اس آدمی کے قریب پہنچنے ہی تیزی سے سمنا اور کنگ جانتا تھا کہ جیسے ہی اس کے کھڑی اتھیلی کی خوفناک ضرب اس آدمی کی گردن پر پڑے گی اس آدمی کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے گی۔ اس کا خوفناک ترین حربہ تھا جو آج تک خالی نہ گیا تھا کیونکہ مقابل اس کے جسم کو سیدھا اپنی طرف آتے دیکھ کر تیزی سے سائیڈ میں ہٹا تھا اور اس کی توجہ اس کے کھلے بازو کی بجائے اس کے جسم تک ہی محدود رہتی تھی اس طرح وہ خود بخود اس کے بازو کی ضرب کی ریخ میں آجاتا تھا اور وہی ہوا۔ ظاہر اس کے چھلانگ لگاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اس کے حملے سے بچنے کے لئے سائیڈ پر اچھلا اور عین اسی لمحے کنگ نے اپنا کھلا ہوا بازو پوری قوت سے سمیٹا لیکن دوسرے لمحے کنگ کا داغ ایک لمحے کے لئے سن سا ہو گیا۔ کیونکہ ظاہر نے سائیڈ پر ہوتے ہی ٹھٹھکا اپنا بازو کسی گرز کی طرح آگے کی طرف کیا تھا اور عین اسی لمحے کنگ کا بازو سمٹا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کنگ کا بازو پوری طرح گھوم کر اس تک پہنچتا اس کے گرز کی طرح بڑھتے ہوئے بازو کا کہ اس کی بغل میں پوری قوت سے پڑا اور کنگ کے منہ سے بے اختیار رچ نکلنے لگی اور اس کا بازو گھوم کر ضرب لگانے کی بجائے ٹھٹھکا ڈھیلہ ہو کر نیچے گرے ہی لگا تھا کہ ظاہر کا گھومتا ہوا دوسرا بازو پوری قوت سے اس کی کھنٹی کے قریب آیا اور اسے یوں

فائر..... عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار ہنس پڑا لیکن پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک دور سے ہماری قدموں کی دوڑتی ہوئی آوازیں سنائی دینے لگیں کنگ بے اختیار اس طرف کو مڑا لیکن دوسرے لمحے اسے بے اختیار اچھل کر ایک طرف ہٹنا پڑا کیونکہ ظاہر نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ گو کنگ نے اس کے جسم کو اپنی طرف جھپٹنے کا احساس ہوتے ہی تیزی سے ایک طرف چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن اس آدمی کا جسم بھی بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں بی مڑ گیا اور دوسرے لمحے کنگ کے پہلو میں ایک خوفناک ضرب لگی اور کنگ اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے جا گر۔ وہ آدمی ضرب لگا کر تیزی سے چروں کے بل گھوما وہ شاید اچھل کر اس کے پہلو میں خوفناک ضرب لگانا چاہتا تھا لیکن کنگ اب سنبھل گیا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے پہلے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے اس کی ٹانگیں نیم دائرے کی صورت میں بجلی کی سی تیزی سے گھومیں اور ظاہر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اچھل کر پہلو کے بل نیچے جا گر۔ کنگ اس کے گرتے ہی اپنی قلم بازی کھا کر کھڑا ہوا تھا کہ اسی لمحے ظاہر بھی کسی چھلاوے کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک بار پھر آٹنے سٹنے کھڑے تھے۔

ظاہر یہ تماشے کا وقت نہیں ہے میری حالت ٹھیک نہیں ہے..... بچھے سے عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کنگ نے دیکھا کہ وہ آدمی ظاہر بجائے اس پر حملہ کرنے کے عمران کی بات

محسوس ہوا کہ بغل میں لگنے والے مکے کے ساتھ ہی اس کی کھنٹی پر
 بھر پور مکہ پڑا تھا۔ حالانکہ قدرتی طور پر ان دونوں ضربوں میں بہر حال
 کچھ وقفہ تھا لیکن یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوا تھا کہ اس کے
 ذہن اور جسم کو دونوں دھماکے بیک وقت محسوس ہوئے تھے اور اس
 کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی گئی تھی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے
 گرنے ہی لگا تھا کہ طاہر نے ٹیگٹ دونوں ہاتھوں میں اس کے بھاری
 جسم کو یوں اٹھالیا جیسے وہ رڈکا بنا ہوا پہلا ہو۔ اور دوسرے لمحے ایک
 اور دھماکہ ہوا اور یہ دھماکہ کنگ کے جسم کا زمین سے ٹکرانے سے
 ہوا تھا اور کنگ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں
 بیک وقت ٹوٹ گئی ہوں۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی
 لیکن اس کے سینے پر ٹیگٹ خوفناک ضرب لگی اور اس کے ساتھ ہی اس
 کا ذہن تاریکی میں جیسے ڈوبنا چلا گیا۔ آخری احساس جو اس کے ذہن میں
 ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ یہ شخص واقعی سپریم فائر ہے۔ اس کی تیزی پھرتی
 اور بھر پور خوفناک اور جی تلخی ضربیں کنگ جیسے آدمی کے لئے بھی خوفناک
 ثابت ہوتی تھیں اور کنگ اس کے مقابل اس طرح مار کھا گیا تھا جیسے
 وہ اچھائی اناڑی آدمی ہو حالانکہ کنگ کو اپنے متعلق ہمیشہ یہ زعم رہا تھا
 کہ مارشل آرٹ میں اس کا مقابلہ پوری دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا
 لیکن آج ذہن تاریک ہونے سے پہلے اس کے ذہن میں آخری احساس
 یہی ہوا تھا کہ وہ اس آدمی طاہر کے مقابل واقعی اناڑی ہے اور اس کے
 ساتھ ہی اس کے تمام احساسات فنا کے گھاٹ اترتے چلے گئے۔

طاہر جب عمران کو کاندھے پر اٹھا کر چلا گیا تو ٹائیگر نے اٹھ کر
 کھڑے ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ اس کے ساتھ ہی توصیف
 نے بھی اٹھنے کی کوشش کی اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہمارا
 لے کر آخر کار اٹھ کر کھڑے ہو گئے اٹھ کر کھڑا ہونے میں توصیف کے
 پیٹ پر شدید کھچاؤ سا پڑا اور اسے ایک لمحے کے لئے تو یہی محسوس ہوا
 جیسے اس کی روح کی تاریں کھچ گئی ہوں اور دماغ پر سیاہ چمکاؤ سی بار
 بار جھپٹنے لگی لیکن پھر اس نے ہونٹ بھیج کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی
 کوشش کی اور چند لمحوں بعد وہ لمبے لمبے سانس لیتا ہوا سیدھا کھڑا ہو
 جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن ٹائیگر نے دونوں ہاتھ اس کے کاندھوں
 پر رکھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ سا ہو رہا تھا۔
 "مم میری ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے شاید..... ٹائیگر کے منہ
 سے نکلا اور وہ واپس نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ توصیف نے اس کا بازو پکڑ

کر اسے کھڑا رکھنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دونوں ہی نیچے جا گرے اور ان دونوں کے منہ سے کراہیں سی نکل گئیں۔

”تم۔ تم اگر سڑک تک جا سکتے ہو تو چلے جاؤ توصیف میری فکر مت کرو۔“ ٹائیگر نے کہا تو توصیف جو لیٹا ہوا جسم میں اٹھنے والی درد کی تیز بہروں کو دبانے کے لئے تیزی سے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں ٹائیگر۔ میرے پیٹ میں زخم ہیں تو تمہاری ٹانگیں زخمی ہیں اس لئے ہم میں سے کوئی بھی اکیلا چل کر سڑک تک نہیں پہنچ سکتا ہمیں ایک دوسرے کو سہارا دے کر سڑک تک پہنچنا پڑے گا۔ انھو ہمت کرو میں بھی اٹھتا ہوں۔“ توصیف نے کہا اور ایک بار پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار اس کے جسم میں درد کے ساتھ ساتھ مسرت کی بہریں بھی دوڑنے لگیں کیونکہ اس بار وہ چپٹے کی نسبت زیادہ آسانی سے نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال بھی لیا تھا۔ اب اسے پیٹ کی اسٹین چپٹے کی نسبت کافی کم محسوس ہوئی تھی اور ذہن پر بھی دباؤ چپٹے سے کم تھا۔

”انھو ٹائیگر اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔“ توصیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ذرا سا جسم نیچے جھکا یا اور اٹھتے ہوئے ٹائیگر کا بازو پکڑ کر اسے اٹھنے میں مدد دی۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو

گیا۔ گو اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور ہجرے پر تکلیف کے تاثرات موجود تھے لیکن بہر حال تاثرات چپٹے کی نسبت کافی حد تک کم تھے۔ ٹائیگر دائیں ٹانگ کے سہارے کھڑا تھا جب کہ اس کی بائیں ٹانگ ڈھیلی سی ہو رہی تھی۔

”اس ٹانگ پر دباؤ ڈال کر دیکھو ہو سکتا ہے بڑی نہ ٹوٹی ہو اور زخموں کی وجہ سے تمہیں ایسا محسوس ہو رہا ہو۔“ توصیف نے اسے مزید سہارا دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے آہستہ آہستہ بائیں ٹانگ پر زور دینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی ٹانگ سیدھی ہو چکی تھی۔ گو ٹائیگر کے ہجرے پر مزید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے اور اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے پسینے سے بھبھک گیا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی تھی۔

”یہ۔ یہ واقعی نہیں ٹوٹی۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس ٹانگ پر زخم زیادہ ہیں اس لئے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔“ ٹائیگر نے تکلیف کی شدت کے باوجود مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلنے کی کوشش کرو میرا سہارا لے کر چلو۔“ توصیف نے کہا۔

”تم۔ تم خود بھی تو زخمی ہو۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں اب میں اپنے آپ کو کنٹرول کر چکا ہوں۔ ظاہر صاحب نے زخم صاف کر کے پیسٹج کر دی ہے۔ اس لئے اب صرف درد اور خون بہہ جانے کی وجہ سے کمزوری ہے۔ خطرے والی کوئی بات نہیں۔“ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے آہستہ آہستہ چلنے کی

بچے تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ ان کے سامنے ایک عجیب سا منظر تھا۔ ایک طرف عمران دونوں کہینوں کے بل اٹھ کر بیٹھا ہوا تھا جب کہ ایک لطیف خیم آدمی اور طاہر ایک دوسرے کے مقابل پہلو انوں کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ اس لطیف خیم آدمی کو دیکھتے ہی وہ دونوں کچھ گئے کہ یہی اسٹالین ایکٹنگ کنگ ہے۔

طاہر یہ تناظر کا وقت نہیں ہے میری حالت ٹھیک نہیں ہے..... اسی لمحے عمران صاحب کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی جیسے طاہر جو کنگ کے بالکل قریب سامنے کھڑا تھا تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا اور پھر توصیف اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ طاہر کے پیچھے ہٹتے ہی کنگ نے اچھائی ماہرانہ انداز میں اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس کا ایک بازو نکلا ہوا تھا اور ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ کنگ کے اس خوفناک داؤ کو سمجھ گیا تھا اور اسے یقین تھا کہ پلک جھپکنے میں طاہر اس داؤ میں پھنس کر اگر ہلاک نہیں ہوگا تو بہر حال بے ہوش ضرور ہو جائے گا لیکن دوسرے لمحے وہ سانس لینا بھول گیا کیونکہ طاہر کا رد عمل اچھائی حیرت انگیز تھا۔ اس نے کنگ کے سامنے ہونے بازو کو روکنے کے لئے اچھائی حیرت انگیز طور پر اس کی بغل میں مکہ مارا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا بازو بھی اٹھا تھا اور کنگ کی کہنی پر بھی اس کا بھرپور مکہ پڑا تھا اور کنگ جھٹکا ہوا اچھل کر پہلو کے بل پیچھے گرنے ہی لگا تھا کہ طاہر کے دونوں بازو اور زیادہ تیزی سے حرکت میں آئے اور لطیف خیم ہماری بھر کم کنگ اس

ٹھٹھکی کی۔ پہلے پہل تو وہ لڑکھایا اور اس کے منہ سے کراہیں سی نکلیں لیکن توصیف نے اسے سہارا دے رکھا تھا اور پھر تھوڑی دور تک ٹائیگر بھی اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ چلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

خدا کا شکر ہے ہڈیاں سلامت ہیں صرف زخم ہیں۔ آؤ اب چلیں..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ایک دوسرے کا سہارا لئے اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر طاہر عمران کو لے کر گیا تھا۔ تھوڑی دور تک چلنے کے بعد ان کے جسم قدرے گرم ہو گئے تو تکلیف کا احساس پہلے کی نسبت بے حد کم ہو گیا اور اب وہ پہلے کی نسبت زیادہ آسانی سے چل رہے تھے اور ان کے چلنے کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد اچانک انہیں دور سے کسی ایسے دھماکے کی آواز سنائی دی جیسے کوئی انسان گر اہو۔ "ادھر کون ہو سکتا ہے کہیں طاہر صاحب نہ ہوں....." توصیف نے کہا۔

"اوہ جلدی چلو۔ میری چھٹی حس خطرے کا الارم تو کیا سائرن بجانے لگ گئی ہے....." ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ چلنے کی بجائے آہستہ آہستہ دوڑنے لگے چونکہ وہ دونوں ہی زخمی تھے اس لئے ان کے قدم عام انداز میں زمین پر پڑنے کی بجائے اس طرح پڑ رہے تھے کہ دم دم کی ہلکی ہلکی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں لیکن وہ پہلے کی نسبت کہیں زیادہ رفتار سے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر جب وہ ایک جہان پر چڑھ کر اوپر

کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے پشت کے بل زمین پر گر۔
کنگ نے نیچے گر کر اپنے جسم کو اٹھنے کے لئے مسینے کی کوشش کی ہی
تھی کہ طاہر کی لات گھومی اور کنگ کا منہ ہوا جسم سینے پر اچھائی زور
دار ضرب کھا کر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر
اور توصیف دونوں کے لئے اس قدر پھرتی، تیزی، مہرور ضربیں اور
اجہائی ماہرانہ واؤ ایک نئی بات تھی۔

”یہ۔ یہ طاہر صاحب عمران صاحب کی ڈینو کالی ہیں ان کے لڑنے
کا انداز بھی بالکل عمران صاحب جیسا ہی ہے۔۔۔۔۔ توصیف کے منہ
سے بے اختیار نکلا اور اسی لمحے طاہر ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم۔ تم دونوں تو زخمی ہو یہاں تک پہنچ گئے ہو خدا کا شکر ہے مجھے
تم دونوں کی بے حد فکر تھی۔۔۔۔۔ طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے کمال کر دیا طاہر صاحب آپ تو واقعی حیرت انگیز لڑاکا
ہیں۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باتیں بعد میں کرنا پہلے اس کنگ کی تلاش کرو۔۔۔۔۔ عمران کی آواز
سنائی دی تو طاہر تیزی سے مڑا اور پھر زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے
کنگ کی طرف بڑھ گیا جب کہ ٹائیگر اور توصیف تیزی سے عمران کی
طرف بڑھنے لگے۔

”شکر ہے خدا کا آپ کی حالت پہلے سے کہیں زیادہ بہتر نظر آرہی
ہے۔۔۔۔۔ ان دونوں نے کہا۔

”تم سے پہلے میں خدا کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ تم دونوں زندہ ہو

درد جس طرح تم مجھے نظر آئے تھے میں بھی سمجھا تھا کہ تم دونوں
اکٹھے ہی جنت میں پہنچ گئے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”آپ کے بغیر جنت میں جانے کا کیا مزہ۔۔۔۔۔ توصیف نے کہا اور
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب فارمولا موجود ہے۔۔۔۔۔ اسی لمحے طاہر نے مڑتے
ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بھنی ہوئی سی فائل تھی۔

”مجھے دکھاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا تو طاہر نے
آگے بڑھ کر فائل اس کی طرف بڑھادی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فائل
اس کے ہاتھ سے لے لی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ اس کے ہجرے
پر مسرت کے تاثرات ابھرائے۔ وہ تیزی سے فائل دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد اس نے فائل بند کر دی۔

”ٹھیک ہے یہ واقعی اس قدر قیمتی فارمولا ہے کہ اس کے لئے زخمی
ہونے پر مجھے کوئی افسوس نہیں ہے لیکن یہ ہیلی کاپٹر کس کا تھا۔ کیا
کنگ ہیلی کاپٹر پر آیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے فائل بند کر کے اسے تہہ کر
کے اپنی جیب میں ڈالنے ہوئے کہا۔

”وہ ہیلی کاپٹر شاگل کا تھا۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے جواب دیا تو عمران
بے اختیار اچھل پڑا۔

”شاگل کا۔ کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
”وہ تو ہلاک ہو چکا ہے اس کنگ نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔۔۔۔۔

بلیک زرو نے جواب دیا تو عمران کے ہجرے پر لکھتے اجہائی افسوس

کے تاثرات امیر آئے۔

"اوہ اوہ۔ کیا واقعی۔ کہاں ہے اس کی لاش..... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اٹھتے ہوئے وہ ہری طرح لڑکھوایا تو طاہر نے بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سنبھال لیا۔

"آپ کی حالت تو بے حد غراب تھی اور آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں مجھے تو آپ کے اس طرح اچانک پوری طرح ہوشیار ہو جانے پر بھی حیرت ہے....." بلیک زرو نے کہا۔

"مجھے مجبوراً اس وقت ہوش میں آنا پڑ گیا جب تم نے میرا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے۔ میں نے کب انکار کیا ہے....." طاہر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ انکار ہی تھا کہ سر سے نیچے پھینک دیا تھا....." عمران نے لپٹے جسم کا توازن سنبھالتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میری پشت پر اس کنگ نے ہتھ مارا تھا اور چونکہ ایسا اچانک ہوا تھا کہ اس لئے میں خود بھی آپ کے ساتھ نیچے گر آ تھا....." بلیک زرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہر حال تم نے تو مجبوراً ایسا کیا ہو گا لیکن قدرت کو میری مجبوری اور معذوری پسند نہیں آتی کہ میں مردہ بدست زندہ کی طرح کسی کے کاندھے پر اٹھا پھر تاروں سے چٹانچے نیچے گرتے ہی میرے ذہن پر جو دھند سی چھائی ہوئی تھی وہ تیزی سے سمٹی چلی گئی اور میری حالت ٹھیک

ہوتی چلی گئی....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے تو مجھے کہا تھا کہ میں قاتل بند کروں کیونکہ آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے....." طاہر نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا کیونکہ عمران نے اسے ایسا کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

"اس وقت تک دماغ پر سے دھند چھٹی تھی لیکن دل کی حالت خاصی دگرگوں تھی لیکن طاہر ہے جب شاگرد کو کوئی کارنامہ دکھائے تو استاد کا دل تو خوشی سے پھوٹا ہی ہے۔ چٹانچہ جس ماہر انداز اور خوبصورت انداز میں تم نے کنگ کو بے بس کیا ہے اسے دیکھ کر سکڑا ہوا دل بھی بھول گیا اور معاملہ درست ہو گیا....." عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چلنے کے لئے قدم بڑھائے وہ لڑکھوایا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ چلنے لگ گیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی زردی اب خاصی کم ہو چکی تھی۔

"عمران صاحب اس کنگ کے بارے میں آپ نے کوئی حکم نہیں دیا....." اچانک خاموش کھڑے توصیف نے کہا۔

"تو کیا تم شاہ مدار بننا چاہتے ہو....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب اس محاورے سے ہے کہ مرے کو مارے شاہ مدار۔ لیکن یہ ابھی مرا تو نہیں صرف بے ہوش ہی ہے اور کسی بھی وقت ہوش میں بھی آ سکتا ہے....." توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرپریم فائزر کے ہاتھ لگے ہوئے ہیں اس لئے اس کی بے ہوشی بھی

”اگر تم اسے اٹھا سکتے ہو تو اٹھا لو۔“ عمران نے کہا۔
 ”اوہ نہیں اس حالت میں اس جیسے دیو قامت کو کیسے اٹھایا جاسکتا ہے۔“ توصیف نے کہا۔

”اس کی جیب مل جائے پھر اس کا بھی بندوبست کر لیں گے۔“ عمران نے کہا اور توصیف نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ سب تیزی سے طاہر کے پیچھے چلنے لگے جو ان سے کافی آگے جا کر گہرائی میں اتر گیا تھا۔
 ”عمران صاحب عمران صاحب شاگل زندہ ہے ابھی۔“ اچانک دور سے بلیک زبرد کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ گڈ نیوز۔ شاگل زندہ ہے۔“ عمران نے اس طرح مسرت بھر سے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے دشمن کی بجائے اپنے ساتھی کی زندگی کی نوید ملی ہو اور ٹائیگر اور توصیف دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ شاگل کے زندہ ہونے کی خبر سن کر عمران اور زیادہ تیزی سے چلنے لگا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے اپنا زخمی ہوتا ہی بھول گیا ہو اور اس کے جسم میں ہلکت کر نٹ سا دوڑ گیا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کھائی میں پہنچ گئے جہاں شاگل پشت کے بل پڑا ہوا تھا۔ اس کی حالت بھی عمران اور توصیف جیسی تھی۔ اس کا ایک بازو اور کاندھے سے نیچے کا حصہ زخمی تھا۔ گولیاں اس کے جسم میں سے کراس کر گئی تھیں اور اس کے جسم سے خون بہہ بہہ کر وہاں تالاب سا بنا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد تھا اور سانس رک رک کر آ رہا

مرنے کے ہی برابر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو طاہر بے اختیار ہنس پڑا۔

”واقعی طاہر صاحب بے حد ماہر ہیں مارشل آرٹ ہیں۔“ توصیف نے کہا۔

”بے حد تو نہیں ہوں بس عمران صاحب نے چند واؤ سکھا دیئے ہیں۔“ بلیک زبرد نے بڑے انکسار انہ لہجے میں کہا۔

”اب واپس جانے کا کیا پروگرام ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”اب آپ ٹھیک ہیں۔“ توصیف اور ٹائیگر بھی ٹھیک ہو چکے ہیں اب ہم آسانی سے سڑک تک پہنچ سکتے ہیں اور وہاں سے ہمیں کوئی نہ کوئی سواری مل جائے گی۔“ بلیک زبرد نے کہا۔

”یہ کنگ بھی تو جیب پر آیا تھا اس کی جیب کہاں ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ واقعی یقیناً وہ جہیں کہیں قریب ہی موجود ہوگی میں دیکھتا ہوں۔“ طاہر نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھنے لگا بعد ازاں اس کے خیال کے مطابق سڑک قریب سے گھومتی تھی کیونکہ طاہر ہے جیب سڑک کے راستے ہی ادرہ پہنچی ہوگی اور کنگ کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ جیب کہیں قریب ہی ہوگی۔

”غیر وہم سب ساتھ چلتے ہیں۔“ عمران نے طاہر سے کہا۔
 ”اس کنگ کو ہمیں چھوڑ جائیں۔“ توصیف نے ایک بار پھر بے ہوش پڑے ہوئے کنگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تھا۔ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کی تنفس دیکھی۔

”یہ بچ جانے گا اگر اسے پانی پلا دیا جائے۔ جلدی کرو طاہر پانی لے آؤ جلدی کرو“..... عمران نے طاہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن عمران صاحب یہاں سے چشمہ تو کافی دور ہے اور پانی لے آنے کے لئے کوئی چیز بہر نہیں ہے“..... طاہر نے کہا۔

”تو پھر اسے اٹھاؤ اور وہاں لے چلو جلدی کرو۔ ابھی اس کے بچ جانے کے چانس ہیں لیکن اگر اسے فوری طور پر پانی نہ ملتا تو یہ ہلاک ہو جائے گا“..... عمران نے کہا اور طاہر نے جلدی سے آگے بڑھ کر شاگل کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں چشمہ تھا۔

”عمران صاحب شاگل تو ہمارا انگ سے بھی زیادہ بڑا دشمن ہے۔ اگر اس کی جگہ ہم ہوتے اور ہماری جگہ یہ ہوتا تو یہ ہمیں گولی مارنا زیادہ بہتر سمجھتا“..... توصیف نے کہا۔ وہ سب طاہر کے پیچھے چھنے کی طرف ہی بڑے چلے جا رہے تھے۔

”مجھے افسوس ہے توصیف کہ تم نے یہ بات کر کے اپنا وزن میری نظروں میں کم کر دیا ہے۔ یہ اس وقت شدید زخمی ہے اور مرنے والا ہے۔ تمہارا کیا مطلب ہے کہ ہم انسانیت کی سطح سے بھی گر جائیں۔

دشمنی اور لڑائی اصولوں کی ہوتی ہے انسانیت سے نہیں ہوا کرتی“..... عمران نے اجماعی سر دھجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو توصیف کے بہرے پر شکست خوردگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”میں شرمندہ ہوں عمران صاحب آپ واقعی عظیم انسان ہیں۔“ توصیف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”انسان عظیم اپنے خیالات، کردار اور انسانیت دوستی سے ہوتا ہے“..... عمران نے اسی طرح سر دھجے میں کہا اور توصیف نے بے اختیار سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چھٹے کے کنارے پر پہنچ گئے۔ طاہر نے شاگل کو چھٹے کے کنارے پر لٹا دیا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پیلا سا بنایا اور اس میں پانی بھر لیا جب کہ عمران نے شاگل کے قریب بیٹھ کر اس کے جبڑے بھیچ کر اس کا منہ کھولا اور طاہر نے شاگل کے منہ میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔

”اب پانی اس کے منہ اور جسم پر ڈالو“..... عمران نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا تو طاہر نے دونوں ہاتھوں سے پانی بھر کر شاگل کے چہرے پر اور زخموں پر تیزی سے ڈالنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد شاگل کی پلکیں کھلنے لگیں تو عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”پانی واقعی قدرت کا انمول تحفہ ہے جو کام یہ کر جاتا ہے وہ جڑے سے بڑا ٹانک بھی نہیں دکھا سکتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے طاہر مسلسل پانی ڈالتا رہا اور چند لمحوں بعد شاگل نے کرپٹے لئے آنکھیں کھول دیں۔

”اب اسے پانی پلاؤ اب یہ پانی پئے گا“..... عمران نے کہا اور ایک پھر اس کے جبڑے بھیچ کر اس کا منہ کھول دیا اور طاہر نے چلوں

"بس کافی ہے اب یہ ہماری کیٹنگی میں آگیا ہے۔" عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ چند لمحوں بعد ہی شاگل کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوئی اور اس نے اٹھنے کے لئے بے اختیار جسم کو سمیٹنا شروع کر دیا۔

"اسے اٹھا کر بیٹھا دو۔" عمران نے کہا تو طاہر اور توصیف نے جگے جگہ کر شاگل کو سہارا دیا اور اسے اٹھا کر بیٹھا دیا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا جائے تو یہ زیادہ جلدی اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر لے گا۔" طاہر نے کہا۔

"عمران۔ کہاں ہے عمران۔" شاگل نے بری طرح چوکتے چوئے کہا۔

"نہیں ابھی نہیں کچھ دیر یہ بیٹھ جائے پھر اٹھانا ورنہ یہ کھڑا نہ ہو سکے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو شاگل کی نظریں عمران پر اس طرح جم گئیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

"تم۔ تم۔ عمران۔ تم کہاں کہاں۔ اوہ اوہ۔ یہ۔ یہ۔" جہاڑے ماحقی ہیں مگر۔ مگر میں تو اس کنگ کو تلاش کرنے آیا تھا۔" شاگل نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاڑا نشاۃ واقعی قابلِ داد ہے کہ میرا ایل تم نے کنگ کی چیپ سہارا دو وہ لگا آکر ہماری چیپ پر۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے خود ہی اٹھنے کی کوشش کی تو پھر نے جھک کر اس کا بازو پکڑا اور اسے اٹھنے میں مدد دینی شروع کر

میں پانی بھر بھر کر اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔ اس بار واقعی شاگل اس طرح پانی پینے لگا جیسے پیسا ساؤنٹ پانی پیتا ہے۔

"بس اتنا کافی ہے اب یہ فوری خطرے سے باہر آگیا ہے۔" عمران نے کہا اور ہاتھ ہٹا کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ طاہر بھی ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ شاگل لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور منہ سے مسلسل کراہیں نکل رہی تھیں لیکن وہ پوری طرح ہوش میں نہ آیا تھا کیونکہ کافی خون بہہ جانے کی وجہ سے اس کی حالت خاصی ابتر ہو رہی تھی یہ تو شاید اس کی زندگی باقی تھی کہ وہ اوندھے منہ زمین پر پڑا تھا اس لئے اس کے زخموں پر کچھ مٹی لگ گئی تھی اور ان کے کنارے دب جانے کی وجہ سے زیادہ خون نہ نکلا تھا ورنہ تو وہ نجائے کسب کا مر چکا ہوتا۔ عمران نے اس کی ٹیبل پکڑ رکھی تھی لیکن جب کچھ ورنیک شاگل اسی کیفیت میں رہا تو عمران نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر مخصوص انداز میں اس نے اس کے دل کی مالش شروع کر دی۔ اس مالش کا اثر واقعی تیزی سے ہوا اور شاگل اس ٹیم بے ہوشی کی حالت سے نکل کر پوری طرح ہوش میں آنے لگ گیا۔

"خون کی کمی کی وجہ سے دل پوری طرح کام نہیں کر پا رہا۔ اسے اور پانی پلاؤ۔" عمران نے کہا تو طاہر نے ایک بار پھر چلوڑی میں پانی بھر کر شاگل کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا جب کہ عمران مسلسل مالش کرنے میں مصروف تھا اور شاگل کے چہرے کی حالت تیزی سے نارمل ہوتی جا رہی تھی۔

اس لئے اب یہ کافرستان کی ملکیت ہے..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جو وضاحت میں نے کر دی ہے وہ کافی ہے اور تم اب نہ صرف ہوش میں آچکے ہو بلکہ اپنے قدموں پر بھی کھڑے ہو اس لئے اب ہمیں تعزیر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب تم جانو، کنگ جانے اور فارمولا جانے۔ آؤ سمجھو..... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ طاہر، توصیف اور نائیک بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

”خبردار اگر تم آگے بڑھے میرے ہاتھ میں مشین پشمل موجود ہے اور اس میں میگزین بھی ہے..... شاگل کی جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے مڑے اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ہونٹ بھنج گئے کیونکہ واقعی شاگل کے ہاتھ میں مشین پشمل موجود تھا اسے اب اپنی حماقت پر افسوس ہو رہا تھا کہ اسے شاگل کی حالت کے پیش نظر اس کی تلاشی لینے کا بھی خیال نہ آیا تھا۔

”مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم نے میری زندگی بچائی ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ صرف اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ تم فارمولا ہمیں دیکھو اور زندہ واپس چلے جاؤ اور اس زندگی کو میری طرف سے انعام سمجھنا..... شاگل نے خراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ہمت سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے بے اختیار ایک غویل سانس لیا اور پھر جیب سے فارمولے والی فائل نکالی اور اسے ایک طرف موجود دھرم پور رکھ دیا۔

دی۔ تو۔ تو وہ جہادی جیب تھی جسے میں نے کنگ کی جیب سمجھ کر میزائل سے ہٹ کیا تھا لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ پاکیشیا کے دو ملزئی محنت اس فائل کے پیچھے ہیں۔ جہاد تو ذکر بھی نہ تھا ورنہ میں کچھ اور سوچتا..... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا وہ اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن چونکہ اس کا جسم لاکھڑا رہا تھا اس لئے طاہر نے اسے سہارا دے رکھا تھا۔

”پھر ظاہر ہے تم نے میزائل کی بجائے جیب پر ایم بم مارنا تھا۔ بہر حال جہاد کنگ وہاں بے ہوش پڑا ہوا ہے اور میں نے اسے اس لئے گولی نہ ماری تھی کہ تم اسے گرفتار کر کے کم از کم حکومت اسٹاپ سے اپنے ہیملی کاہنر کے نقصان کا معاوضہ تو طلب کر سکو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن۔ لیکن تم نے اسے کیوں چھوڑ دیا۔ اودہ اودہ میں سمجھ گیا تو تم نے اس سے فارمولا حاصل کر لیا ہو گا۔ سنو عمران وہ فارمولا حکومت کافرستان کی ملکیت ہے..... شاگل نے ہونٹ بھنجتے ہوئے کہا۔

”سوری شاگل فارمولا ڈاکٹریوس کی دریافت ہے اور ڈاکٹریوس پاکیشیائی تھا اور اس نے اس فارمولے پر تمام ریسرچ پاکیشیائیوں کے ہے اور پاکیشیا نے اس ریسرچ کے اخراجات ادا کیے ہیں۔“ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹریوس نے یہ فارمولا حکومت کافرستان کو فروخت کر دیا تھا

سے چھٹکلی اور اس نے بے اختیار دوسرے ہاتھ سے اپنا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس میں اس نے مشین پستل پکڑا ہوا تھا۔ عمران نے فارمولا بتھریر رکھتے ہوئے ہتھر کے ساتھ نیچے پڑا ہوا ایک جھونسا ہتھر مٹھی میں دبایا تھا اور یہ اسی ہتھر کا کارنامہ تھا کہ وہ عمران کے بازو گھومتے ہی شاگل کے اس ہاتھ پر پوری قوت سے لگا تھا جس میں اس نے مشین پستل تھام رکھا تھا۔

”خردار میرے پاس مشین گن ہے۔ فارمولا کوئی نہ اٹھائے۔ ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹ جاؤ۔“ اچانک ایک طرف سے کنگ کی چھٹی ہوئی آواز سنائی دی اور شاگل سمیت عمران اور اس کے ساتھیوں کی گردنیں تیزی سے اس طرف کو مڑ گئیں اور پھر انہوں نے ایک مشین گن کی نال ایک چٹان کے پیچھے سے نکلی ہوئی دیکھی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بے اختیار اپنے ہاتھ سر پر رکھ لئے۔ اس کے ایسا کرتے ہی طاہر اور دوسرے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی جب کہ شاگل حیرت بھرے انداز میں اس طرف دیکھتا کھڑا رہا۔

”تم بھی ہاتھ اٹھا لو شاگل ورنہ۔“ کنگ نے دوبارہ چھٹے ہوئے کہا تو شاگل نے بھی بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لئے۔ اس کے ساتھ ہی کنگ اس چٹان کی اوٹ سے نکل کر باہر آگیا۔ اس کے ہجرے پر کامیابی کی مسرت موجود تھی۔

”فارمولا کی اصل فائل کہاں ہے عمران۔“ یہ تم نے ہتھر رجو کچھ رکھا ہے یہ اصل فائل نہیں ہے۔“ کنگ نے عمران کی طرف

”میں اپنے ساتھیوں کی زندگی اس فارمولا سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں اس لئے میں نے فارمولا دے دیا ہے کیونکہ مجھے تمہاری کیسنگی کا علم ہے کہ تم نے بہر حال فائر کھول دینا تھا۔“ عمران نے سپاٹ لگے میں کہا۔

”جیسے تم کیسنگی کہہ رہے ہو اسے میں حب الوطنی کہتا ہوں اور میں تمہاری طرح احمق بھی نہیں ہوں کہ دشمنوں کا علاج کرتا پھروں۔ میرے پاس دشمنوں کے لئے موت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔“ شاگل نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے ابھی وعدہ کیا ہے کہ تم ہمیں زندہ جانے دو گے۔“ عمران نے کہا۔

”وہ تو میں نے فارمولا نکلوانے کے لئے کیا تھا اور ایسے وعدے نبھانے میں دن میں کتنے کرتا رہتا ہوں۔ میں اس فارمولا کے ساتھ ساتھ جب تمہاری لاش حکام کے سامنے رکھوں گا تو انہیں بھی صحیح معنوں میں احساس ہو گا کہ شاگل میں کتنی صلاحیتیں ہیں۔“ شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”تم نے چیک کر لیا ہے کہ اس میں میگزین ہے۔ دعویٰ کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ آدمی چیکنگ کر لے۔“ اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل نے بخلی کی سی تیزی سے ہاتھ اٹھا کر پستل کے نچلے حصے میں لگے ہوئے میگزین باکس کو دیکھنا چاہا سی لہجے عمران کا ہاتھ بخلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی شاگل کے حلق

دیکھتے ہوئے کہا۔

”اودہ تو تم نے اسے پہچان لیا حالانکہ شاگل تو اسے نہیں پہچان سکا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاگل نے تو اسے دیکھا بھی نہ ہو گا اس لئے وہ کیسے پہچان سکتا ہے۔ کہاں ہے اصل فائل نکالو اسے۔“ کنگ نے غراتے ہوئے کہا۔

”جہارے پاس مشین گن ہے اور ہم سب چلتے ہیں۔ تم ہم پر فائر کھول دو تو ہم ہلاک ہو جائیں گے پھر تم اطمینان سے ہم سے فائل حاصل کر کے یہاں سے نکل جانا مسٹر کنگ۔“ عمران نے کہا۔

”اگر پتھر پڑی ہوئی فائل اصل ہوتی تو میں واقعی ایسا ہی کرتا کہ تم پر اچانک گولیوں کی بارش کر دیتا لیکن اس فائل کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا کہ تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے اور اسی لئے تم اور جہارے ساتھی زندہ کھڑے ہیں کہ مجھے اصل فائل چاہئے۔ اگر میں نے تمہیں ہلاک کر دیا اور فائل جہارے پاس سے نہ نکلی تو پھر میں اسے کہاں تلاش کروں گا اس لئے تمہیں خود وہ فائل میرے حوالے کرنی ہوگی۔ اگر جہارے پاس موجود ہے تو اسے باہر نکالو اور اگر تم نے اسے کہیں چھپا رکھا ہے تو پھر تم نے اسے وہاں سے اٹھا کر میرے حوالے کرنا ہے۔“ کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

”میری حالت غراب ہے میں اس طرح سر بہاتھ رکھ کر نہیں چل سکتا ورنہ میں لڑکھڑاکر گر پڑوں گا۔“ شاگل نے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا۔

”ہاں جہار لہجہ بتا رہا ہے کہ جہازی حالت واقعی ٹھیک نہیں ہے چلو ہاتھ نیچے کر لو اور چلو ورنہ میں فائر کھول دوں گا۔“ کنگ نے کہا۔

”شکریہ۔“ شاگل نے کہا اور دونوں ہاتھ نیچے کر کے وہ عمران کی طرف چلے ہی لگا تھا کہ دوسرے لمحے لڑکھڑاتا ہوا آگے کی طرف جھکا اور پھر سیدھا ہوا کر بیچے کی طرف جھکا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے

کیا تم مجھے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی اجازت دو گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم نے پہلے مجھ سے دھوکہ کرنے کی کوشش کیوں کی تھی۔ کہاں ہے وہ اصل قاتل..... شاگل نے ہونٹ بچاتے ہوئے کہا۔
 - تو جہار کیا خیال تھا کہ میں تمہیں اصل قاتل دے کر خاموشی سے چلا جاؤں گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 - نکالو اصل قاتل درندہ..... شاگل نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

- یہ پڑی ہے اصل قاتل اٹھالو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

- نہیں یہ اصل قاتل نہیں ہے اب مجھے خیال آیا ہے کہ تم جیسا خاطر آدمی اتنی آسانی سے کیسے قاتل نکال کر رکھ سکتا ہے۔ کہاں ہے اصل قاتل جلدی نکالو..... شاگل نے غصے سے چبھتے ہوئے کہا۔
 - ایک شرط پر دے سکتا ہوں..... عمران نے بھی ہلکتے آہستہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

- میں کوئی شرط نہیں مان سکتا۔ قاتل نکالو..... شاگل نے پھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

- تم بے شک ہمیں گولی مار دو اس کے بعد ہماری نکاشی لے لینا لیکن یہ سوچ لینا کہ اگر ہم مر گئے تو قیامت تک تمہیں قاتل نہیں مل سکے گی۔ جب کہ میری شرط پڑی معمولی سی ہے اور میرا وعدہ کہ تمہیں قاتل بہر حال مل جائے گی..... عمران نے کہا۔

- کیا شرط ہے..... شاگل نے ہونٹ بچھپتے ہوئے کہا۔

کی بے حد کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ جھٹکا ہوا دھرم سے پشت کے بل نیچے زمین پر جا گر۔

- اٹھو جلدی کرو اٹھو..... کنگ نے ہونٹ بچھپتے ہوئے کہا اور شاگل نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر رہی تھی جب کہ ظاہر، توصیف اور ٹائیکر تینوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ شاگل کی حالت اس قدر بھی خراب نہ تھی کہ وہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔ شاگل کراہتا ہوا اٹھنے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر ان کا سہارا لیا اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے جیسے لٹو گھومتا ہے اس طرح اس کا جسم گھوما اور اس کے ساتھ ہی مشین پشلی کی جوتھاہٹ کے ساتھ ہی کنگ کی چیخ سنائی دی اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی۔ شاگل مسلسل اس پر فائرنگ کیے چلا جا رہا تھا اور اس نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ اٹھائی جب تک کنگ کا پھونکا ہوا جسم ساکت نہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

- ویل ڈن شاگل تم تو زبردست اداکار ہو۔ تمہیں تو بانی وڈی فلموں میں کام کرنا چاہیے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

- میں جہار اشارہ سمجھ گیا تھا لیکن چونکہ مشین پشلی بچے پڑا ہوا تھا اس لئے مجھے پشت کے بل گر کر چوٹ کھانی پڑی لیکن اب تم بتاؤ کہ

چھپادی تاکہ اگر وہابی میں فوج ہمیں پکڑ لے تو وہ یہ فائل لے کر مطمئن ہو جائے اور پھر بعد میں اطمینان سے کسی بھی آدمی کو بھیج کر ہم یہاں سے اصل فائل حاصل کر لیں گے لیکن فرق یہ پڑ گیا کہ چونکہ میں نے پہلے فائل نہ دیکھی تھی اس لئے اصل اور نقل کے فائل کو رکے رنگ میں فرق تھا جس کی وجہ سے کنگ نے فوراً پہچان لیا کہ یہ اصل فائل نہیں ہے ورنہ تو تم بھی یہ فائل حاصل کر کے مطمئن ہو جاتے اور کنگ بھی "..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو پھر تم نے میرے ہاتھ پر ہتھ مار کر مجھے بے بس کیوں کر دیا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جیسی اصل فائل ہے "..... شاگل نے واقعی ذہانت بھرا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں نے یقین دلانے کے لئے سب کچھ کیا تھا۔ ورنہ اگر مجھے جہادی موت منظور ہوتی تو تم ہوش میں ہی نہ آتے جہادی حالت اس قدر خراب تھی کہ اگر ہم جہیں وہاں سے اٹھا کر کہاں نہ لے آتے اور جہارے زخموں پر پانی نہ ڈالتے اور جہیں پانی نہ پلاتے۔ جہارے سینے کی مخصوص انداز میں مائل نہ کرتے تو اب تک جہادی روح ان پہاڑی علاقوں میں سیر کرتی نظر آتی "..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم نے میری زندگی بچا کر مجھ پر احسان کیا ہے لیکن یہ جہار اپنا نقطہ نظر ہے میرا اپنا نقطہ نظر ہے میں دشمنوں کو مارنے کا قائل ہوں بچانے کا نہیں "..... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بڑی معمولی سی شرط ہے۔ ہم تینوں زخمی ہیں۔ ہمارا کسی اچھے سے ہسپتال میں علاج کرواؤ۔ جب ہم ٹھیک ہو جائیں تو ہمیں ایئر بورٹ پر سی آف کرنے ساتھ جانا۔ وہیں ایئر بورٹ پر جہیں فائل مل جائے گی۔ میرا وعدہ اور جہیں معلوم ہے کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں بہر حال اسے پورا کرتا ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ میں بعد میں آکر کافرستان سے وہ فائل لے جاؤں لیکن اس وقت وعدہ پورا کروں گا "..... عمران نے کہا۔

"وہ فائل کہاں ہے یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم زخمی ہونے کی وجہ سے یہاں سے باہر نہیں گئے۔ پھر وہ فائل لازماً جہارے پاس ہی ہوگی "..... شاگل نے کہا۔

"میں کنگ کی طرح احمق نہیں ہوں کہ فائل جیسوں میں رکھے پھروں۔ مجھے معلوم تھا کہ کنگ یہاں سے فائل حاصل کرنے آئے گا اور لامحالہ ملزئی وٹیلنی جنس بھی اس کے پیچھے آئے گی۔ جہارے متعلق تو میرے ذہن میں بھی نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے تم سکریٹ پر نہ تھے جہادی آمد تو اچانک ہی تھی۔ بہر حال میں وہاں سے انتظامات کر کے چلا تھا۔ یہ فائل میں نے خود تیار کی اور اسے میں اپنے ساتھ لے آیا۔ اصل فائل کنگ سے حاصل کر کے میں نے کہاں چھپادی ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ وسیع بھی ہے اور درختوں اور تھانوں سے بھرا ہوا بھی ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی فائل تو ایک طرف ہاتھی بھی اگر چھپا دیا جائے تو کسی کو قیامت تک نہیں مل سکتا۔ سناچہ میں نے اصل فائل

کہا۔

"کوئی بات نہیں ہیلی کا پڑ میں ٹرانسمیٹر موجود ہے میں اس سے کال کر کے دوسرا ہیلی کا پڑ منگوا لوں گا۔" شاگل نے کہا تو عمران نے اشیات میں سر ملادیا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے واپس مڑتے ہی اس کے ساتھی بھی واپس مڑے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ شاگل بھی ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا اور پھر اس نے پتھر پڑی ہوئی فائل اٹھا کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"عمران صاحب یہ فائل..... طاہر نے کچھ کہنا چاہا۔

"خاموش رہو۔ شاگل کے کان لمبے ہیں سارا ڈرامے کا ابھی ڈراپ سین ہو جائے گا۔" عمران نے خشک لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو طاہر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں شاگل کا ہیلی کا پڑ موجود تھا۔ تم چاروں ادھر بھٹان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور یہ بات سن لو کہ اگر تم میں سے کسی نے بھی کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں بے دریغ گولی مار دوں گا پھر تجھے پرواہ نہیں رہے گی کہ اصل فائل ملتی ہے یا نہیں۔" شاگل نے خراستے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو شاگل ہماری حالت ابھی اس قابل نہیں ہے کہ ہم غلط تو ایک طرف درست حرکت بھی کر سکیں۔ اب تک ہم جس طرح چل پھر رہے ہیں یہ سب تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہماری جگہ کوئی دوسرا آدمی ہو تا تو اب تک دس بار فرشتوں کو

"ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا جہادی زندگی ہم نے اپنے مفاد کے لئے بھائی قحی کہ تاکہ تمہیں یہ جعلی فائل دے کر نکل جائیں اس طرح تم بھی مطمئن ہو جاتے اور حکومت کافرستان بھی۔ یہ تو سائنس دانوں کو اس وقت اس کے جعلی ہونے کا پتہ چلتا جب لیبارٹری میں کام ہوتا اور اس میں طاہر ہے طویل عرصہ لگ جاتا اور یہی ہمارا مقصد تھا۔ ورنہ جہادی اور کنگ کی لاش ملنے کے بعد طاہر ہے کافرستان کے ایجنٹ پاکیشیا پر چڑھ دوڑتے اور فائل کے لئے ایک اور طویل جنگ شروع ہو جاتی۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہو نہ ہو تم نے اس لئے میری جان بچائی ہے یہی تو میں سوچ رہا تھا کہ تم جیسا دشمن اور میری جان بچانے ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے چلو مجھے جہادی شرط منظور ہے لیکن یہ فائل بھی میں اپنے پاس رکھوں گا۔ طاہر ہے یہ جعلی فائل ہے یہ تو جہاد سے کسی کام کی نہیں ہے۔" شاگل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بڑی خوشی سے اپنے پاس رکھو بلکہ اگر ہو تو ایسی دس بارہ اور فائلیں بھی میں تیار کر کے تمہیں دے سکتا ہوں۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو واپس ہیلی کا پڑ کی طرف میں جہاد اعلان کر اؤں گا اور تم اپنا وعدہ پورا کرنا۔" شاگل نے کہا۔

"جہاد اہیلی کا پڑ ناکارہ ہو چکا ہے۔ کنگ اسے لے کر جا رہا تھا کہ میرے ساتھی نے فائرنگ کر کے اس کا پتکھا توڑ دیا۔" عمران نے

مضین پٹل پکڑے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا تھا۔
 "بیٹھے جاؤ لیکن کوئی غلط حرکت نہ کرنا"..... شاگل نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ درست حرکت کی اجازت ہے"..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑے مطمئن انداز
 میں آہستہ پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گیا جب کہ اس کے ساتھی کھڑے رہے
 لیکن انہوں نے اپنا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر لیا تھا۔ شاگل بڑے چوکنے
 انداز میں بیٹھا ہوا تھا چونکہ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا اس لئے ظاہر ہے
 اس کے ساتھی بھی خاموش تھے۔ عمران کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا
 جیسے وہ آیا ہی اس انداز میں بیٹھنے کے لئے ہو جب کہ وہ یہ سوچ رہا تھا
 کہ شاگل نے چار مسلح افراد بھی طلب کیے ہیں ان کے آنے کے بعد ہو
 سکتا ہے کہ وہ عمران کے علاوہ باقی ساتھیوں کو گولی مار دے اس لئے
 وہ خاصا بے چین ہو رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد آسمان پر ہیلی کاپٹر
 کی گونج سنائی دی تو شاگل تیزی سے اٹھ کر ہیلی کاپٹر سے باہر نکلا اور
 کھڑکی سے سر نکال کر اوپر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے آہستہ پالتی مارے بیٹھے
 ہوئے عمران کا بازو حرکت میں آیا اور ایک بڑا سا ہتھیار ہیلی کی سی تیزی
 سے اڑتا ہوا شاگل کے سر سے ٹکرا یا اور شاگل جیچتا ہوا اچھل کر ہیلی
 کاپٹر سے باہر آگرا۔ اسی لمحے ظاہر ہیلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس
 نے شاگل کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والا مشین پٹل اٹھا
 لیا۔ شاگل نیچے گرنے کے بعد بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ ہتھیار کی

حساب کتاب دے چکا ہوتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 چٹان کی طرف منہ کر لیا اس کے چٹان کی طرف منہ کرتے ہی ظاہر،
 توصیف اور ٹائیکر نے بھی چٹان کی طرف رخ پھریا تھا۔ عمران نے
 جتنے لمحے بعد قہقہے سی گردن موڑ کر دیکھا تو شاگل ہیلی کاپٹر میں سوار ہو
 چکا تھا لیکن ظاہر ہے ایک تو وہ ان کی نسبت اونچی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اس
 لئے وہ تینوں اسے صاف نظر آ رہے تھے اور دوسرا بہر حال اس کے پاس
 مشین پٹل موجود تھا اور اگر چاروں کو نہ ہی تو بہر حال ایک آدھ کو
 تو وہ نشانہ بنا ہی لیتا اور عمران ظاہر ہے اس معاملے میں کسی قسم کا
 رسک لینے کا قائل نہ تھا۔

"ہیلو ہیلو شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس
 اور..... چند لمحوں بعد شاگل کی تجلجلی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ
 مسلسل کال دے رہا تھا۔

"ہیلو راجندر میرا ہیلی کاپٹر ناکارہ ہو چکا ہے تم ایسا کرو کہ فوری
 طور پر تامل پھاریوں پر دوسرا ہیلی کاپٹر بھجواؤ۔ براہیلی کاپٹر بھجوانا اور چار
 مسلح افراد کو بھی ساتھ بھجوا دینا جلدی کرو اور..... شاگل کی آواز
 ایک بار پھر سنائی دی۔

"جلدی بھیجئے اور اینڈ آف"..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس کی آواز آہستہ بند ہو گئی۔

"ہماری حالت ٹھیک نہیں ہے شاگل اگر تم اجازت دو تو ہم بیٹھے
 جائیں..... عمران نے مڑ کر شاگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جواب

غرب کے ساتھ ساتھ بلندی سے اس طرح سخت ہتھیلی زمین پر گرنے سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا اور عمران اس طرح اٹھ کر کپڑے بچھانے لگا جیسے وہاں زمین پر بیٹھ کر تھیر دیکھتے ہیں اور تھیر کا آخری سین ختم ہونے پر وہ اٹھ کر کپڑے بچھاتے ہیں اور پھر اپنے اپنے گھروں کو چل پڑتے ہیں۔

"اسے اٹھا کر کسی چٹان کے پیچھے ڈال دو اور پھر تم سب ادھر ادھر چٹانوں کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ میں ہیلی کا پڑ کے اندر رہوں گا تاکہ ٹرانسمیٹر کال کا جواب دے سکوں۔" عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ آہستہ آہستہ اوپر ہیلی کا پڑ پر چڑھ گیا۔ طاہر نے شاگل کو اٹھا کر ایک بری چٹان کے پیچھے اس طرح ٹاڈا دیا کہ وہ نہ ہی اوپر سے نظر آئے اور نہ دور سے اور پھر وہ دوسرے ساتھیوں سمیت چٹانوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ اب عمران اکیلا اس ناکارہ ہیلی کا پڑ میں موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور عمران نے بن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو راجندر کالنگ فرام ہیلی کا پڑ زرو زرو ون اور۔" ایک آواز سنائی دی۔

"یہ شاگل انڈنگ یو اور۔" عمران نے شاگل کے لہجے میں کہا۔

"باس آپ کا ہیلی کا پڑ ہم نے چیک کر لیا ہے لیکن اس کے قریب ہیلی کا پڑ اتارنے کی کوئی جگہ نہیں ہے مجھے دور ہیلی کا پڑ اتارنا پڑے گا اور باس آپ کے ہیلی کا پڑ کے ساتھ ہی چند افراد بھی حرکت کرتے

ہوئے نظر آئے تھے جواب نظر نہیں آرہے اور۔" راجندر نے کہا تو عمران مسکرایا۔

"ہیلی کا پڑ سامنے گھائی میں اتار دو۔ میرے ساتھ میرے آدمی ہی ہو سکتے ہیں نائنس اور۔" عمران نے شاگل کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نیں باس اور۔" راجندر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کا پڑ گھائی میں اتار کر تم چار مسلح افراد کے ساتھ اوپر میرے ہیلی کا پڑ پر آؤ گے۔ میں اور میرے چار ساتھی شدید زخمی ہیں تم لوگ ہمیں اٹھا کر ہیلی کا پڑ میں لے جاؤ گے اور۔" عمران نے کہا۔

"نیں باس اور۔" راجندر نے جلدی سے کہا۔

"جلدی کرو اور اینڈ آل۔" عمران نے چپچپے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی بس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"طاہر ہیلی کا پڑ نیچے گھائی میں اتارے گا اور اس میں موجود افراد اوپر آئیں گے اور تم نے اس وقت ان پر فائر کھونا ہے جب سب باہر آئیں اور مارے جا سکیں۔" عمران نے اونچی آواز میں ہیلی کا پڑ کے سر سے ہی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔" طاہر کی آواز سنائی دی۔

"مشین پشل کامیگزین چیک کر لینا۔" عمران نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے۔" بلیک زرو نے جواب دیتے ہوئے

کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بڑا ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر موجود گھاتی میں لڑتا چلا گیا۔ عمران سائیکل پر ہو گیا تھا تاکہ اسے ہیلی کاپٹر میں سوار افراد نیچے جاتے ہوئے نہ دیکھ سکیں۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نیچے گہرائی میں جا کر عمران کی نظروں سے غائب ہو گیا تو عمران دوسری طرف سے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترنے لگا اور پھر جیسے ہی وہ نیچے اترتا۔ کچھ دیر بعد اسے مشین پستل کی فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آواز سنائی دی اور عمران گھاتی کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔

”پانچ افراد تھے عمران صاحب پانچوں ختم ہو گئے ہیں.....“ بلبلک زہر نے ایک بھتان کی اوٹ سے نکل کر عمران کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پہلے تو شاگل کی جیب سے وہ فائل نکالو اور مجھے اس کے بعد شاگل کو اٹھاؤ اور نیچے لے چلو.....“ عمران نے کہا اسی لمحے تو صیف اور ٹائیگر بھی مختلف چٹانوں کی اونٹوں سے نکل کر ان کے قریب پہنچ گئے اور طاہر نے اشبات میں سر ہلادیا اور پھر مڑ کر اس بھتان کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچھے اس نے شاگل کو لٹایا تھا۔

شاگل کی آنکھیں کھلیں تو ابتدائی چند لمحوں تک تو اس کا ذہن ماؤف سا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند چھٹتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا جب ہیلی کاپٹر کی گونج سن کر اس نے کھڑکی سے نکل کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اس کے سر پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی اور اسے محسوس ہوا کہ وہ بلندی سے سر کے بل نیچے گر رہا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی سی چھا گئی تھی۔

”اوہ اوہ تو وہ..... وہ عمران نے پھر کوئی جکر چلا دیا.....“ شاگل نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کا جسم حرکت نہ کر رہا تھا اس لئے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ وہ ہسپتال کے بیڈ پر پڑا ہوا ہے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نرس اندر داخل ہوئی۔

-تب کو ہوش آگیا سر۔ مبارک ہو سر ہم تو آپ کی طویل بے ہوشی کی وجہ سے جلد پریشان ہو رہے تھے سر میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کرتی ہوں سر..... نرس نے قریب آکر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ میرا جسم حرکت کیوں نہیں کر رہا۔ کیا ہوا ہے مجھے۔" شاگل نے اس کی ساری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے متوحش سے لہجے میں کہا۔

"آپ کے جسم کو ڈاکٹر صاحب نے پلنگ سے کپ کیا ہوا ہے تاکہ آپ کے حرکت کرنے سے زخم خراب نہ ہو جائیں سر۔ میں ڈاکٹر صاحب کو بلا لاتی ہوں سر..... نرس نے تیزی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل کچھ کہتا وہ تیزی سے مڑی اور دوڑتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ شاگل نے بے اختیار ہونٹ جھنجھٹے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا ڈاکٹر اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر شاگل نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا کیونکہ نرس کے جاتے ہی اسے اچانک خیال آیا تھا کہ کہیں وہ کافرستان کی بجائے پاکیشیا کے کسی ہسپتال میں موجود نہ ہو کیونکہ اس عمران سے بعید نہ تھا کہ وہ اسے اس بے ہوشی کے عالم میں اغوا کر کے پاکیشیا لے آیا ہو لیکن اس بوڑھے ڈاکٹر کو دیکھتے ہی اس نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ ڈاکٹر نرائن تھا انیسر سپیشل ہسپتال کا انچارج۔

"ہیلو جیف شاگل مبارک ہو کہ آپ کو ہوش آگیا۔" ڈاکٹر

نرائن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"شکر یہ ڈاکٹر لیکن آپ سب سے پہلے تو میرے جسم کو اس کپنگ سے آزاد کرائیں اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے بتائیں کہ مجھے یہاں کون چھوڑ گیا ہے اور مجھے کتنے عرصے بعد ہوش آیا ہے۔" شاگل نے کہا۔

"آپ کو تین روز کی طویل بے ہوشی کے بعد ہوش آیا ہے ہم تو انتہائی پریشان ہو گئے تھے کیونکہ آپ کے تمام ٹیسٹ نارمل تھے لیکن آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ ہم نے آپ کے دماغ کی سلیکنگ بھی کی لیکن کوئی وجہ سامنے نہ آئی۔ سب کچھ اوکے تھا اسی لئے تو ہم پریشان تھے اور ہی آپ کے یہاں پہنچنے کی بات تو آپ کا کوئی ایجنٹ تھا پر ہم داس وہ آپ کو کہاں پہنچا گیا تھا..... ڈاکٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ کپنگ بھی کھولنا رہا۔ جب سب کپنگ کھل گئی تو شاگل نے اٹھنے کی کوشش کی۔

"لیٹے رہیے لیٹے رہیے آپ کو ابھی ہوش آیا ہے ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی گورڈ ہو جائے۔" ڈاکٹر نے پریشان ہو کر کہا۔

"اب کوئی گورڈ نہیں ہوگی ڈاکٹر صاحب مجھے یقین ہے کہ اس شیطان نے کوئی ایسی گورڈ کی ہوگی کہ مجھے جلد ہوش نہ آ سکے۔" شاگل نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"شیطان نے گورڈ کیا مطلب..... ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا وہ اب ایسی نظروں سے شاگل کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اس کی ذہنی صحت پر شک پڑ گیا ہو۔

”شاگل بول رہا ہوں راجندر سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ شاگل نے
ٹھکانہ لے میں کہا۔

”اوه اوه باس آپ کو ہوش آگیا مبارک ہو باس۔۔۔۔۔ دوسری
طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کیا گیا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرونا سنسن جہارا کیا خیال تھا کہ مجھے
ہوش ہی نہ آسکتا تھا۔۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس راجندر صاحب تو ہلاک ہو چکے ہیں آپ سہناریہ سے بات کر
لیں جناب وہ آپ کو تفصیل بتا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا
گیا اور شاگل نے بے اختیار ہونٹ ہنسنے لگا۔

”سہناریہ بول رہا ہوں باس آپ کو ہوش آگیا باس مبارک ہو ہم
نسب بے حد پریشان تھے۔۔۔۔۔ سہناریہ نے بھی مسرت بھرے لہجے میں
لیا۔

”یہ راجندر کیسے ہلاک ہوا ہے۔۔۔۔۔ شاگل نے اس کی بات کو نظر
بھڑا کرتے ہوئے تیر لہجے میں کہا۔

”باس آپ کی ٹرانسمیٹر کال آنے پر راجندر چار مسلح افراد کو ساتھ
لے کر زبرد و زور وں پہلی کاپڑ کے ذریعے تاسیر پہاڑیوں پر گیا تھا پھر اس
نے واپسی نہ ہوئی جب کہ ٹرانسمیٹر کال آئی جو پاکیشیانی ایجنٹ علی
میران کی طرف سے تھی۔ اس نے کہا کہ آپ بے ہوشی کے عالم میں
تاجن پارک کے قریب پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو وہاں سے اٹھا کر
ہسپتال پہنچا دیا جائے اور کال آف ہو گئی۔ میں نے پہلے زبرد و زور وں

”ہاں آپ اسے نہیں جانتے ہیں۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا اور
کھڑا ہو گیا۔

”سیر الباس کہاں ہے۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔
”تو آپ کہاں سے جانا چاہتے ہیں فوری۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا۔

”جی ہاں اب میں ٹھیک ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔۔ شاگل نے
کہا۔

”اوکے میں آپ کا لباس پہیں بھجوا رہا ہوں لیکن وہ تو خاصا پھٹا ہوا
اور خراب ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا۔

”کوئی بات نہیں میں جا کر بدل لوں گا اور ہاں ساتھ ہی فون بھی
بھجوا دیں اور جلدی یہ سب کچھ کریں۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا اور واپس بیڈ
پر بیٹھ گیا اور ڈاکٹر سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا ترس بھی اس کے ساتھ ہی
واپس چلی گئی۔

”تو وہ فائل لے گیا۔ میں اس کی روح سے بھی فائل نکھالوں
گا۔۔۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد ایک ملازم اندر

داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں لباس کا پیکیٹ تھا جب کہ دوسرے
ہاتھ میں کارڈ لیس فون تھا۔

”یہ پیکیٹ کہاں رکھ دو۔۔۔۔۔ شاگل نے اس کے ہاتھ سے فون لیتے
ہوئے کہا اور ملازم نے پیکیٹ بیڈ پر رکھا اور واپس چلا گیا۔ شاگل نے

تیزی سے فون کے بین پر پس کرنے شروع کر دیے۔
”نہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر کی ذاتی کار میں وہ ہیڈ کو آرٹر پہنچ گیا۔ ہیڈ کو آرٹر پہنچنے
پی وہ سب سے پہلے اپنے مخصوص حصے میں آیا جہاں اس نے دوسرا
لباس پہنا اور پھر آفس میں اگر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون کارسیور
اٹھایا۔

”ہیں؟..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی
دی۔“

”سرحدی ملزنی فورس کے کمانڈر سے میری بات کراؤ۔“ شاگل
نے ہونٹ چھینچھینچے ہوئے کہا اور کارسیور کرپڈل پر پٹ دیا۔ تھوڑی دیر بعد
فون کی گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر کارسیور اٹھایا۔

”ہیں؟..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔“

”کمانڈر لعل دیو صاحب سے بات کریں۔“ دوسری طرف سے
اس کے سیکرٹری کی موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔“ چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

”شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔“ شاگل
نے اہتجائی سخت لہجے میں کہا۔

”ہیں سر کمانڈر لعل دیو بول رہا ہوں سرفرطیے۔“ کمانڈر کا بوجھ
اس بار پہلے کی نسبت بے حد نرم تھا۔

”تین روز پہلے سیکرٹ سروس کے زرو زرو دون سپیشل ہیلی کاپٹر
نے سرحد کر اس کی ہوگی اور پاکیشیا گیا ہوگا اسے کیوں نہیں روکا گیا۔“
شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

کی مخصوص فریکوئنسی پر کال کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو سکا پھر
میں نے آپ کی ذاتی فریکوئنسی پر کال کی لیکن پھر بھی رابطہ نہ ہو سکا تو
میں پردیپ سمیت کارلے کر ساجن پارک پہنچا تو وہاں واقعی آپ بے
ہوشی کے عالم میں موجود تھے۔ ہم نے آپ کو ہسپتال پہنچایا۔ اس کے
بعد ہم تائمر پہاڑیوں پر گئے تو وہاں ایک گھائی میں راجندر اور ان
چاروں آدمیوں کی لاشیں موجود تھیں جو اس کے ساتھ گئے تھے۔ اس
کے علاوہ وہاں آپ کا مخصوص ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا جو ناکارہ ہو چکا
تھا۔ وہاں ان افراد کی لاشیں بھی مل گئیں جو آپ کے ساتھ گئے تھے۔
اس کے علاوہ وہاں ایک انگریزی کی لاش بھی پڑی ملی جس پر میں نے
فوج کو کال کیا اور وہاں سے ساری لاشیں اٹھوائیں۔ فوج کے
انجینیئروں نے آپ کا ہیلی کاپٹر بھی ٹھیک کر دیا۔ آپ کو ہوش نہ آ رہا
تھا۔ پرائم منسٹر صاحب اور صدر صاحب کی کالیں آئیں اور میں نے
انہیں بھی حالات بتا دیئے۔“ سہناریہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”اس زرو زرو دون ہیلی کاپٹر کا کیا ہوا؟“ شاگل نے پوچھا۔

”معلوم نہیں جناب اس کا تو پتہ نہیں چل سکا۔“ سہناریہ نے
جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔“ شاگل نے کہا اور فون آف کر کے
اس نے پیٹھ کھولا اس میں سے لباس نکالا وہ واقعی خاصا چھٹا اور خراب
ہو رہا تھا لیکن ظاہر ہے وہ ہسپتال کا لباس جہن کر تو باہر نہ جاسکتا تھا
اس لئے اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

معلوم کر سکوں کہ جہادی صحت یابی کا جشن کب منایا جاسکتا ہے تو انہوں نے بتایا کہ تم کچھ درجہ بڑے ہوش میں آئے اور ہوش میں آتے ہی تم ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے ہو..... دوسری طرف سے عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

”تم نے بد عہدی کی ہے عمران۔ تم کہتے ہو گھٹیا آدمی ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم وعدے کے پکے ہو..... شاگل نے غصے سے جھٹتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اتنی اونچی آواز میں مت بولو۔ مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹروں نے ہمیں طاقت کے انجنشن لگائے ہوں گے لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ تمام توانائی تم بولنے پر ہی خرچ کر دو ویسے جہادی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بد عہدی میں نے نہیں کی تم نے کی تھی کیونکہ تم نے ہیلی کاپٹر کے ساتھ چار مسلح افراد بھی طلب کر لئے تھے۔ حالانکہ ہمیں چاہئے تھا کہ تم مسلح افراد کی بجائے ڈاکٹر اور میڈیکل باکس منگواتے لیکن جہادے مسلح افراد کے طلب کرنے کا مطلب یہی تھا کہ تم اکیلے ہونے کی وجہ سے ہم پر فائر کھولنے کی ہمت نہ کر رہے تھے اس لئے تم چلتے تھے کہ مسلح افراد آجائیں تو تم ہم پر فائر کھول دو اس لئے اب تم خود ہی فیصلہ کر سکتے ہو کہ وعدہ خلافی کس نے کی ہے اور کہنے اور گھٹیا کون ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں تم پر کیسے فائر کھول سکتا تھا۔ میں نے تو تم سے اصل فائل حاصل کرنی تھی..... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سیکٹ سرورس کے ہیلی کاپٹر نے۔ نہیں سر۔ ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی اور یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ کوئی کافرستانی ہیلی کاپٹر بغیر اجازت سرحد کو اس کر سکے..... کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کو یقین ہے کہ جو بات آپ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے..... شاگل نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”میں سرورڈائن کی رپورٹنگ میرے پاس آتی ہے..... کمانڈر نے جواب دیا۔

”اوکے..... شاگل نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا اور ریسور کریڈل پر رکھ دیا۔

”پھر یہ ہیلی کاپٹر کہاں گیا..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”میں..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ کی کال ہے جناب..... دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پرنس آف ڈھمپ کا نام عمران استعمال کرتا ہے۔

”بات کر او..... شاگل نے کہا۔

”میلو چیف آف کافرستان سیکٹ سرورس جناب چھاگل۔ ادہ سوری

دہری سوری۔ دراصل زخمی ہو جانے کی وجہ سے زبان میں اتنی طاقت ہی نہیں رہی کہ جہاد نام لے سکے۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں میں نے پہلے اسپتال فون کیا تھا تاکہ

”میں جہادی رگ رگ سے واقف ہوں شاگل مجھے معلوم ہے کہ تم نے مسلح افراد میرے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے منگوائے تھے اور یہ بات اپنے پلے باندھ لو آئندہ بھی شاید تمہیں یہ کام دے جائے کہ میں اپنے کسی ساتھی کی موت تو ایک طرف اس کے جسم پر زخم بھی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے مجبوراً مجھے جہادے آدمیوں کا خاتمہ کرنا پڑا۔ اس کے باوجود میں نے وعدہ خلافی نہیں کی تمہیں پارک کے قریب اتار دیا اور باقاعدہ جہادے ہیڈ کوارٹر کال کر کے انہیں وہاں جہادی موجودگی کی اطلاع دی تاکہ تمہیں ہسپتال پہنچایا جاسکے اور پھر ہسپتال میں بھی مسلسل فون کر کے میں جہادی خیریت معلوم کرتا رہا۔“..... عمران نے جواب دیا تو شاگل کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔ اس نے واقعی اسی نیت سے ہی مسلح افراد منگوائے تھے کہ عمران کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے وہ عمران کو مجبور کر دیتا اور فائل حاصل کرنے کے بعد عمران کو بھی گولیوں سے اڑا دیتا جب کہ اس کے جواب میں عمران نے پہلے بھی اس کی جان بچائی اور اب بھی اسے ہسپتال پہنچا کر اس کی جان بچائی تھی۔

”لیکن تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم فائل پاکیشا جانے سے پہلے میرے حوالے کرو گے اور اب تم میرے منگے کے ہیلی کاپٹر پر بغیر فائل دیئے پاکیشا چلے گئے ہو پھر بھی کہہ رہے ہو کہ تم نے وعدہ خلافی نہیں کی۔“..... شاگل نے کہا۔

”جہاد اہلی کا پڑ کافرستان میں ہی موجود ہے۔ اب تم مجھے بھی اپنی طرح کا عقل مند سمجھتے ہو کہ میں سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر پر سرحد پار کرتا اور سرحدی فوج ہمیں میزائل مار کر اڑا دیتی یا گرفتار کر لیتی۔“ جہاد اہلی کا پڑ انہی پہاڑیوں میں ایک گھانی کے اندر موجود ہے۔ تم اسے آسانی سے تلاش کر سکتے ہو۔ جہاں تک فائل کا تعلق ہے وہ بھی میں نے ہیلی کاپٹر کے اندر رکھ دی تھی وہ اب بھی وہیں پڑی ہوگی۔“..... عمران نے جواب دیا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ تم نے وہاں اصل فائل ہی رکھی تھی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تم اس قدر جدوجہد کے بعد مشن مکمل کرو اور فائل میرے حوالے کر دو نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔“..... شاگل نے کہا۔

”واقعی بظاہر ناممکن ہے لیکن اب یہ ممکن ہو گیا ہے کیونکہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور میں وعدہ بہر حال پورا کرتا ہوں اس لئے کہ ہمیں ہمارے دین کا حکم ہے کہ یا تو وعدہ نہ کرو اور اگر وعدہ کر لو تو اسے بہر حال پورا کرو۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”کہاں ہے ہیلی کاپٹر تفصیل بتاؤ میں ابھی وہاں جاتا ہوں پھر مجھے معلوم ہوگا کہ تم سچ کہہ رہے ہو یا نہیں۔“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”جس جگہ جہاد اناکارہ ہیلی کاپٹر موجود تھا اس سے شمال کی طرف تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک انتہائی گہری گھاٹی ہے۔ ہیلی کاپٹر

وہاں موجود ہے۔ میری طرف سے ہیلی کاپڑ اور فارمولے کی اصل فائل اپنی صحت یابی کی خوشی میں بطور تحفہ قبول کر لو۔ گڈ بائی..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاگل نے جلدی سے کریڈل پر دو تین ہاتھ مارے۔

”یس سر..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔“

”چھوٹا سنگل سیٹ ہیلی کاپڑ تیار کرو اور جلدی کرو میں نے ابھی اور اسی وقت تائمر کی پہاڑیوں میں جانا ہے جلدی کرو اور مجھے اطلاع دو..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران اصل فائل دے دے۔ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ چھوٹے ہیلی کاپڑ سوار ہو کر اس جگہ پہنچا جہاں کاپڑ عمران نے دیا تھا تو وہاں واقعی زبرد و زردون ہیلی کاپڑ موجود تھا۔

”یہ تو ہمارا زبرد و زردون ہیلی کاپڑ ہے جناب.....“ پائلٹ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں نے اسے یہاں چھپا دیا تھا کہ دشمن ہینٹنوں کے ہاتھ نہ لگ سکے..... شاگل نے فخرانہ لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی پائلٹ نے چھوٹا ہیلی کاپڑ اس بڑے ہیلی کاپڑ کے قریب اتار شاگل تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا اس بڑے ہیلی کاپڑ کی طرف بڑھ گیا۔ بڑے ہیلی کاپڑ پر چڑھتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں کیونکہ

سامنے ہی سیٹ پر فائل پڑی ہوئی تھی۔ جس پر ایک کاغذ کلمہ کیا گیا تھا۔ شاگل نے غصہ سے فائل اٹھائی کاغذ پر ایک سطر لکھی ہوئی تھی۔

”چیف آف سیکرٹ سروس کی خدمت میں ایک پر خلوص تحفہ منجانب علی عمران..... شاگل نے جلدی سے فائل کھولی اور اسے دیکھنے لگا۔ فائل میں دس ٹائپ شدہ کاغذ تھے اس نے اس کا فائل کور چیک کیا۔ یہ جھپٹے سے مختلف تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ عمران نے اسے وہی جعلی فائل دے دی ہو اور جب وہ یہ فائل حکومت کے حوالے کرے تو اسے شرمندہ ہونا پڑے اس لئے اس نے اس کا فائل کور چیک کیا تھا اس کے ساتھ ساتھ اسے یاد تھا کہ جھپٹے والی فائل کا ایک صفحہ بھی لپٹا ہوا تھا لیکن اس فائل کے تمام صفحات درست تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ واقعی دوسری فائل تھی۔ اس نے فائل کو تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر ہیلی کاپڑ سے نیچے اتر کر وہ واپس اسی چھوٹے ہیلی کاپڑ سوار ہو گیا۔

”جلو واپس..... شاگل نے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپڑ فضا میں بلند ہو کر واپس دارالحکومت کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”تم نے دیکھ لیا کہ زبرد و زردون ہیلی کاپڑ کہاں کھڑا ہے۔ اب تم مجھے ہیڈ کوارٹر پہنچا کر دوسرے پائلٹ کو ساتھ لو گے اور یہ ہیلی کاپڑ یہاں سے ہیڈ کوارٹر واپس پہنچاؤ گے..... شاگل نے پائلٹ سے کہا۔

”یس سر“..... پائلٹ نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد شاگل واپس ہینڈ کوائرنگ کی گئی۔ اپنے دفتر میں پہنچے ہی اس نے جیب سے فائل نکال کر میز پر رکھی اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پر پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”پریذیڈنٹ ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس صدر صاحب سے بات کراؤ۔ فوری ات از ایمر جیسی“..... شاگل نے حکیمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر ہو لڈان کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد صدر کی باوقار آواز سنائی دی۔

”سر میں شاگل بول رہا ہوں“..... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”صحت یابی مبارک ہو مسٹر شاگل میں نے ابھی ہسپتال فون کر لیا تھا وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ تم ہوش میں لگے اور پھر وہاں سے واپس ہینڈ کوائرنگ چلے گئے ہو۔ اس مشن کا کیا ہوا اور تم کس طرح بے ہوش ہوئے“..... صدر نے کہا۔

”جواب اس مشن کے سلسلے میں ہی میں نے کال کی ہے۔ میں نے مشن مکمل کر لیا ہے جنتاب اور فائل حاصل کر لی ہے اور اسٹالین

ایجنٹ کنگ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے سر اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا بھی سر“..... شاگل نے جان بوجھ کر عمران کا نام نہ لیا تھا کیونکہ پھر اسے لاحقہ بتانا پڑتا کہ عمران کہاں ہے۔ اگر وہ ہلاک ہو گیا ہے تو اس کی لاش کہاں ہے۔

”اوہ کیا واقعی کیا فارمولے کی فائل مل گئی ہے“..... صدر کے لہجے میں مسرت تھی۔

”یس سر میرے سلسلے پڑی ہے سر۔ میں ہسپتال سے ہینڈ کوائرنگ آیا سر اور وہاں سے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر تاحیر پہاڑیوں میں گیا سر۔ جہاں میں نے فائل کو چھپا دیا تھا سر اور اب فائل لے کر واپس آیا ہوں سر“۔ شاگل نے جواب دیا۔

”تم نے چھپایا تھا کیا مطلب“..... صدر نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ ایسا کریں سر کہ پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ ساتھ ایسے سائنس دانوں کو بھی میٹنگ میں طلب کر لیں جو اس فائل کو چیک کر کے بتا سکیں کہ یہ درست ہے۔ وہیں میں تفصیلی رپورٹ بھی عرض کر دوں گا۔ میں دراصل چاہتا ہوں کہ اس فائل کے بارے میں اچھی طرح تسلی ہو جائے“..... شاگل نے کہا۔

”تو کیا تمہیں خدشہ ہے کہ یہ جعلی بھی ہو سکتی ہے“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”جواب دیے تو یہ سو فیصد اصل ہے لیکن ایسے کمیز میں کسی بھی

امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا..... شاگل نے کہا۔
 - ٹھیک ہے تسلی اچھی چیز ہے۔ تم ایسا کرو کہ فائل اپنے کسی
 خاص آدمی کے ذریعے میرے پاس بھجوا دو۔ میں اسے متعلقہ سائٹس
 دانوں کو بھجوا دیتا ہوں۔ وہاں سے شام تک رپورٹ آجائے گی اور
 میٹنگ بھی شام کو کال کی جاسکتی ہے..... صدر نے کہا۔
 - یہ ٹھیک رہے گا سر..... شاگل نے جواب دیا۔

- تم شام چھ بجے پریذیڈنٹ ہاؤس میٹنگ کے لئے پہنچ جانا۔ فائل
 ابھی بھجوا دو..... صدر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ قطع
 ہو گیا تو شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
 - بھنگوان کرے یہ اصل فائل ہی ثابت ہو ورنہ تو پراٹم منسٹر
 صاحب نے سری بے پناہ بے حرقی کرتی ہے..... شاگل نے بڑبڑاتے
 ہوئے کہا اور پھر انٹرکام کارسیور اٹھایا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت نانٹران کے ہینڈ کوارٹر میں موجود تھا۔
 انہیں یہاں پہنچے ہوئے چار پانچ گھنٹے گزر چکے تھے۔ نانٹران ان کی حالت
 دیکھتے ہوئے سب سے پہلے انہیں سپیشل ہسپتال لے گیا جہاں ان کی
 مکمل پینڈج ہوئی۔ عمران شاگل کو بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا اور پھر اسی
 بے ہوشی کے عالم میں اسے بھی نانٹران نے سپیشل ہسپتال پہنچایا تھا
 اور وہاں عمران کے کہنے پر شاگل کو ایک خصوصی انجکشن لگایا گیا تھا
 جس کی وجہ سے اسے کم از کم تین چار روز سے پہلے کسی طرح بھی ہوش
 نہ آسکتا تھا۔ یہ انجکشن لگوانے کے بعد عمران نے نانٹران کے ذریعے بے
 ہوش شاگل کو ساجن پارک کے قریب پہنچایا اور پھر اس کے ہینڈ کوارٹر
 اٹراٹھ سمیر کال کر کے اس کی وہاں موجودگی کی اطلاع کر دی۔ پھر اسے
 نانٹران کے آدمیوں کے ذریعے اطلاع مل گئی تھی کہ شاگل کو وہاں سے
 اس کے آدمیوں نے اٹھا کر آفیسر سپیشل ہسپتال پہنچا دیا ہے تو اسے

”جہیں بہر حال بجالا ناچتے“..... عمران نے سر دھجے میں کہا۔
 ”آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن یہ ملک و قوم کا مسئلہ ہے اور میں
 ملک و قوم کے مفاد پر آپ کے حکم کو ترجیح نہیں دے سکتا“..... بلیک
 زبرد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی ٹھیک ہے تم بہر حال
 مشن کے انچارج ہو“..... عمران نے ناراض سے لہجے میں کہا۔
 ”ظاہر صاحب عمران صاحب اگر فائل واپس کرنا چاہتے ہیں تو اس
 میں لازماً کوئی نہ کوئی بات ہوگی۔ یہ تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ
 عمران صاحب آپ سے کم مہذب وطن ہیں“..... ناثران نے پہلی بار
 بولتے ہوئے کہا۔

”میری نظر میں فائل کی واپسی غلط ہے۔ یہ فائل پاکیشیا کی ملکیت
 ہے اور اسے پاکیشیا ہی ہینچنا چاہئے“..... بلیک زبرد نے کہا۔
 ”عمران صاحب پہلی بات تو یہ ہے کہ اس فائل کو کوننگ نے جعلی
 قرار دیا تھا حالانکہ یہی فائل اس کی جیب سے نکالی گئی تھی پھر اس نے
 کیسے اسے دیکھتے ہی جعلی قرار دے دیا اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں
 آئی“..... توصیف نے کہا۔

”اس فائل کے فائل کور کے اوپر اور اندر کی طرف کے رنگ
 مختلف ہیں۔ اوپر کا رنگ نیلا ہے جب کہ اندر کا رنگ آف وائٹ ہے۔
 میں نے جب اسے تہہ کر کے جیب میں رکھا تھا تو اس کے کور کو الٹ
 دیا تھا کیونکہ کور کی بیرونی سائیڈ اچھائی گندی اور میل ہو گئی تھی اور

تسلیم ہو گئی تھی۔ یہ اطلاع ابھی تو دہری درپٹے ہی ملی تھی جب کہ ہیلی
 کاپٹر ناثران کے شہر سے باہر ایک خصوصی اڈے پر موجود تھا۔
 ”عمران صاحب اب کیا پروگرام ہے واپسی کا“..... ظاہر نے کہا۔
 ”پٹیل میں اپنا وعدہ پورا کروں گا پھر واپس جاؤں گا“..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وعدہ کون سا وعدہ“..... ظاہر نے چونک کر پوچھا۔
 ”شاگل کو اصل فائل دینے کا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے
 کہا۔

”سوری عمران صاحب یہ فائل پاکیشیا کی ملکیت ہے اور اس مشن
 کا انچارج میں ہوں اس لئے یہ فائل واپس نہیں ہوگی“..... بلیک
 زبرد نے اتھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”لیکن میں وعدہ کر چکا ہوں اور جہیں مظلوم ہے کہ میں اپنا وعدہ
 بہر حال پورا کرتا ہوں“..... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

”آپ جانیں اور آپ کا وعدہ میں بہر حال یہ فائل واپس نہیں کر
 سکتا۔ میں اسے چیف کو بھجوا دیتا ہوں۔ آپ بے شک چیف سے لے
 کر واپس کر دیں“..... بلیک زبرد نے کہا۔ ناثران، فیصل جان،
 توصیف اور ٹائیگر سب خاموش بیٹھے دونوں کے درمیان ہونے والی یہ
 بات بچیت سن رہے تھے۔

”دیکھو ظاہر تم میرے شاگرد بھی رہے ہو اس لئے استاد کا حکم

اس وجہ سے نہ صرف فائل بچ گئی بلکہ ہم سب بھی موت کے منہ میں جانے سے بچ گئے ورنہ کنگ پلک جھپکنے میں فائر کھول دیتا اور اس کی اور ہماری پوزیشن ایسی تھی کہ ہمارے بچ جانے کا ایک فیصد سکوپ بھی نہ تھا اور اس کور کے رنگ کی وجہ سے ہی شاگل بھی چکر میں آگیا تھا ورنہ وہ بھی ہمیں بھون ڈالنے سے دریغ نہ کرتا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"حب پھر کیا مسئلہ ہے۔ یہ اصل فائل ہے اسے آپ چیف کو دے دیں اور کوئی جعلی فائل تیار کر کے شاگل کے حوالے کر دیں۔ مسئلہ ختم۔۔۔۔۔ ناثران نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن جعلی فائل بھی تو اس فائل کی کاپی ہی ہوگی صرف کور بدلا جائے گا اور چونکہ اس کا ایک صفحہ پھٹا ہوا ہے اس لئے اسے دوبارہ نائپ کرانا ہوگا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ اس میں تبدیلیاں نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ ناثران نے چونک کر کہا۔

"ہاں اس میں ایسی تبدیلیاں آپ کر دیں جس سے فارمولے کی بنیادی ساخت بدل جائے تاکہ وہ لوگ مار سیلاریز سے ہتھیار حیار نہ کر سکیں۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

"اوکے چلو میرا وعدہ پورا ہونے کی کوئی سبیل تو نکل آئی۔" عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے جو تبدیلیاں کرنی ہیں وہ کر دیں تاکہ میں تبدیل شدہ مواد کو دوبارہ نائپ کر کر فائل حیار کرادوں۔۔۔۔۔ ناثران نے کہا۔

"لاؤ کہاں ہے وہ فائل۔۔۔۔۔ عمران نے طاہر سے کہا تو طاہر نے اپنی جیب سے فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔ فائل اس نے جھپٹے ہی عمران نے دیکھنے کے بہانے لے کر اپنی جیب میں ڈال لی تھی اور عمران نے بھی چونکہ اس پر کوئی اعتراض نہ کیا تھا اس لئے فائل اس کے پاس رہ گئی تھی۔

"عمران صاحب آپ نے شاگل کو طویل بے ہوشی کا خصوصی انجکشن شاید اس لئے لگوا دیا تھا کہ آپ فائل وغیرہ حیار کرالیں۔" توصیف نے کہا۔

"ہاں فائل بھی حیار کرانی تھی اور ابھی مریم پنی کے بعد ہمیں پاکیشیا بھی ہتھیانا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے فائل لے کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جسے ناثران آفس کے طور پر استعمال کرتا تھا اور جہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

"آپ نے باس سے اختلاف کر کے اچھا نہیں کیا طاہر صاحب۔" ٹائیگر نے عمران کے جاتے ہی بلیک زرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ پہلی بار بولا تھا۔

"اچھا برا میں تم سے بہتر سمجھتا ہوں ٹائیگر۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ میچ

بجوا دو اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔..... عمران نے میز پر پڑی ہوئی فائل اٹھا کر بلیک زرو کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔
 "لیکن ایسی صورت میں تو کافرستانی انجنت اس فائل کے پیچھے لگے رہیں گے۔..... طاہر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"تم مشن کے انچارج ہو اس لئے یہ مسئلہ بھی تم نے حل کرنا ہے میں نے نہیں۔..... عمران نے سپٹ لچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 اسی لمحے فیصل جان نے چائے کی پیالی لاکر عمران کے سامنے رکھ دی۔
 "اس کا مطلب ہے آپ واقعی ناراض ہو گئے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ بے شک یہی اصل فائل ہی شاگل کو دے دیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے میں بحیف کو کہہ دوں گا کہ فائل عمران صاحب کے پاس ہے مجھے نہیں معلوم۔..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"ناثران اس فائل کو ہو ہو اسی طرح دوبارہ ٹائپ کرادو اور اس کا کور بدل دو۔..... عمران نے فائل اٹھا کر ناثران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ واقعی سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں۔..... ناثران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔..... عمران نے جواب دیا تو ناثران نے فائل اٹھائی اور خاموشی سے اٹھ کر لپٹے آفس کی طرف بڑھ گیا جب کہ عمران نے چسکیاں لے لے کر چائے پینی شروع کر دی۔ ماحول پر گہری سنجیدگی

لئے۔

"آپ آپس میں نہ لڑیں میں آپ سب کو اچھی سی چائے پلاؤں گا ہوں۔..... ناثران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

"میں لے آتا ہوں فلاسک میں پڑی ہوگی۔..... فیصل جان نے اٹھتے ہوئے کہا اور ناثران نے اخبارات میں سر ملایا۔ فیصل جان اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد چائے ان کے سامنے پہنچ گئی اور وہ سب چائے کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گئے چائے پینے کے بعد وہ سب عمران کی واپسی کا انتظار کرنے لگے لیکن عمران کو واپسی میں تقریباً دو گھنٹے لگ گئے لیکن جب عمران واپس آیا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ وہ آکر خالی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے فائل سامنے میز پر رکھ دی۔

"میرا تو خیال تھا کہ آپ جلدی فارغ ہو جائیں گے لیکن آپ کو تو بہت در لگ گئی۔..... ناثران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں کافی در لگ گئی ہے اسے پڑھنے میں۔ چائے کا کپ مل سکتا ہے۔..... عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"میں لے آتا ہوں آپ کے لئے چائے۔..... فیصل جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ طاہر ٹھیک کہتا ہے ایک آدمی کے وعدے کو ملک و قوم کے مفاد پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ طاہر یہ لو فائل اور اسے چاہے ساتھ لے جاؤ چاہئے ناثران کے ذریعے بحیف کو

طاری تھی۔

"عمران صاحب یہ تو واقعی زیادتی ہے کہ اصل فاعل شاگل کو دے دی جائے۔۔۔۔۔ تو صیف نے کہا۔

"جہارے باس کا فیصلہ ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"طاہر صاحب۔۔۔۔۔ تو صیف نے طاہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب یہ بات میری سمجھ میں آچکی ہے کہ عمران صاحب مجھ سے کم محب وطن نہیں ہے اس لئے جو کچھ عمران صاحب کرتے ہیں انہیں کرنے دیں۔۔۔۔۔ طاہر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو پھر پہلے تم نے کیوں اعتراض کیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتہ نہیں کیوں میرے اندر ضد سی پیدا ہو گئی تھی۔ بہر حال انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے جواب دیا۔

"یہ جہادری عظمت ہے کہ تم نے سب کے سامنے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد

ناثران دو فائلیں اٹھائے واپس آگیا۔ ایک تو وہی فاعل تھی جو عمران نے اسے دی تھی جب کہ دوسری فاعل کا کور اس سے مختلف تھا۔

"یہ لیجئے لیکن کیا آپ نے اصل فاعل میں ہی تبدیلیاں کر دی ہیں جو اس کی دھڑکا پی حیار کرائی ہے۔۔۔۔۔ ناثران نے دونوں فائلیں عمران

کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور اس کا یہ فقرہ سن کر سب چونک پڑے اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم نے ٹائپ کیا ہے کیا تمہیں کوئی لفظ ایسا نظر آیا ہے جسے تبدیل کیا گیا ہو۔ ایسا لفظ تو صاف نظر آ جاتا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تبدیل شدہ لفظ تو واقعی نظر نہیں آیا لیکن پھر۔۔۔۔۔ ناثران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"فیصل جان کچن سے لائٹر لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لائٹر۔۔۔۔۔ فیصل جان نے چونک کر کہا اور عمران نے زبان سے کچھ کہنے کی بجائے اثبات میں سر ہلادیا تو فیصل جان اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے لائٹر کیوں منگوا یا ہے۔۔۔۔۔ ناثران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تاکہ اس اصل فاعل کو جلایا جاسکے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو اس بار واقعی طاہر سمیت سب کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"لیکن کیوں وجہ۔۔۔۔۔ طاہر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ اصل فاعل شاگل کو دے دی جائے اور مسئلہ اس میں پھٹے ہوئے کاغذ کا ہے ورنہ تو صرف کور بدل کر اس

دو گاہ اپنا پہلی کاپڑ بھی لے جائے گا اور فائل بھی عمران نے دوسری فائل اٹھا کر نائزان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور نائزان نے اثبات میں سر ہلادیا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر شدید لٹھ چکا ہے اور یہی بات باقی افراد اور خاص طور پر طاہر کے بچے پر بھی نمایاں نظر آرہی تھی۔ عمران جو کچھ کر رہا تھا وہ واقعی ان سب کے لئے شدید ذہنی شکن بن رہا تھا اور اس شکن کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ وہ کسی طور پر بھی یہ بات نہ سوچ سکتے تھے کہ عمران پاکیشیا کے مفاد کے خلاف بھی کوئی اقدام کر سکتا ہے لیکن عمران بہر حال ایسا کر رہا تھا اور یہی بات انہیں سمجھ نہ آرہی تھی۔

فائل کو بھجوا یا جاسکتا تھا اس لئے اس کی ڈسٹ کاپی ناسپ کرائی ہے اور نائزان نے فائل میں تبدیلی کی جو بات کی ہے طاہر ہے یہی بات آپ سب کے ذہنوں میں بھی ہوگی اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اصل فائل کو جلا دیا جائے اور اس کی کاپی شاگل کے حوالے کر دی جائے۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اسی لمحے فیصل جان واپس آیا اور اس نے لائٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”نائنگر یہ فائل لو اور اسے جلا کر رکھ کر دو تاکہ نہ رہے ناس نہ بچے بانسری۔ عمران نے اصل فائل اور لائٹر نائنگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو نائنگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو کا چہرہ ہنسنے کی طرح سخت ہو گیا تھا لیکن وہ خاموش رہا۔

”عمران صاحب یہ تو صریحاً ملک و قوم کے خلاف بات ہے۔“ نائزان سے نہ ہا گیا تو وہ بول پڑا۔

”ابھی تو تم خود طاہر کو کہہ رہے تھے کہ میں اس سے زیادہ نہیں تو کم محب وطن بھی نہیں ہوں اب خود بھی میری جب الوطنی پر تنقید کر رہے ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی دوران نائنگر نے لائٹر جلا کر فائل کے کونے کو آگ لگا دی دوسرے لمحے فائل دھوا دھڑ جلتے لگ گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فائل جل کر رکھ ہو گئی۔

”نائزان شاگل کا پہلی کاپڑ تاسیر کی پہاڑیوں میں کسی گہری گھاٹی میں لے جاؤ اور پھر اسے وہیں چھوڑ کر اس فائل کو اس کی سیٹ پر رکھ دو۔ میں شاگل کے ہوش میں آجانے کے بعد اسے فون پر اطلاع کر

نے بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”تشریف رکھیں“..... صدر نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے لیکن شاگل اس وقت تک کھڑا رہا جب تک پرائم منسٹر بھی دوسری کرسی پر نہ بیٹھ گئے۔ ملزئی سیکرٹری نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس صدر کے سامنے میز پر رکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ مڑا اور تیز قدم اٹھاتا میٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا اور اس کے اوپر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس بلب جلنے کا مطلب تھا کہ اب کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے۔

”منسٹر شاگل آپ نے واقعی عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ سائنس دانوں نے رپورٹ دی ہے کہ فائل اصل ہے اور مکمل ہے اور اس میں کوئی تبدیلی بھی نہیں کی گئی۔ اس فائل کے ذریعے ہتھیار کو تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”شکریہ سر“..... شاگل نے اٹھ کر مسرت جبرے لہجے میں کہا۔
”تشریف رکھیں اور ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ہمیں جو رپورٹس ملی ہیں ان کے مطابق تو تاہم بہاڑیوں پر اس اسٹالین الیٹنٹ کنگ کے ساتھ ساتھ آپ کی سیکرٹ سروس کے ارکان کی بھی لاشیں ملی ہیں اور آپ کا ایک بھیلی کا پڑ بھی ناکارہ ہو گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے وہاں طویل جدوجہد ہوئی۔ آپ زخمی بھی تھے اور آپ کو بے ہوشی کے عالم میں ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ آپ کی جسمانی حالت کی

پریذینٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں اس وقت شاگل اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ صدر اور وزیراعظم نے بھی اس میٹنگ میں شامل ہونا تھا لیکن وہ ابھی تک میٹنگ روم میں نہ آئے تھے۔ فائل شاگل نے اسی وقت پریذینٹ ہاؤس بھجوا دی تھی جب صدر صاحب نے اسے فون پر حکم دیا تھا اور ابھی تک اس بارے میں کوئی بات سامنے نہ آئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ شاگل کے چہرے پر امید و مبہم کے تاثرات بیک وقت نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد میٹنگ روم کا وہ خصوصی دروازہ کھلا جس میں سے صدر صاحب میٹنگ روم میں داخل ہوتے تھے۔ اس لئے دروازہ کھلتے ہی شاگل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازے سے صدر صاحب اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے پرائم منسٹر بھی اندر داخل ہوئے اور ان دونوں کے پیچھے صدر صاحب کا ملزئی سیکرٹری اندر داخل ہوا۔ ملزئی سیکرٹری کے ہاتھ میں ایک بریف کیس پکڑا ہوا تھا۔ شاگل

جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق آپ کو دو گولیاں لگی تھیں گولیاں جسم میں داخل ہو کر باہر نکل گئی تھیں یہ سب کچھ ظاہر کرتا ہے آپ نے واقعی جدوجہد کی ہے..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن میں تین پوائنٹس لٹھ رہے ہیں اور مسز شاگل آپ نے ان پوائنٹس کی بھی وضاحت کرنی ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ تامیر پہاڑیوں کی بجائے ساجن پارک کے پاس بے ہوش پائے گئے۔ دوسرا یہ کہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں کسی اجنبی نے ٹرانسمیٹر کال کر کے آپ کی وہاں موجودگی کی اطلاع دی اور تیسری بات یہ کہ جب آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا تو آپ کے پاس فائل نہ تھی لیکن ہسپتال سے واپس جانے کے بعد آپ نے صدر صاحب کو فائل کے بارے میں اطلاع دی ان تینوں باتوں کا کیا مطلب ہوا..... وزیراعظم نے خشک لہجے میں کہا۔

”سر میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں ان سب باتوں کا جواب اس میں آجائے گا..... شاگل نے کہا۔

”زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے آپ مختصر طور پر پوائنٹس بتادیں۔ ظاہر ہے آپ نے اس مشن کی مفصل تحریری رپورٹ تو دینی ہے ہم اسے فارغ وقت میں پڑھ لیں گے..... صدر نے کہا۔

”سر میٹنگ میں پہلی بار مجھے اس کہیں کا علم ہوا سچا نچہ میٹنگ کے بعد میں نے کارروائی شروع کر دی سچو کہ میٹنگ میں مجھے بتایا گیا

تھا کہ اسٹالین ایجنٹس میں سے ایک کی لاش تامیر کی پہاڑیوں سے ملی ہے جب کہ دوسرا جس کا نام کنگ تھا نزدیکی شہر سارنگ تک پہنچا ہے تو میں میٹنگ کے بعد سیدھا سارنگ پہنچا وہاں سیکرٹ سروس کا باقاعدہ آفس ہے وہاں کے انچارج کو میں نے حکم دیا کہ وہ اسٹالین ایجنٹ کنگ کو تلاش کرے کیونکہ اس کا قدامت ایسا تھا کہ اسے اس کے قدامت کی بنا پر آسانی سے تلاش کیا جاسکتا تھا۔ انچارج نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے کنگ کو تلاش کر لیا ہے وہ ایک جیب لے کر تامیر پہاڑیوں کی طرف گیا ہے اس سے میرے ذہن میں فوراً یہ بات آئی کہ اسٹالین ایجنٹ لازماً وہاں فائل کی تلاش کے لئے گیا ہو گا کیونکہ اگر فائل اس کے پاس ہوتی تو وہ سارنگ میں رکنے کی بجائے لامحالہ سیدھا دارالحکومت پہنچتا اور وہاں سے نکل جاتا۔ اس کے سارنگ میں رکنے اور پھر واپس جانے سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ فائل اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے اور جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے کہ جیب اچانک الٹ جانے کی وجہ سے اس کا ساتھی ہلاک ہو گیا جب کہ وہ بچ گیا لیکن بلندی سے نیچے گرنے کی وجہ سے فائل اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہوگی اور فوج کے وہاں پہنچ جانے کے پیش نظر وہ وہاں سے نکل آیا ہو گا اور پھر سارنگ پہنچ کر اس نے میک اپ کر کے اپنے آپ کو تبدیل کیا اور جیب لے کر واپس پہاڑیوں کی طرف گیا..... شاگل نے کہا۔

”اوہ وری گڈ۔ آپ نے واقعی یہ تجزیہ کر کے بے مثال ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے گلڈ شو..... صدر نے کہا اور وزیراعظم نے بھی صدر کی

فائر کیا تھا وہ بھی اس کی نہ تھی اور پھر وہ مر گیا۔ اسی لمحے میں نے نیچے سے فائرنگ کی آوازیں سنیں تو میں پریشان ہو گیا۔ میں چونکہ شدید زخمی تھا اس لئے میں نے سوچا کہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیچے جا کر معلوم کروں لیکن میں نے جیسے ہی ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اس کے ہٹکھے پر فائرنگ ہو گئی اور اس کا ہٹکھا ٹوٹ گیا۔ میں دوسری طرف سے نیچے اتر آیا اور ایک بھٹان کے نیچے چھپ گیا۔ اسی لمحے دو پاکیشیائی ایجنٹ زخمی حالت میں اوپر آگئے لیکن ان کے پاس مشین گنیں موجود تھیں انہوں نے کنگ کی تلاش یعنی شروع کر دی۔ انہوں نے شاید یہ سمجھا کہ ہیلی کاپٹر کنگ لے کر جا رہا تھا اور ان کی فائرنگ کی وجہ سے وہ ناکارہ ہو گیا ہے اور وہ زخمی ہو رہا ہے اور نیچے اتر کر ہلاک ہو گیا ہے۔ انہیں دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ جس جیب پر ہم نے میزائل فائر کیا تھا وہ کنگ کی بجائے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی تھی وہ بھی کنگ کے پیچھے آئے ہوں گے۔ چونکہ ان کے پاس مشین گنیں تھیں ادھر میری حالت غراب ہو رہی تھی اس لئے میں نے ان پر فائر نہ کھولا۔ وہ کنگ کی تلاش لے کر واپس چلے گئے تو میں ان کے پیچھے گیا۔ ان کی تعداد چار تھی۔ انہوں نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب میں وہاں اکیللا رہ گیا تھا۔ میں ان کے جانے کے بعد اسی جگہ گیا جہاں کنگ گرا تھا اور پھر وہاں کی تلاش لپٹے ہوئے اچانک فائل تجھے مل گئی وہ ایک بھڑائی کے اندر موجود تھی۔ اس کا ایک کونہ مجھے نظر آ گیا تھا۔ میں نے وہاں سے فائل نکالی لیکن اب میری حالت بے حد غراب ہوتی جا رہی تھی کہ اچانک وہ

بھر پور الفاظ میں تائید کی تو شاگل کا مسرت سے کھلتا ہوا چہرہ اور زیادہ کھل اٹھا۔

”شکر یہ سر بہر حال میں ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر اپنے ساتھیوں سمیت وہاں گیا تو ہم نے ایک جیب کو ہمارے ہاتھوں میں اس طرف جاتے ہوئے دیکھا جس طرف جیب الٹی تھی اور اسٹالین ایجنٹ سٹارک کی لاش ملی تھی۔ میں نے سمجھا کہ اس جیب میں اسٹالین ایجنٹ کنگ ہو گا چنانچہ ہم نے اس پر میزائل فائر کر دیا جس سے جیب الٹ گئی۔ ہم نے ہیلی کاپٹر وہاں قریب ہی اتارا اور میں نے مسلح افراد کو لٹنے والی جیب اور اس میں موجود اسٹالین ایجنٹ کی کماش کے لئے بھیجا جب کہ میں خود پائلٹ کے ساتھ وہاں ہیلی کاپٹر کے پاس ہی رک گیا کہ اچانک ایک گٹھائی سے ہم پر فائرنگ ہوئی اور پائلٹ ہلاک ہو گیا جب کہ میں شدید زخمی ہو کر قریب ہی گہرائی میں گر گیا۔ شدید زخمی ہو جانے کے باوجود میں نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا پھر میں نے اسٹالین ایجنٹ کنگ کو ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس زخمی حالت میں ریوالور نکال کر اس پر فائر کھول دیا اور وہ ایجنٹ ہلاک ہو گیا۔ میں زخمی حالت میں گھسٹتا ہوا اوپر اس کے پاس پہنچا تو وہ ابھی زندہ تھا۔ میں نے اس کی تلاش لی لیکن اس کے پاس فائل نہ تھی۔ بہر حال میں نے شدید زخمی ہونے کے باوجود اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اسے فائل نہیں ملی۔ میں نے اس سے اس کے گرنے کی جگہ کے بارے میں تفصیل پوچھی لی اور وہ جیب جس پر ہم نے میزائل

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وری گداس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی انکیت اپنے پلان میں ناکام رہے۔ آپ نے واقعی انتہائی جدوجہد کی ہے اور بے پناہ قربانیت سے کام لیا ہے مسٹر شاگل اور آپ کو اس کا بہت جلد بھر پور انعام دیا جائے گا۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے سر اور آپ نے جو میری تعریف کی ہے یہی میرے لئے انعام ہے سر۔“ شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو کافرستان کا اعلیٰ اعزاز دیا جائے گا مسٹر شاگل آپ نے واقعی یہ کارنامہ سرانجام دے کر اپنی تمام سابقہ کوششوں کے داغ و دو ڈالے ہیں۔ اس فارمولے سے جو ہتھیار تیار ہو گا وہ پاکیشیا کو ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں صفحہ ہستی سے قائب کر دے گا اور یہی ہم چاہتے ہیں۔ اس ہتھیار کے سامنے پاکیشیا کے تمام دفاعی ہتھیار مٹی کا ڈھیر ثابت ہوں گے اور یہ بہت بڑا کارنامہ ہے بہت بڑا۔“ وزیر اعظم نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو شاگل نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

”صرف ایک بات میری کچھ میں نہیں آ رہی کہ اس اہم مشن پر وہ عمران اور پاکیشیا سکیورٹ سروس کیوں نہیں آئی۔ ملزئی سمجھنوں کو کیوں بھیجا گیا ہے۔“ صدر نے کہا۔

”جناب صدر میں نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ میرے خیال کے مطابق پاکیشیا کو اس فارمولے کی اصل اہمیت کا علم ہی

لوگ میرے سر پر پہنچ گئے انہوں نے میری نکلاش لی۔ وہ مجھے پہچانتے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھ گچھ کی لیکن میں نے انہیں بتایا کہ مجھے فائل نہیں ملی اور نہ ہی کنگ کے کچے بتایا ہے پھر جیسے ہی میرا ڈانگا میں نے ان پر فائر کھول دیا انہوں نے بھی مجھ پر فائر کیا اور ایک گولی مجھے لگ گئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا۔ ہوش میں آنے پر میں نے ہیڈ کوائرٹ فون پر بات کی تو مجھے بتایا گیا کہ اس طرح کسی اجنبی کی کال آئی تھی اور مجھے سامن پارک کے قریب سے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لایا گیا ہے تو میں فوراً سارا کھیل کچھ گیا کہ ان پاکیشیائی سمجھنوں میں سے کوئی بچ گیا ہوگا۔ چونکہ فائل انہیں نہ مل سکی تھی اس لئے انہیں یقین ہوگا کہ میں نے کنگ سے فائل حاصل کر کے کہیں چھپا دی ہوگی اس لئے وہ مجھے اپنے ساتھ لے آئے اور اب وہ نگرانی کریں گے کہ جیسے ہی میں ہسپتال سے فارغ ہوں گا میں لا محالہ وہاں جا کر وہ فائل حاصل کروں گا اور وہ میرے پیچھے وہاں پہنچیں گے اور مجھے ہلاک کر کے فائل لے جائیں گے۔ سوچو کہ میں زخمی بھی تھا اور مجھے تین روز بعد ہوش آیا تھا اس لئے ان کے خیال کے مطابق میں لا محالہ ایک ہفتے تک تو ہسپتال رہوں گا لیکن ان کی گیم دیکھتے ہوئے میں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور ہوش میں آتے ہی ڈاکٹر کی کار میں بیچہ کر ہیڈ کوائرٹ گیا اور وہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر سیدھا پہاڑیوں پر گیا وہاں سے میں نے فائل حاصل کی اور واپس ہیڈ کوائرٹ کر میں نے صدر صاحب کو کال کر دی۔“ شاگل نے

چاہے لاکھ لکریں مارتے رہیں انہیں یہ فائل نہ مل سکے گی اور کب تک وہ اسے تلاش کریں گے آخر کار مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے اور ہم اس دور ان خفیہ لیبارٹری میں فائل کے بغیر ابتدائی کام کراتے رہیں گے جب وہ لوگ مایوس ہو جائیں گے تو ہم فائل نکلوں گے اختیار کر لیں گے..... وزیراعظم نے کہا تو صدر کلچر ہے اختیار کھل اٹھا۔

”گذر واقعی اب میں مکمل طور پر مطمئن ہو گیا ہوں۔ اب میٹنگ بروست کی جاتی ہے مسٹر شاگل جلد ہی آپ کو ملنے والے اعلیٰ اہلکار سرکاری طور پر اعلان کر دیا جائے گا.....“ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور ان کے اٹھتے ہی وزیراعظم بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور شاگل بھی۔ شاگل نے ایک بار پھر سلام کر کے شکر ادا کیا اور جب صدر اور وزیراعظم بریف کیمس سمیت میٹنگ ہال سے باہر چلے گئے تو شاگل بھی اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدمرے وہ باہر جا سکتا تھا۔ مرث کی شدت نے اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خوشی کی زیادتی سے بے اختیار تجھیں مارنا اور ناچنا شروع کر دے لیکن چونکہ وہ بہر حال سیکرٹ سروس کا چیف تھا اور اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود تھا اس لئے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ پر جبر کیے ہوئے تھا البتہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنے بیٹے کو ان کے دفتر میں پہنچنے ہی وہ خوشی سے تجھیں بھی مارے گا اور ناچے گا بھی ہی کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کا دل غبارے کی طرح پھٹ جائے گا۔

نہیں ہے انہیں صرف احاطہ علم ہے کہ ڈاکٹر نوٹس نے لیور ریز کو سکینے اور ایک مرکز پر لے آنے کا فارمولہ ایجاد کیا ہے اور یہ کوئی اتنی بڑی دریافت نہیں ہے کیونکہ لیور شمعوں کو پھیلا کر لیور مرآئل اور لیور بم وغیرہ تیار کیے جا چکے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق انہیں سکینے سے بھی زیادہ سے زیادہ اس قسم کا اختیار ہی تیار ہو سکے گا۔ انہیں یہ علم ہی نہیں ہو سکا کہ ہم مارسیلاریز کو اس فارمولے کی مدد سے سکین کر اس سے دنیا کا خوفناک ترین اور طاقتور ترین اختیار تیار کر لیں گے ایسا اختیار جس کا سپر پاور بھی تصور نہیں کر سکتیں اور اس اختیار کی تیاری کے بعد کافرستان سب سے بڑی اور سب سے سپر پاور کے روپ میں ڈھل جائے گا.....“ وزیراعظم نے کہا۔

”آپ کا تجربہ درست ہے واقعی یہی بات ہے لیکن اب جب کہ اصل فائل ہمارے پاس پہنچ چکی ہے اب پاکستانی حکومت کو کیا رد عمل ہو گا کیا پاکستانی حکومت اب سیکرٹ سروس کو اس فائل کے حصول کے لئے نہ بھیجے گی.....“ صدر نے کہا۔

”جناب اب جب کہ ڈاکٹر نوٹس ہلاک ہو چکا ہے اور اصل فائل ہماری تحویل میں آچکی ہے اب ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے کیونکہ اب ڈاکٹر نوٹس کسی کو اس فارمولے کے متعلق نہیں بتا سکتا ہم اس فائل کو دنیا کے کسی بھی بینک کے خفیہ لاکر میں رکھوا سکتے ہیں اور یہ فائل کئی سالوں تک وہاں رہ سکتی ہے اور اس کا علم صرف آپ کو اور مجھے ہو گا اس لئے عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس یا کوئی دوسرے ایجنٹ

”جہیں جہارے آدمی نے اطلاع دی ہے ناں کہ شاگل نے اصل فائل ایک خصوصی آدمی کے ذریعے صدر تک پہنچائی ہے تاکہ صدر اسے سائٹس دانوں کے پاس بھیج کر اس بارے میں رپورٹ لے سکیں کہ کیا یہ فائل اصل ہے، جعلی ہے یا اس میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے اور پھر پریزنٹ ہاؤس میں میٹنگ ہوئی اور جب میٹنگ ختم ہوئی تو شاگل کا چہرہ مسرت سے پھٹا پڑا تھا اور اس کے چہرے بھی زمین پر نہ لگ رہے تھے۔ اس سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ فائل اصل ثابت ہوئی ہے اور کافرستان کے پاس بھی بڑے بڑے اور فہین سائٹس دان موجود ہیں جو اس فائل کو چیک کر سکتے ہیں اور اب اس میٹنگ کی ییپ آرہی ہے اسے بھی سن لینا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بتاتا ہوں کہ عمران صاحب مجھے ذہن میں کیا گیم ہے۔“

اجاک بلیک زرو نے کہا تو عمران سمیت سب بلیک زرو کی طرف دیکھنے لگے۔

”عمران صاحب نے اصل فائل شاگل تک اس لئے پہنچائی ہے تاکہ وہ اسے چیک کر کے پوری طرح مطمئن ہو جائیں اس کے بعد اس فائل کو حاصل کر لیا جائے گا اور اس کی جگہ تبدیل شدہ فائل رکھ دی جائے گی۔ ظاہر ہے پھر کسی کے ذہن میں بھی نہ آئے گا کہ فائل تبدیل ہو چکی ہے۔ وہ مطمئن ہو کر لیبارٹری میں کام کرتے رہیں گے لیکن نتیجہ زرو لگے گا جب کہ اس دوران پاکیشیا اس فائل کی مدد سے کام مکمل کر لے گا۔“..... بلیک زرو نے کہا تو سوائے عمران کے سب نے

ناثران کے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں عمران، بلیک زرو، ٹائیگر اور توصیف کے ساتھ ساتھ ناثران اور فیصل جان کر سیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے علاوہ باقی سب کے چہرے سستے ہوئے تھے جب کہ عمران اسی طرح لا پرواہ اور مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”مجھے یقین ہے عمران صاحب کہ آپ نے جو اصل فائل شاگل کو اس ایلی کا پڑ میں رکھوا کر بھجوائی ہے وہ جعلی ثابت ہوگی“..... ناثران نے کہا۔

”وہ کس طرح جہارے سامنے اصل فائل بھجوائی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے یقیناً اس فائل کے ساتھ کچھ نہ کچھ کیا ہوگا۔ میں مان ہی نہیں سکتا کہ آپ اس طرح اطمینان سے اصل فائل شاگل تک پہنچا دیں“..... ناثران نے کہا۔

اس طرح اثبات میں بار بار سر ہلانے شروع کر دیتے جیسے اب بات ان کی سمجھ میں آئی ہو۔

”واقعی استہانی گہری پلاٹنگ ہے دیری گڈ۔“ واقعی آپ کی ڈھانست کا جواب نہیں ہے عمران صاحب..... اس بار تو صیف نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اس کا بچہ استہانی مرعوب کن تھا۔

”اگر میں نے یہ کام کرنا ہوتا تو میں یہ کام یہاں کر لیتا یا کم از کم اس فائل کی کاپی ہی لپٹے پاس رکھ لیتا تاکہ جبریٹی میں آسانی رہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہو گا کہ میں جیلے ان سے فائل حاصل کروں۔ اس کی کاپی کر آؤں پھر اس میں جبریٹی کروں اور پھر جبریٹی شدہ فائل واپس رکھوں اور کسی کو اس کا علم ہی نہ ہو سکے.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر ایک بار پھر اٹھن کے تاثرات ابھرائے کیونکہ عمران نے جو کچھ کہا تھا اس میں بھی بہر حال وزن تھا۔

”آخر آپ بتا کیوں نہیں رہے کہ آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے اس قدر سپینس کیوں پیدا کر رکھا ہے آپ نے.....“ ناثران نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”کوئی پلان نہیں اور کوئی سپینس نہیں۔ اصل فائل حکومت کافرستان کے پاس پہنچ چکی ہے اور بس معاملہ ختم.....“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے جیلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر مخصوص انداز کی دستک سنائی دی۔

”یس کم ان.....“ ناثران نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور

ایک نوجوان ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پیسٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔
”پریذیڈنٹ ہاؤس سے نمبر تھرٹی ون نے یہ پیسٹ بھجوایا ہے۔“

نوجوان نے پیسٹ ناثران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تم جاؤ.....“ ناثران نے اس کے ہاتھ سے پیسٹ لیے ہوئے کہا اور نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا۔ نوجوان کے باہر جانے کے بعد جب دروازہ بند ہو گیا تو ناثران نے پیسٹ کھولا اور اس میں سے ایک مائیکرو پیسٹ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کی سب سے نیچے والی دروازہ کھولی اور ایک جدید ساخت کا مائیکرو پیسٹ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھا اور پیسٹ میں آیا ہوا مائیکرو پیسٹ اٹھا کر اس نے پیسٹ ریکارڈر میں ایڈجسٹ کیا اور پیسٹ ریکارڈر آن کر دیا۔

”تشریف رکھیں.....“ کافرستان کے صدر کی باوقار اور بھاری آواز سنائی دی اور پھر کرسیاں کھینکنے کی آوازیں سنائی دیں۔

”مسٹر شاگل آپ نے واقعی عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ سائنس دانوں نے رپورٹ دی ہے کہ فائل اصل ہے اور اس میں کوئی جبریٹی بھی نہیں کی گئی اس فائل کے ذریعے ہتھیار کو تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے.....“ کافرستان کے صدر کی آواز سنائی دی اور عمران کا چہرہ یہ سن کر اس طرح کھل اٹھا جیسے شاگل کی بجائے اس کے کارنامے کی تعریف ہو رہی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس طرح سب ساتھیوں کو دیکھنے لگا جیسے وہ بھی اس کے کارنامے پر اسے مبارک دیں گے لیکن صدر کے یہ الفاظ سن کر سب کے چہرے بری طرح اتر گئے تھے۔ ان سب نے بے

اختیار ہو نہ سمجھ لیتے۔

”شکر یہ سر..... شاگل کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور پھر مزید گنگو کا آغاز ہو گیا۔ شاگل اب اپنے کارنامے کی تفصیل سن رہا تھا اور وہ جس انداز میں تفصیل بتا رہا تھا اور جس انداز میں ساری کہانی کو اپنی ذہانت، بہادری اور حب الوطنی اور خوفناک جدوجہد کے دائرے میں لپیٹ رہا تھا اسے سن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے بوسوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھرتی تھی کیونکہ ان سب کے سامنے یہ سب کچھ ہوا تھا۔ پھر جب عمران کا ذکر آیا تو عمران چونک پڑا لیکن جب اس نے دیکھا کہ شاگل نے اس کا نام ہی نہیں لیا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ آخر میں وزیراعظم نے اس فائل کو چھپانے کے لئے جو تجویز بتائی اسے سن کر تو حقیقتاً سوائے عمران کے باقی سب کے چہرے تار یک چڑ گئے کیونکہ اس طرح فائل کے حصول کی آخری امید بھی دم توڑ گئی تھی اور بھریپ ختم ہو گئی تو ناثران نے ہاتھ بڑھا کر پیپ دیکھا ڈرافٹ کر دیا۔“

”واہ اسے کہتے ہیں ذہانت۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو واقعی ایسا ہی ذہین ہونا چاہئے کیوں طاہر..... عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک زرو سے کہا تو بلیک زرو ہنسی سی ہنسی ہنس دیا۔ طاہر ہے اس کے سوا اور وہ کہہ ہی کیا سکتا تھا اس محفل میں وہی عمران کے اس طنز کو سمجھ سکتا تھا لیکن جواب نہ دے سکتا تھا کیونکہ عمران کے علاوہ یہاں موجود کسی کو بھی یہ علم نہ تھا اور نہ ہی وہ تصور کر سکتے تھے کہ جس یکسوئی آواز سن کر وہ دہل جاتے تھے وہ ان کے سامنے موجود ہے۔

”عمران صاحب اب آپ چیف کو کیا رپورٹ دیں گے۔ ناثران نے کہا۔

”رپورٹ میں نے کیا دینی ہے رپورٹ تو اس تک پہنچ بھی چکی ہوگی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے..... ناثران نے حیران ہو کر کہا۔

”اس کے رپورٹ لینے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ پراسرار ذرائع۔ ضروری نہیں کہ ہم جو رپورٹ دیں اس سے اسے حالات کا علم ہو اور یہ بھی سو فیصد ممکن ہے کہ یہاں مائیکرو میپ سے نکلنے والی آواز براہ راست اس کے کانوں تک پہنچ رہی ہو کیوں طاہر..... عمران نے کہا۔

”بالکل ممکن ہے عمران صاحب سہیف آخر چیف ہے..... طاہر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ طاہر ہے وہ طاہر کی بات سمجھ گیا تھا کہ طاہر نے بات اس پر پلٹ دی ہے کیونکہ صرف اسے ہی معلوم تھا کہ اصل چیف کون ہے۔

”تو پھر آپ کا کیا خیال ہے اس کا کیا رد عمل ہوگا..... ناثران نے کہا۔

”رد عمل کیا ہونا ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ مجھے اس مشن پر جانے والا چیک نہ دے گا۔ نہ دے۔ میں طاہر سے ادھار لے لوں گا آخر اسے بھی تو ہماری تنخواہ ملتی ہی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب مشن ختم ہو چکا ہے۔ اب میں واپس

”مجھے لیڈر مشن کا بنایا گیا تھا اور مشن مکمل ہو چکا ہے۔“ طاہر نے اسی طرح خشک اور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔
 ”کیسے مکمل ہو چکا ہے ڈاکٹر یونس تو چلو ہلاک ہو چکا ہے لیکن اس کا فارمولا تو بہر حال ہم نے حاصل کرنا ہے۔ تب ہی مشن مکمل ہو سکتا ہے۔ اب کیا ہم خالی منہ اٹھائے یا کیشیا چلے جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب تو کیا آپ اب دوبارہ یہ قائل حاصل کریں گے۔“ طاہر نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور طاہر ہی کیا سب کے بہرہوں پر بے پناہ خیریت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”میں شاگل سے بات کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں نے اس سے وعدہ پورا کیا ہے تو وہ اب قائل خود ہی حاصل کر کے مجھے لوٹا دے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے میز پر موجود فون کا سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”جیف شاگل سے بات کر اسیں اسے کہیں کہ پرنس آف ڈمپ کا فون ہے اور سنو اگر وہ فون سننے سے انکار کر دے تو اسے کہہ دینا کہ پرنس آف ڈمپ براہ راست صدر سے بھی بات کر سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہو لڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو شاگل بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد سیور سے شاگل کی

اپ لینڈ جا سکتا ہوں۔“ اب تک خاموش بیٹھے ہوئے توصیف نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”تم اکیلے اپ لینڈ نہیں جاؤ گے بلکہ ہم سب اکٹھے جائیں گے کیوں ناثران کیا خیال ہے۔“ عمران نے کہا۔

”سوری عمران صاحب میں تو ہیڈ کوارٹر نہیں چھوڑ سکتا۔“ ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو یہ تو کر سکتے ہو کہ ہمارے اپ لینڈ جانے کا انتظام کر دو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں کیوں نہیں بالکل کر سکتا ہوں۔“ ناثران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب اب اپ لینڈ جا کر آپ کیا کریں گے۔“ طاہر نے چونک کر پوچھا۔

”توصیف کے مہمان بنیں گے اور کیا کریں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بالکل جتنا مجھے آپ سب کی میزبانی کر کے اجتنابی مسرت ہوگی بلکہ میرے لئے اعزاز ہوگا۔“ توصیف نے کہا۔

”سوری میں معذرت خواہ ہوں مجھے واپس اپنی ڈیوٹی پر جانا ہے۔“

طاہر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے کمال ہے جہیں جیف نے لیڈر بنایا ہے اور تم ہی انکار کر رہے ہو۔“ کارواں بغیر میر کارواں کے کیسے سفر کر سکتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ پلچا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"مبارک ہو شاگل آخر کار ایک مشن تو ایسا نکل ہی آیا جس میں صدر اور وزیراعظم نے جہاری اس قدر تعریفیں کیں اور جہیں انعام و اعزاز دینے کا وعدہ کیا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا"..... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری بات چمڑو میں تو آج کل علم نجوم سیکھ کر اس کی مشقیں کر رہا ہوں اس لئے سارے مجھے سب کچھ بتا دیتے ہیں۔ تم اپنی بات کرو اب تو جہیں یقین آگیا ہے کہ میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں تم واقعی وعدے کے پکے ہو"..... شاگل نے جواب دیا۔
"تو اب کیا خیال ہے فائل واپس کر رہے ہو یا میں صدر صاحب کو فون کر کے وہ اصل کہانی سنا دوں جسے تم نے مروڑ توڑ کر اپنا کارنامہ بنالیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو کہیں فائل میرے پاس کوئی فائل نہیں ہے اور سنا اگر تم نے صدر صاحب کو فون کیا تو میں جہاراخون پی جاؤں گا مجھے"..... شاگل نے چبھتے ہوئے کہا۔

"میرے جسم میں خون کہاں رہا ہے مسٹر شاگل خون تو سارا تاجر بہاڑیوں میں نکل گیا اس لئے اب مجھے کسی منچر کی طرف سے خون پینے کی دھمکی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے"..... عمران نے کہا تو کمرے میں

موجود سب افراد بے اختیار مسکرا اٹھے۔

"دیکھو عمران پلیز میں جہاری منت کرتا ہوں پلیز ایسا نہ کرنا۔ رہی فائل تو وہ اب صدر اور وزیراعظم کی تحویل میں ہے تم اگر ان سے حاصل کر سکتے ہو تو بے شک کر لو"..... شاگل منتوں پر اتر آیا۔

"تو جہاری طرف سے اجازت ہے کہ میں اصل فائل حاصل کر لوں جہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا"..... عمران نے کہا۔

"اگر کر سکتے ہو تو بے شک کر لو"..... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل عمران کی اس دھمکی سے خوفزدہ ہو گیا تھا کہ عمران صدر کو اصل حقیقت بتا دے گا۔

"جہارا کیا خیال ہے میں اصل فائل حاصل نہیں کر سکوں گا۔ عمران نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے کہ کر سکتے ہو تو کر لو پھر بار بار کیوں پوچھ رہے ہو"..... شاگل نے زچہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم تو آؤے نہیں آؤ گے"..... عمران نے کہا۔

"اگر صدر یا پرائم منسٹر نے مجھے آئے آنے کا حکم دیا تو پھر ضرور آؤں گا ورنہ نہیں"..... شاگل نے جواب دیا۔

"صدر اور وزیراعظم کا اصل فائل سے کیا تعلق"..... عمران نے کہا۔

"اصل فائل ان کی ہی تحویل میں ہے ان کا تعلق کیسے نہیں ہوگا۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس فائل کی بات نہیں کر رہا جو کافرستان کے صدر اور پرانم
سنسکری تحویل میں ہے میں نے اسے لے کر کیا کرنا ہے اپنا ڈالنا ہے
اس کا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو شاگل کا وہاں جو حال
ہوا ہوگا سو ہوا ہوگا۔ عمران کے ساتھیوں کے چہرے شدید حیرت سے
بگڑے گئے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب کیا وہ فائل اصل نہیں ہے یہ کیسے ممکن ہے۔
ساتس دانوں نے اسے اچھی طرح چیک کر کے رپورٹ دی ہے اب
تم مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو میں تمہاری طرح احمق نہیں
ہوں..... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح تم جیسا عقلمند کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہے
اسی طرح تمہارے ساتس دان بھی عقل مند ہوں گے لیکن جس نے
یہ فائل تیار کی تھی وہ پاکیشیائی تھا اور ظاہر ہے سب پاکیشیائی میری
طرح احمق نہیں ہوتے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا مطلب کیا ساتس دانوں نے غلط رپورٹ دی ہے۔"
شاگل نے پچھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ساتس دانوں نے درست رپورٹ دی ہے وہ واقعی اصل
فائل ہے جعلی فائل تو سنگ نے ڈاکٹروئس کو ہلاک کر کے اسے
حاصل کی تھی لیکن ڈاکٹروئس نے فارمولے کو دو حصوں میں تقسیم
کر کے دو فائلیں بنائی تھیں۔ ایک تو وہ فائل ہے جو تمہارے صدر اور
وزیراعظم کے پاس ہے اور دوسری فائل اس نے ایکریمیا کے ایک

بنک لاکر میں رکھوا دی تھی..... عمران نے جواب دیا۔
"اگر ایسا ہوتا تو ساتس دانوں کو معلوم نہ ہوتا کہ یہ فائل
ادھوری ہے..... شاگل نے کہا۔

"اسی کو تو ذہانت کہتے ہیں وہ فائل ہر لحاظ سے مکمل ہونے کے
بادوجود ادھوری ہے اور اس کا علم تمہارے ساتس دانوں کو اس وقت
ہوگا جب وہ ہتھیار تیار کر لیں گے..... عمران نے کہا۔

"یہ میرا درد سر نہیں جب وہ اسے مکمل کہہ رہے ہیں تو وہ مکمل ہی
ہوگی اور بس..... شاگل نے کہا۔

"مطلب ہے تمہیں اپنے انجام اور اعزاز سے تعلق ہے تمہیں اس
سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ کافرستان ہتھیار تیار کرنے میں کامیاب
ہوتا ہے یا نہیں۔ کیا تمہارے پاس حب الوطنی کا یہی پیمانہ ہے جس کا
تم زور شور سے دعویٰ کرتے رہتے ہو..... عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"ہاں میری حب الوطنی کا پیمانہ یہی ہے کہ میں نے اصل فائل تم
سے حاصل کر کے حکومت تک پہنچادی ہے اور حکومت نے اسے اذکار
قرار دے دیا ہے۔ میں مزید کسی انجن میں نہیں پڑنا چاہتا۔ شاگل نے
جواب دیا۔

"تو پھر وہ ایکریمیا والی فائل میں حاصل کر لوں تمہیں تو کوئی
اعتراض نہیں ہوگا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے میرے نزدیک تم مجھے چکر دے رہے

ہوا اور بس..... شاگل نے کہا۔
"اگر یہی بات میں تمہارے صدر کے کان میں ڈال دوں تب۔"

عمران نے کہا۔

"پھر وہی بات پلیز عمران میرا جھوڑو کیوں تم مجھے ذلیل کروانا چاہتے ہو..... شاگل نے زچہ ہوتے ہوئے کہا۔

"او کے جھوڑو دیا اور یہ بھی سن لو کہ میں اس اصل فائل کے پیچھے بھی نہیں آؤں گا یہ تمہارے ملک کو مبارک ہو۔ بہر حال انعام اور اعزاز ملنے کی معافی تیار رکھنا وہ ضرور کھاؤں گا گڈ بائی۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ر سورا رکھ دیا۔

"عمران صاحب آپ نے جو کچھ شاگل سے کہا ہے کیا وہ واقعی جاک ہے..... بلیک زرو نے کہا۔

"ہاں سوائے اس بات کے کہ فائل ایکری میا میں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اب شاگل کی ساری خوشی ہوا ہو گئی ہوگی لیکن وہ یہ بات نہ ہی صدر سے کر سکتا ہے اور نہ ہی پرائم منسٹر سے بس اب وہ خود ہی کڑھتا جلتا رہے گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا واقعی ڈاکٹر یونس نے دو فائلیں تیار کی تھیں۔ اگر ایسی صورت ہے تو پھر بھی یہ فائل تو بہر حال حاصل کرنی ہی پڑے گی اس کے بغیر دوسری ادھوری فائل سے کیسے کام چل سکتا ہے..... طاہر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ یہ فائل اپنی جگہ پر ہر لحاظ سے مکمل ہے

لیکن ڈاکٹر یونس نے فارمولے کے سب سے حساس حصے میں ایسی تبدیلیاں کر دی ہیں کہ وہ بظاہر درست نظر آتی ہیں لیکن عملی طور پر جب اس پر کام ہوگا تو نتیجہ زرو نکلے گا اور اس نے یہ بات ایٹاس کوڈ میں اس فائل کے آخری صفحے پر لکھ دی تھی۔ دراصل ڈاکٹر یونس کو بھی کافر سائیس کی فطرت کا اندازہ تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اس سے فارمولا حاصل کر کے اسے ہلاک نہ کر دیں اس لئے اس نے آخری صفحے پر ایٹاس کوڈ میں یہ لکھ دیا تھا کہ اصل فائل جس میں اصل فارمولا ہے وہ اس نے علیحدہ تیار کی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو عام سا کوڈ ہے۔ کیا سائیس دانوں نے اس صفحے پر غور نہیں کیا ہوگا..... اس بار نازان نے کہا۔

"صفحہ اس فائل کے ساتھ ہوتا تو وہ اس پر غور کرتے۔ وہ صفحہ تو میں نے فائل سے اتار لیا تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے ایک تہ شدہ صفحہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔
"اوہ اسی لئے آپ نے یہ سارا کھیل کھیلنا ہے اور مجھے پاگل بنانے رکھا ہے..... بلیک زرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب یہ اصل فائل کہاں ہے کیا اپ لینڈ میں ہے..... نازان نے صفحہ کھولتے ہوئے کہا۔

"جہیں اپ لینڈ کا خیال کیسے آیا..... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”آپ نے جو اچانک اپ لینڈ جانے کا پروگرام بنالیا تھا۔“ ناثران نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تم نے میری اس بات پر یقین کر لیا جو میں نے شاگل سے کہا ہے کہ علم نجوم کی مشقوں کے درمیان سارے عجیبے حال احوال بتاتے رہتے ہیں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب آپ نے دوبارہ سسپنس پیدا کرنا شروع کر دیا۔“ بلیک زرو نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار زور سے ہنس پڑا۔

”اس صفحے میں بہر حال یہ نہیں لکھا ہوا کہ وہ اصل فائل کہاں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ فائل کہاں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔“ تفصیل سے بتائیں ناں۔“ عمران نے کہا۔

”کہاں ہے۔“ سب نے چونک کر پوچھا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس۔“ عمران نے کہا تو وہ سب اس طرح اچھلے جیسے ان کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

”کیا۔ کیا مطلب یہ کیسے ممکن ہے۔“ طاہر نے ہونٹ جھباتے ہوئے کہا۔

”یقین نہ آ رہا ہو تو چیف سے فون پر بات کر کے پوچھ لو۔“ عمران نے ان کی حالت سے لطف لیتے ہوئے کہا۔

”کیا ڈاکٹر یونس نے فائل براہ راست چیف کو بھجوا دی تھی لیکن کب۔“ طاہر نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ جب وہ وہاں سے

روانہ ہوا تھا تو ایسی کوئی فائل اس کے پاس نہ تھی۔

”جہاڑی حالت بتا رہی ہے کہ اب اگر جہیں میں نے تفصیل نہ بتائی تو تم اچھے کر دیوار میں لکریں مارنی شروع کر دو گے اور پاکیشیا کا یہ عظیم نقصان ہے جو برواشت نہیں کیا جاسکتا اس لئے بتا دیتا ہوں۔“

جب میں نے فائل میں تبدیلیاں کرنے کے لئے آفس میں جا کر اسے غور سے پڑھا تو آخری صفحہ پڑھتے ہی بات سلسلے آگئی لیکن اس میں یہ تو نہیں لکھا تھا کہ اصل فارمولا کہاں ہے لیکن ڈاکٹر یونس نے اپنی ذہانت اور مہارت قاہرہ کرنے کے لئے ایک اشارہ دے دیا تھا وہ واقعی ذہین آدمی تھا۔ کاش وہ محب وطن بھی ہوتا۔ اس اشارے کی رو سے اصل فارمولے کا پتہ فائل میں موجود تھا۔ میں نے پتہ تلاش کرنے کے لئے فائل کو دوبارہ غور سے پڑھا اور پھر مجھے پتہ مل گیا۔ ڈاکٹر

یونس نے فارمولے کے اندر کچھ الفاظ اور ہندسوں کو مختلف انداز میں ٹائپ کیا تھا اور وہ پتہ ان الفاظ اور ہندسوں میں موجود تھا۔ یہ ایک بینک کا نام اور بینک لا کر ختم تھا۔ میں نے وہیں سے براہ راست چیف سے ٹرانسمیٹر پر بات کی اور اسے بینک لا کر اور ختم بتا دیا کہ وہ اسے چیک کرانے اور مجھے فوری رپورٹ دے سہتا ہے چیف نے سر سلطان کو فون کر کے حکم دے دیا۔ سر سلطان کے حکم پر بینک لا کر کھولا گیا تو اس میں واقعی فائل موجود تھی جو چیف تک پہنچ گئی اور چیف نے مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دی سہتا ہے پوری تسلی کر لینے کے بعد میں نے یہ فائل شاگل تک پہنچائی کیونکہ اس سے میرا وعدہ بھی پورا ہوتا تھا اور

سفلی دنیا

مصف — منظر کلیم ایم اے

○ سفلی دنیا— شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے ایک ایسی دنیا جو شیطانی دنیا کی بھی سب سے رذیل سطح ہے۔

○ سفلی دنیا— کالے جادو، بد روحوں، بد میت جنت، غلاط اور گندگی میں لتھڑی ہوئی شیطانی دنیا جہاں مکرو فریب، رذالت اور غلاط کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

○ نیالا— نبات کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کروار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سرنگوں سمجھتا تھا۔

○ کافرستان کے کرٹل سورگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے نیالا کی خدمات حاصل کیں تو نیالا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

○ نیالا— جس نے استثنائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منڈیل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کاری وار کیا کہ عمران گندگی اور غلاط کے ڈھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آئے گا۔

○ سلیمان— عمران کا باورچی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سردھڑکی پاڑی لگا دی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا—؟

حکومت کافرستان بھی مکمل طور پر مطمئن ہو سکتی تھی اور تم نے خود سن لیا کہ وہ مطمئن ہو گئے ہیں کہ اصل فائل ان کے پاس ہے جب کہ درحقیقت اصل فائل سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچ بھی چکی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتادی۔

”تو آپ نے مجھے اس قدر طویل عرصے تک کیوں پاگل بنائے رکھا..... بلکہ زبردستی ہنستے ہوئے کہا۔

”پاگل نہیں شاگل کہو دونوں کے معنی ایک ہی ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مکرو فریبوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران فریدی سیریز میں ایک دلچسپ، ہنگامہ خیز اور منفرد ناول

زیر وبلا سٹ

مصنف: منظر عظیم ایم اے

زیر وبلا سٹ — شوگر لائن کی سیشل لیا بٹری میں تیار ہونے والا ایک ایسا ہتھیار جس سے پاکستان کے مفادات بھی والہ تھے۔

زیر وبلا سٹ — جسے کرنل فریدی نے اس طرح حاصل کر لیا کہ عمران اور پکیشا سیکرٹ سروس کو اس کی کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی۔

زیر وبلا سٹ — جس کا نامولا لیا بٹری سے چرائے جانے کی اطلاع کیپٹن حمید کے دوست قاسم نے عمران کو دی — کیا قاسم نے کرنل فریدی سے

غدار کی مٹی —؟ ایک دلچسپ اور حیرت انگیز سچو سن۔

زیر وبلا سٹ — جسے ایک پانزدہ ملک سانی لینڈ میں کافرستان کی مدد سے تیار کیا جا رہا تھا۔ سانی لینڈ ایک ایسا ملک جہاں زیر وبلا سٹ جیسے ہتھیار کی تیاری کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔

پرنس آف ڈوہب — جس کا استقبال سانی لینڈ کے کنگ نے سرکاری طور پر کیا۔ جسے گارڈ آف آنر پیش کیا گیا اور تیس توپوں کی سلامی دی گئی — پرنس

آف ڈوہب کون تھا — کیا عمران — یا —؟

• اتہائی دلچسپ، ہنگامہ خیز اور زبانت سے بھرپور ایک ایسا مقابلہ۔ جس کا انجام عمران اور کرنل فریدی دونوں کے لئے غیر متوازن ثابت ہوا۔

• دو عظیم کرداروں پر لکھا گیا ایک دلچسپ، ہنگامہ خیز اور منفرد ناول۔

یوسف برادرز — پاک گیٹ ملتان

○ وہ لمحہ جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبرا ایک گاؤں میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ڈیرہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں — اور پھر کیا ہوا۔؟

○ صاف۔ جس نے تن تر سفل دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا۔؟

○ کبھاگا۔ سفل دنیا کی انتہائی باقوت شیطانی طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقابل تخیل جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور جب اس کی مارشل آرٹ کی تمام مہارت

ہری کی دھری رہ گئی۔ اس لڑائی کا کیا انجام ہوا۔؟

○ سفل دنیا کی انتہائی خوفناک اور ذلیل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل، انتہائی خوفناک اور

لوٹے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پر اسرار، خوفناک اور نوکھا ثابت ہوا۔ اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔؟

قطعی مختلف انداز کی نئی اور پر اسرار کہانی

انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پر اسرار جدوجہد

○ ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سفل دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔

○ خیر و شر کے درمیان ایک ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

لوٹھا، دلچسپ اور تھر خیز ناول

○ ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔

یوسف برادرز — پاک گیٹ ملتان